

Two hearts with one SOUL.

SOUL MATES



Mahi Shah

انتساب!

ہر اس پر دیسی کے نام جو پردیس میں بھی اپنی اولاد کی آنکھ، سوچ اور زندگی میں دیس کی اقدار دیکھنا چاہتے ہیں۔

دیباچہ

سول میٹس میری اب تک کی لکھی تحریروں میں سب سے منفرد تحریر ہے۔
سول میٹس ایک روحانی تعلق یا کہہ لیں روح کا بندھن ہے۔ یہ اچانک ایک پل بن جاتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کب کسی سے ایک نظر ملے اور اس سے یہ تعلق بن جائے اور پھر ایسا بنے کہ اسکی خوشی میں اپنی خوشی اس کے غم سے اداسی ہونے لگی۔ سول میٹس بننے کے لئے ایک دوسرے کو دیکھنا یا انکا لمس محسوس کرنا ضروری نہیں یہ تو اکثر بغیر دیکھے بھی بن جاتا ہے۔ ایسا ہی تعلق بن گیا ہے اس کہانی کے مرکزی کرداروں کا۔
کچھ کردار اور کہانیاں تخلیق کرتے ان سے انسیت اس قدر ہو جاتی ہے کہ آپ کا ان سے روحانی تعلق بن جاتا ہے آپ انکے جذبات احساسات محسوس کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب لکھتے وقت بھی ایسا ہی تعلق محسوس ہوا اور امید ہے ایسا ہی تعلق آپ سب کا بھی بن جائے گا۔
جیسا اس کے کرداروں کا ایک دوسرے سے ہے۔ آئیے مل کر اس تحریر کو پڑھتے اور ان کرداروں کو جیتے ہیں۔

وہ میری روح کی چادر میں

چھپ گیا ہے ایسے

کہ روح نکلے تو وہ نکلے

جو وہ نکلے تو روح نکلے

ماہی شاہ

فہرست

باب نمبر ۱: چاند سی لڑکی اور مغرور شہزادہ

باب نمبر ۲: سنبھل جاؤ کہ تمہیں محبت ہو رہی ہے

باب نمبر ۳: عشق کرنے کا ارادہ ہرگز نہ تھا

باب نمبر ۴: الفت بغیر رقیب کے دیتی نہیں مزہ

باب نمبر ۵: جلن دل کی لکھیں جو ہم دل جلے

باب نمبر ۶: عشق کا رنگ سفید پیا

باب نمبر ۷: یاد آئی وہ پہلی بارش

باب نمبر ۸: تیری الفت میں صنم

باب نمبر ۹: عشق کرتا ہے جب اسیر

باب نمبر ۱۰: عشق جب ہجر اوڑھ لیتا ہے

باب نمبر ۱۱: روح کا بندھن

ابتدائیہ

"میں نے سنا ہے تم صرف دادا کی دولت کے لئے مجھ سے شادی کر رہی ہو؟" نظریں اسکے چہرے پر جمی تھیں۔
وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"اپنا قرض اتارنے کے لئے کر رہی ہوں۔"

"تم جہاں ہو وہاں خوش ہوا بھی بھی وقت ہے شادی سے انکار کر دو۔"

"ایلف سے شادی کرنا چاہتے ہو نا تم؟ اور بندوق میرے کندھے پر رکھ کر چلا رہے ہو۔"

"عجوبہ ملک! اپنے چھوٹے دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالو جو تمہارے پاس ہے بھی نہیں۔"

وہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی جواب بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

"تمہیں صرف پیسوں سے مطلب ہے اسی لئے شادی کر رہی ہو تو ایسا مت کرو۔ رشتے بہت دکھ دیتے ہیں اور

زبردستی کے رشتے تو سانس لینا دشوار کر دیتے ہیں۔"

"میں اپنی فیملی کی مدد کے لئے کر رہی ہوں یہ شادی مگر تم آزاد ہو تمہاری کوئی مجبوری نہیں تم منع کر دو۔"

"میں ہی تو سب سے زیادہ مجبور ہوں۔"

"مجھے میرے دادا کی خواہش پوری کرنی ہے۔"

"ابرک آفندی تم اتنے مجبور بھی نہیں ہو جتنے بنتے ہو۔ مگر مسئلہ پیچیدہ ہے۔" وہ کسی دانشور کی طرح ہاتھ تھوڑی

پر اور انگلی ماتھے پر رکھے ہوئے تھی جب کہ ابرک آفندی بیزاری ظاہر کرتا شیشوں سے باہر دیکھ رہا تھا۔

"ایسا کرتے ہیں اپنے اپنے اصل لائف پارٹنر ملنے تک ایک ساتھ رہیں گے جیسے ہی ہمیں اپنا سول میٹ ملے گا اس شادی کو ختم کر دیں گے۔ شادی کے بعد ساری پر اپرٹی تمہارے نام ہو جائے گی اور مجھے بھی اتنا شیر تو مل ہی رہا ہے کہ میں اپنا ذاتی کاروبار شروع کر سکتی ہوں۔ بابا کا احسان بھی اتر جائے گا اور ہمارا پر اہلم بھی سولو ہو جائے گا۔"

"تمہیں یہ سب اتنا آسان لگ رہا ہے؟ شادی ہو رہی ہے یا بزنس ڈیل؟" ابرک کا جملہ جیسے اسکے دماغ کی بتی جلا گیا۔

"کیا بات ہے بہت عقلمند ہو۔ کانٹریکٹ میرج کر لیتے ہیں۔ تمہارے پاس تو ایلف ہے مجھے بھی کوئی نہ کوئی مل ہی جائے گا۔" عجوہ ملک کے اندر کی بزنس وومن بیدار ہو گئی تھی اور وہ اپنے دماغ کے گھوڑے فل سپیڈ میں دوڑا رہی تھی۔ ابرک کو یہ جملہ ناگوار گزرا تھا مگر کیوں؟

وہ اسکی بغیر سر پیر کی باتوں پر متفق ہو گیا تھا۔ آخر کار ابرک آفندی نے عجوہ ملک کا کانٹریکٹ میرج والا خیال پورا نہ صحیح تھوڑا سا ہی قبول کر لیا۔

باب نمبر 1

"چاند سی لڑکی اور مغرور شہزادہ"

مانچسٹر! اس جگہ کو کون نہیں جانتا۔ یونائیٹڈ کنگ ڈم کاسب سے بڑا میٹروپولیٹن ایریا۔ انڈسٹریز اور فٹ بال کلبز کی وجہ سے مشہور یہ جگہ انگلینڈ میں اس کی ایک اور خاصیت کی وجہ سے بھی جانی جاتی ہے اور وہ ہے ایشینز کی ایک کثیر آبادی کا یہاں آباد ہونا۔ یہاں کا موسم، یہاں کی سردی، یہاں کی برف باری غرض یہ کہ ہر چیز اپنے اندر ایک کہانی لئے ہوئے ہے۔ آپ بڑی بڑی سڑکوں پر گھومتے ہزاروں لوگوں کو دیکھتے ہیں جو اپنے اندر لاکھوں کہانیاں لئے ہوئے ہیں۔

فلائٹ موسم کی خرابی کی وجہ سے لیٹ تھی۔ گرے آنکھوں والا ایک لڑکا اور سیاہ آنکھوں والی ایک لڑکی اس رش اور شور میں اپنا اپنا سامان تھامے مختلف سمتوں میں چلتے لابی میں جا کر انتظار کرنے لگے۔

اس نوجوان نے فیشن میگازین تھاما اور وہ لڑکی بزنس کی ایک موٹی کتاب پڑھنے لگی۔

ایک کپل کے چلانے کی آواز ایئر پورٹ پر معمول کو شور کو کچھ پلوں کے لئے روک گئی۔

"تم مجھ سے زیادہ وقت اپنے اس اسٹوپڈ سے کام کو دیتے ہو۔"

"میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا میرے کام کو لے کر اگر کبھی تم نے سوال اٹھایا تو اس رشتے کو توڑنے کے ذمہ دار تم خود ہو گی۔"

مانچسٹر ایئر پورٹ پورٹ کا یہ منظر سب مسافروں کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ایک نوجوان جوڑا ایک دوسرے سے لڑنے میں مصروف تھا۔ ایئر پورٹس پر اکثر ایسے بریک اپ ہوتے رہتے ہیں یہ کوئی اتنی اہم بات نہیں تھی۔ اس ساری بحث میں کچھ خاص تھا تو وہ تھا ان دونوں کا سٹیٹس اور نام۔ وہ نوجوان ایک کامیاب مصنف (رائٹر) تھا اور وہ لڑکی ایک فیشن ماڈل تھی۔

سوٹ کیس اور شولڈر بیگز تھامے وہ دونوں ایک دوسرے پر چلاتے ہوئے مخالف سمتوں میں چلے گئے۔ کچھ لوگوں نے ان پر جملے کسے، کچھ نے انہیں اگنور کیا تو کئی منچلے انکی لائیو ویڈیو سٹریمنگ سوشل میڈیا پر ہیش ٹیگ بریک اپ لگا کر دکھا رہے تھے۔

وہ دونوں تو فلائیٹ کا انتظار کرتے الگ الگ سمت میں چلتے ویٹنگ ایریا میں چلے گئے اور ایک دوسرے کو اگنور کرنے کی غرض سے الگ ہو کر بیٹھ گئے۔

وہ لڑکی ایک دلکش خوبرونوجوان کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔ وہ نوجوان لابی میں بیٹھا سب سے بے نیاز تھا۔ وہ مسلسل اس سے خوش گوار موڈ میں باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ وہ مسکرا کر سر ہلاتا میگزین سے چہرہ چھپائے اسے اگنور کرتا بیٹھ گیا۔

وہ رائٹر اس لڑکی کو غصے میں گھورتا اس کے ساتھ بیٹھے اس خوبرونوجوان سے جیلس ہوتا نظریں ارد گرد گھمانے لگا۔ اسے اپنے ساتھ ہی بیٹھی ایک سٹائلس ینگ لیڈی نظر آئی۔ وہ لڑکی کسی فائل کی ورق گردانی میں مصروف تھی۔

"مے آئی سٹ ہیر و دیو؟" اس لڑکی نے رعب سے اس لڑکے کو سرتا پیر دیکھا اور ایک اداسے ہاں کہتی اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

دونوں ایک دوسرے کو کن اکھیوں سے دیکھتے نظر ملنے پر پھر سے منہ موڑ کر بیٹھ گئے۔ وہ لڑکا اپنا تعارف کرواتا اس لڑکی سے بات شروع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا پر وہ نظریں کتاب میں گاڑے بیٹھی تھی۔ اس رائٹر کے لیے لڑکی کی طرف سے نولفٹ کا سائن اس ماڈل کے دل کو سکون پہنچا گیا۔

"آپ یہاں سے جانے کا کیا لیں گی؟" وہ نوجوان میگزین سے نظریں ہٹاتا اسے پوچھنے لگا جو بار بار مڑ کر اس لڑکے کو دیکھ رہی تھی۔

"ایکچو نلی میرا بوائے فرینڈ وہاں اس لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہے۔ مجھے کچھ دیر یہاں بیٹھنے دیں جب تک فلائٹ کا ٹائم نہیں ہو جاتا۔" جل بھن کر یہیں مر جائے گا۔ وہ لڑکی سرگوشی کرتی اسے سیکرٹ بتاتی پھر سے پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی جواب اس لڑکی سے باتوں میں مشغول ہو چکا تھا۔

"دیکھیں سسٹر میری گرل فرینڈ کو جیلز کرنے کے لئے کچھ دیر آپ مجھ سے بات کر سکتی ہیں؟"

"ایکسیکوزمی؟" وہ لڑکی کتاب چہرے سے ہٹاتی اس رائٹر کو گھورنے لگی۔

"غلط مطلب مت لیں اس بات کا۔ میں ہر جگہ پر کوئی نہ کوئی کہانی تلاش کرتا رہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے آپ سے باتیں کرنے کے دوران مجھے کوئی کہانی مل جائے۔"

"ناٹ انٹر سٹڈ!" وہ پھر سے کتاب کو چہرے کے سامنے کرنے لگی جب اس لڑکے نے کتاب کو اپنے ہاتھ سے ہٹا دیا۔

"مجھے میرے کام سے روکتا ہے اور خود ایئر پورٹ لابی پر فلرٹ کر رہا ہے۔" وہ غصے میں جوس کے گلاس پر دباؤ بڑھاتی بڑبڑائی تو گلاس سے جوس چھلک گیا۔

وہ لڑکی کتاب ہٹانے پر اسے ایک تھپڑ رسید کر ہی دیتی جب اسکی نظروں کے تعاقب میں اس ماڈل اور اس کے ساتھ بیٹھے اس نوجوان کو دیکھا۔

عین اسی وقت اس نوجوان نے اسے دیکھا اور کتنے ہی لمحے دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ دکھ درد تکلیف خوشی اپنائیت محبت ایک لمحے میں اتنے سارے رنگ وہ بھی صرف ایک نظر دیکھنے سے۔ وہ رائٹر اور ماڈل ان دونوں کی نظروں کی تکرار دیکھتے ایک دوسرے کو پھر ان دونوں کو دیکھنے لگے۔

رائٹر اور ماڈل کا وہ کپل انگلیڈ کے باشندے ہی معلوم ہوتے تھے۔ دونوں نے فلائٹ کی مناسبت سے عام لباس زیب تن کر رکھے تھے۔ دونوں نے گلا کھنکارا تو وہ لڑکی واپس اپنی نظریں کتاب پر جما کر اور وہ لڑکا میگزین پر نگاہیں گاڑے بیٹھ گیا۔

"میں ایک رائٹر ہوں۔ بہت سی کتابیں لکھیں ہیں میں نے۔" وہ اپنا تعارف کروانے لگا۔

"کیمرے کے سامنے نظر آنے والے انسانوں کو تو لوگ پہچانتے ہیں مجھ جیسے لوگ خاموشی سے کام کرنا پسند کرتے ہیں کسی کی نظروں میں آئے بغیر۔"

"تم سچ میں رائٹر ہو؟" وہ لڑکی کتاب ایک طرف رکھتی پیشانی پر تیوری ڈالے اسے دیکھنے لگی۔

"بالکل! ابھی میں نے تمہاری آنکھوں میں اتنے جذبے دیکھے اس ہینڈ سم کے لئے۔ رائٹر ہوں تو سمجھ گیا۔" وہ مسکرایا تو اس لڑکی نے ایک سر د آہ بھری۔ اس لڑکی کی سیاہ آنکھیں اپنی طرف کھینچتی تھیں۔ سادہ مگر پرکشش نقوش والی وہ لڑکی اسے اپنی نئی کہانی لگی۔

"تمہارا نام؟" اس لڑکی نے ایشین ایکسٹ میں انگلش بولتے ہوئے پوچھا۔

"کیون! تم چاہو تو اپنی کہانی مجھے سنا سکتی ہو" وہ اپنی گرل فرینڈ کو فراموش کرتا کہانی کے پیچھے لگ گیا۔ "خود کیسے اس لڑکی سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا ہے اور مجھے کام کرنے سے روکتا ہے۔ یہ مرد ایسے ہی ہوتے ہیں ہر بات پر شک کرنے والے۔"

"اتنی ہی تنگ ہو تو بریک اپ کر لو نہیں تو اسے سمجھو اور اس سے سمجھوتہ کر لو۔" اس نوجوان کے مشورے پر وہ اسے آنکھیں سیٹھ کر دیکھنے لگی۔

"تم اپنا چانس مت سمجھو۔ بس کچھ دیر تک ہی تمہارے ساتھ بیٹھ کر گپ شپ کروں گی۔" لڑکی نے جواب دیا۔ "میں انٹر سٹڈ نہیں ہوں۔" وہ میگنیزین تھام کر پڑھنا شروع کرنے ہی والا تھا جب سیاہ آنکھوں والی لڑکی کو اس رائٹر کے ساتھ ہنس کر بات کرتے دیکھ وہ میگنیزین کو ہاتھوں میں دباتا اس ماڈل کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم بھی جیلز ٹائپ ہو کون ہے وہ لڑکی؟"

"عجوبہ ملک!"

"کون ہے وہ لڑکا؟"

"ابرک آفندی!"

اس کپل نے ایک ہی وقت میں یہ سوال پوچھا تھا اور ایک ساتھ ہی دونوں نے جواب دیا تھا۔ الگ الگ بیٹھے وہ چاروں ایک ہی موضوع پر بات کر رہے تھے۔

"سناؤ پھر اپنی کہانی؟" کیون نے پوچھا۔

"تم دونوں ساتھ کیوں نہیں ہو؟" روشیل نے سوال کیا یہی نام بتایا تھا اس لڑکی نے اپنا۔

"اعتبار بھروسہ معافی یہ بڑے اور بھاری لفظ دلوں میں دوریاں لے آتے ہیں۔" ابرک آفندی نے مشکل بات کہہ دی۔

"محبت سے زیادہ وفا کی طلب ہوتی ہے ایک لڑکی کو وہ نہ ملے تو زندگی رک جاتی ہے عقل کام کرنا اور دماغ ساتھ دینا چھوڑ دیتا ہے۔ بے وفائی جیتے جی مار دیتی ہے۔"

"وہ بے وفا تھا؟"

"وہ اعتبار نہیں کرتی تھی کیا؟"

کیون اور روشیل نے ان دونوں سے سوال کیا۔

"شروع سے شروع کرتے ہیں۔" وہ دونوں اب اس ناراض کپل سے بات کرنا پسند کرنے لگے۔

پسندیدہ موضوع تھا شاید یادوں وقت گزاری کر رہے تھے۔

یہ سب کچھ تو ان کی کہانی سن کر ہی علم ہونے والا تھا۔ کیون اور روشیل ہمہ تن گوش ہوئے اور وہ دونوں اپنی آپ بیتی سنانے لگے۔

"بالٹن کے ہائی سکول سے شروع ہوئی تھی ہماری کہانی۔ ہائی سکول کا زمانہ وہ دنیا ایک الگ ہی فیلنگ ہوتی ہے اس زندگی کی۔ ٹین ایج ختم ہونے والی ہوتی ہے اور سرپر فیوری ٹیلز اور فینٹسی کا بھوت سوار ہوتا ہے۔ ہر کوئی اس عمر میں محبت اور محبت میں دھوکہ کھانے کو تیار رہتا ہے۔ کوئی ون نائیٹ سٹینڈ کے نام پر تو کوئی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے لو فار ایور کی تلاش میں۔

بالٹن کے اس ہائی سکول میں ایک کہانی بنی ابرک اور عجوہ کی۔ ابرک آفندی اور عجوہ ملک کی۔"

"ایک امیر رئیس زادے کی اسکے خوابوں کی۔ اسے آسمان کی دنیا کا جگمگا تا ستارہ بننا تھا۔ وہ گرے ساحر آنکھوں والا لڑکا پرنس چارمنگ کے نام سے مشہور تھا۔"

بات کرتے ہوئے اسے ڈسکولائٹس کا شور اور رنگ برنگی روشنیاں اپنی آنکھوں کے سامنے دکھائی دے رہیں تھیں۔ وہ پرنس چارمنگ ان روشنیوں کے سیلاب میں ایک نہایت خوبصورت اور چست لباس لڑکی کے ساتھ اسکے ہاتھ تھامے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔

"وہ لڑکی بھی کچھ کم نہیں تھی۔ بڑی بڑی گرین کلر کی آنکھیں بھرے بھرے گال اور ہونٹ اور بلانڈ ہیز۔"
"دونوں ایک کونے میں کھڑے ارد گرد سے بے خبر تھی۔

"وہ انکی محبت کی شروعات تھی یا اختتام اسکا فیصلہ ہم بعد میں کریں گے۔" وہ مسکرائی تھی۔
"تم اس کہانی میں کہاں ہو؟" وہ سوال کئے بغیر نہ رہ سکا۔ کیونکہ اسکی کہانی دلچسپ لگنے لگی۔

"میں اپنی دنیا میں مصروف تھا۔ وہ دنیا جیسی بھی تھی وہاں میرے خواب تھے اور میں تھا۔
ڈرامہ اینڈ آرٹ پڑھتے ہوئے میں نے کبھی بزنس ڈیپارٹمنٹ اور وہاں کی ایک عام سی لڑکی کو اہمیت نہیں دی تھی۔"

روشیل اس کے ماضی کی داستان بہت لگن سے سن رہی تھی۔
وہ ہائی سکول یونیفارم میں ڈیشنگ نظر آ رہا تھا۔

لمبا چوڑا قد کثرتی بازو تنے ہوئے جڑے اور ماتھے پر بکھرے سلکی بال۔

"مجھے پینٹنگ کا بہت شوق ہے۔ ہماری کہانی شروع ہوئی تھی میری اٹھارویں سالگرہ پر۔"

"بالٹن کے سب سے مشہور خاندان کا وارث اور پرنس چارمنگ ہائی سکول میں پورے سکول کو برتھ ڈے پارٹی دینے والا تھا۔ وہ بھی بالٹن کے سب سے مہنگے نائٹ کلب میں۔ وہ ماضی میں ہی گم ہوتا جا رہا تھا۔ سب اسکے

سامنے کسی فلم کی طرح چلنے لگا۔"

"نائٹ کلب میں پارٹی واؤ!" روشیل نے ستائشی لہجے میں کہا۔

"اس پارٹی نے میری لائف میری آزادی میری لائف کے معنی سب بدل دئے۔" وہ مسکرایا۔

"وہ پارٹی ہمارے ہائی سکول کے بیچ کی سب سے یادگار پارٹی تھی۔ ہر طرف اس پارٹی کی دھوم تھی۔ ٹین اٹیج میں پہلی دفع نائٹ کلب جانا اور وہ بھی فری میں۔ پھر موسٹ وائنڈ بیچلر ہینڈ سم ہنک اور پرنس چارمنگ ابرک آفندی کی پارٹی۔ لڑکیاں اس کی گرے آنکھوں کو ساحر آنکھیں کہتی تھیں۔ سب اس کی دیوانی تھیں۔ کچھ کو اسکا سر نیم پسند تھا کچھ کو وہ خود۔"

عجوبہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہیں پسند تھا وہ؟" کیون نے سوال کیا۔

"وہ ایک کمپلیٹ بیچ تھا ہر لڑکی کا کرش تھا۔"

"نام پیسہ سٹیٹس سب تھا اس کے پاس۔"

"عجوبہ آفندی کہاں ہے اس سب میں؟"

"عجوبہ آفندی اپنی پڑھائی میں مصروف رہنے والی لڑکی۔ بزنس پڑھنے کا شوق جنون کی حد تک تھا۔"

"اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔" کیون نے اسکی بزنس کی کتاب دیکھتے ہوئے کہا۔

"ابرک کی اس برتھ ڈے پارٹی کے بعد ہماری زندگی مکمل طور پر بدل گئی۔"

ہر طرف چہل پہل اور رونق تھی۔ سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ کوئی سکیٹنگ کرتا سب کو پیچھے چھوڑتا آگے بڑھنے کو۔ تو کوئی کسی کو نے میں بیٹھ کر پڑھنے میں مصروف تھا۔ ہر رنگ و نسل کی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف وہیں کو نے میں لڑکیوں کا ایک گروپ بیٹھا گوسپ کرنے میں مشغول تھا۔

یہ انگلینڈ کے ایک مشہور شہر بالٹن کے ایک ہائی سکول کا منظر تھا۔

کچھ سیاہ فارم لڑکے ہیڈ فونز کانوں میں لگائے کوئی دھن گنگنا تے گزر رہے تھے تو کچھ سفید فارم لڑکیاں باسکٹ بال کھیلتی ایک دوسرے کو نظروں سے ہی چیلنج کر رہی تھیں۔

تین سے چار لڑکیاں ایک ساتھ ایک کو نے میں بیٹھی تھیں۔

"آج رات کیا پہنو گی؟" خوشی سے ایک لڑکی چہکی۔

"میں تو سوچ رہی ہوں باری فراک پہن لوں۔" ایک گلاسز والی لڑکی نے بھی اسی خوشی کا اظہار کیا۔

دونوں نے پہلے ایک دوسرے کو پھر اپنے سامنے بیٹھی ایک سادہ سی نظر آنے والی لڑکی کو دیکھا جو اپنی ہی دھن میں تھی جیسے وہاں موجود ہی نہ ہو۔

"عجوبہ ملک! تم سن رہی ہو ہماری بات؟" وہ دونوں ایک ساتھ چلائیں۔

"ہاں سن رہی ہوں۔" وہ جتنے غصے میں استفسار کر رہیں تھی وہ اتنے ہی آرام سے جواب دے رہی تھی۔

"تم پر جوش نہیں ہوا برک آفندی کی پارٹی میں جانے کے لئے؟"

"اس میں اتنا اچھلنے کی کیا بات ہے ایک پارٹی ہی تو ہے۔" اس نے روکھے انداز میں کہا۔

"صرف پارٹی نہیں ہے کلب میں پارٹی ہے۔"

"ذرا سوچو ابرک آفندی نے خود سارے سکول کو پارٹی دی ہے پہلی دفع ایسی پارٹی میں جائیں گے۔"

"مجھے بالکل بھی شوق نہیں ہے کسی ایسی پارٹی میں جانے کا جہاں حلال حرام کی تمیز نہ ہو۔"

عجوبہ نے صاف منع کیا۔

"ہماری خاطر آجاؤ پلیز!" حلال حرام کا فرق ان دونوں کی سمجھ سے باہر تھا۔ ایک کا تعلق انگلینڈ سے اور دوسری کانڈیا سے تھا۔ دونوں آنکھیں پٹیٹا کر منتیں کرنے لگیں۔

عجوبہ، نشا اور جیڈ تینوں بچپن سے ایک ساتھ پلی بڑھی ایک ساتھ سکولنگ کی۔

جیڈ ایک امیر کبیر گھرانے سے تعلق رکھنے والے عیسائی لڑکی اور نشا انڈیا سے انگلینڈ شفٹ ہونے والی ایک امیر زادی، دوستی لڑکپن سے تھی تو مذہب اور امیری غریبی کبھی دوستی کے درمیان حائل نہ ہوئی تھی۔ دونوں عجوبہ کی من موجدی طبیعت سے واقف تھیں اور اسکے گھرانے کے اصولوں سے بھی۔

نشا اور جیڈ جتنی ماڈرن تھیں اور عجوبہ اتنی ہی سادہ۔ اچھے نین نقش کی وجہ سے وہ دیکھنے میں معصوم لگتی تھی ورنہ لڑکیوں والی نزاکت اور بناؤ سنگھار کا اسے قطعاً شوق نہیں تھا۔

جیڈ کے باب کٹ بال اور ضرورت سے زیادہ ٹائٹ کپڑے کبھی کبھی اسے کوفت میں مبتلا کر دیتے۔

جب کہ نشا کا تو میک اپ کی ختم ہونے پر نہ آتا۔

عجوبہ ملک سیاہ بالوں اور سیاہ آنکھوں والی چھوٹی سی تیکھی ناک اور باریک ہونٹ وہ سادگی میں بھی ایک خاص کشش رکھتی تھی۔ ایک عام ایشین لڑکی جس کے آباؤ اجداد پاکستانی تھے۔

"اپنے ساتھ ہماری پارٹی کیوں خراب کر رہی ہو" نشا نے اپنے بالوں کو سلجھاتے ہوئے۔

"تم دونوں میرے بغیر جاؤ گی تو ابرک آفندی پارٹی سے نکال دے گا کیا؟" اس نے بھنویں اچکائی۔

جیڈ نے نشا کی بے عزتی پر اپنی ہنسی دبائی۔

نشانے دونوں کو گھورا۔

"پلیز عجوہ آج تک تمہارے بغیر کہیں نہیں گئے مزا نہیں آئے گا۔" جیڈ نے منت کی۔

پلیز دونوں ایک ساتھ اسکا ہاتھ پکڑ کر پلیز کی رٹ لگاتی رہیں جب تک وہ مان نہیں گئی۔

"ایلف کے سامنے تم دونوں کی دال نہیں گلنے والی ابرک آفندی جیسا مغرور انسان تم دونوں کو دیکھے گا بھی نہیں۔" شرارت سے ان دونوں پر اپنی پانی والی بوتل سے پانی پھینکتی وہ ان دونوں سے بچنے کے لئے بھاگنے لگی۔

اسکے الفاظ کا صدمہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ دونوں بت بنی اسے دوڑتا دیکھتی رہیں۔ پھر ایک دوسرے کو آنکھوں سے

اشارہ کیا اور پانی کی بالٹی ڈھونڈھ کر بھری۔

دونوں کے چہرے پر ایک شرارتی ہنسی تھی۔

ایلف بلونڈ بالوں والی سرخ سفید رنگت کی اونچے قد کی مالک لڑکی جس کی ہری آنکھیں کانچ کے نگینوں جیسی تھیں۔

ترکی سے تعلق رکھنے والی ایلف اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی۔ بے حد مغرور اور ماڈلنگ میں اپنا نام بنانے کی

خواہش مند لڑکی جو بچپن سے ابرک کی دوست اور اب دوست سے کچھ زیادہ ہی تھی۔

بچپن سے جس چیز کی خواہش کی وہ پلیٹ میں سجا سجا یا مل گیا تو غرور ہر ادا اور انداز سے جھلکتا تھا۔

"تم کب دکھا رہے ہو مجھے یہ پینٹنگ؟" ایلف کی نظریں ابرک کی پشت پر موجود کینوس پر تھیں جو وہ مکمل طور

پر اپنے وجود سے چھپا چکا تھا۔

"یہ سر پر اترے ایلف! میری برتھ ڈے پر تمہیں گفٹ دوں گا۔" وہ اسے شانوں سے تھامے پیچھے دیکھنے سے

روک رہا تھا۔

"انتظار نہیں ہو رہا پلیز!" وہ آنکھیں پٹپٹاتی معصومیت سے بولی۔

"نومینز نو!" اس نے بات ہی ختم کی۔

وہ پیر پٹختی غصے سے وہاں سے چلی گئی۔

وہ ہنستا ہوا مڑا اور کینوس پر ایلف کے ہونٹوں کا حصہ مکمل کرنے لگا۔

تبھی کچھ لڑکیاں اسکے قریب سے آندھی طوفان بنی دوڑتی ہوئیں گئیں۔

وہ اپنے کام میں مگن تھا جب ایک لڑکی بھی ان لڑکیوں کے پیچھے بھاگتی اسی راستے سے گزری اور پلک جھپکتے واپس

آئی مگر اس بار ابرک پینٹ کی پلیٹ پکڑ کر برش سے پینٹنگ مکمل کر رہا تھا اسی وقت وہ لڑکی تیز گام کی طرح

گزرتی اس کی پشت سے ٹکرائی حملہ اتنا اچانک تھا سارا پینٹ ماربل فرش پر گر ا اور اس لڑکی کا پاؤں پھسلا وہ

گرنے کی تیاری میں آنکھیں میچی ہوئی تھیں جب کسی نے اسے کمر سے پکڑ کر گرنے سے بچا لیا۔

وہ خوف سے آنکھیں میچے کھڑی کسی کے رحم و کرم پر کھڑی تھی اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک خوب رو

چہرہ نظروں کے سامنے تھا جو غصے سے اسے اور کینوس پر موجود پینٹنگ کو دیکھ رہا تھا۔

سارے کینوس پر رنگ پھیل گیا تھا اور کچھ چھینٹے ابرک کے روشن چہرے کو بھی رنگ گئے تھے۔

وہ جھوٹی ہنسی ہنستی اسکی پکڑ سے نکلنا چاہ رہی تھی جو اسے نظروں سے ہی گولی مارنے کے درپے تھا۔

وہ کچھ بھی بولے بغیر اسے سیدھا کھڑا کر تا ایک طرف ہو کر اپنی محنت پر پانی کی طرح بکھرے رنگ دیکھ رہا تھا۔

وہ چاند سی لڑکی تھی بناوٹ سے پاک سادہ پرکشش اور حسین جو ایک مغرور شہزادے دلکش نقوش والا خوب رو

لڑکا۔

"ایم سو سوری! میں نے کچھ بھی جان بوجھ کر نہیں کیا۔" وہ ایک سفید رومال نکال کر اسکے قریب ہوئی اور اسکے

چہرے سے رنگ صاف کرنے لگی جو صاف ہونے کی بجائے پھیلتا جا رہا تھا۔

ابرک نے ناگواری سے اسکی کلائی تھامی۔

"میں ٹھیک کر دیتی ہوں آپ پلیز فکر نہیں کریں۔"

وہ جھوٹی مسکان اسکی طرف اچھالتی اب پینٹنگ کو صاف کرنے لگی۔

اس نے اسکا ہاتھ جھٹک کر پیچھے کیا۔

"جتنا خراب کرنا تھا تم کر چکی ہو اب جاؤ یہاں سے۔"

اسکا سر دلہجہ مقابل کو آگ لگا گیا۔

"میں نے معافی مانگی تو ہے۔"

"میں نے کہا جاؤ اور آئندہ اپنی شکل نہیں دکھانا۔"

"سمجھتے کیا ہو تم خود کو؟" اب وہ لڑکی بھی اپنی یونیفارم کی شرٹ کے آستین فولڈ کر کے طیش میں آگئی۔

وہ ایک نظر اسکی کاروائی اور ایک تاسف بھری نظر کینوس پر ڈالتا چلنے لگا۔

جب نسوانی آواز نے اسکے قدم زنجیر کئے۔

"سمجھتے کیا ہو تم خود کو ابرک آفندی؟"

"اگر تم کسی ریاست کے شہزادے میرا مطلب چشم و چراغ ہو تو میں بھی عجب ملک ہوں میری امی بھی مجھے اپنی

شہزادی کہتی ہیں۔"

وہ اپنے چہرے پر آئی لٹوں کو غصے سے بولتے پھونک مار کر چہرے سے ہٹاتی غرائی۔

وہ مڑا اور ایک نظر سکرٹ شرٹ میں چٹیا ایک طرف بنائے غصے سے اسے گھورتی سیاہ آنکھوں والی لڑکی کو

دیکھا۔

وہ چلتا ہوا اسکے قریب آیا۔ وہ اسکی گرے آنکھوں اور سرخ و سفید رنگ کو دیکھتی سارا غصہ بھلائے اسکی شخصیت کے سحر میں قید ہو گئی۔

غصے کی جگہ اب ستائش نے لے لی۔

وہ بالکل اس جگہ کھڑی تھی جہاں کچھ دیر پہلے ایلف کھڑی تھی۔

ایلف کی نامکمل پینٹنگ کی جگہ وہاں اب ایک جیتی جاگتی لڑکی تھی۔

ابرک اسکے سامنے کھڑا ہوا تو وہ پھر سے سارا غصہ بلا کر معصومیت سے مسکرائی۔

ابرک نے اسکے ہاتھ سے رومال چھینا اپنا چہرہ صاف کیا اور رومال اسکے منہ پر پھینکا۔

"تم عجوبہ ملک ہو یا اپنی امی کی شہزادی۔"

"آج کے بعد مجھے میرے راستے میں کھڑی نظر مت آنا۔"

وہ کہہ کر جا چکا تھا جب کہ عجوبہ ابھی تک اسکی چار منگ پر سنبلیٹی کے سحر میں قید مسکرا رہی تھی۔

جب ان لڑکیوں نے پیچھے سے اسکے اوپر پانی کی بالٹی انڈیل دی۔

وہ منہ کھولے اس لمحے کی قید سے آزاد ہوئی اور وہ لڑکیاں اسے دیکھتی قہقہے لگاتیں روفو چکر ہو گئیں۔

عجوبہ ملک ابھی تک وہاں کھڑی تھی اسکے بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں اور ایلف کی پینٹنگ کا نام و نشان

تک مٹ چکا تھا۔

ہر طرف ڈسکولائیٹس اور لاؤڈ میوزک کا شور تھا۔ ایک طوفان بد تمیزی برپا تھا۔ سب ایک دوسرے میں گم

ڈانس کرنے اور لال رنگ کے محلول ہاتھوں میں لئے پینے میں مصروف تھے۔

کلین شیو میں موجود کسرتی وجود کا حامل نوجوان وہاں موجود لوگوں کی بھیڑ سے دور بلیک جیکٹ اور بلیو جینز پہنے ایک کونے میں کھڑا کسی لڑکی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔

اسکی پر سنیلٹی کا چارم تھا یا اسکے سر نیم کا کمال، وہاں موجود سبھی لڑکیوں کے دل اسے دیکھ کر دھڑک رہے تھے۔

وہ سب سے الگ اور لا پر واہ اپنی دھن میں رہنے والا کم گو انسان تھا اسی لئے اس بھیڑ میں بھی ایک کونے میں کھڑا تھا۔

"تمہارا جانا ضروری ہے؟" وہ اپنی گہری ہری آنکھوں میں ایک امید لئے اسکے ہاتھ تھامے پوچھ رہا تھا۔

"ڈونٹ وری میں ایک سال تک واپس آ جاؤں گی۔"

وہ اسکے ہاتھوں میں سے اپنے ہاتھ نکالتی گویا ہوئی۔

وہ مسکرایا تھا اسکی گرے آنکھوں میں دیکھتے ایک آخری کوشش تھی شاید وہ رک جائے۔

وہ ایک چھوٹے سے کمرے کے سنگل بیڈ پر لیٹی ایک ہاتھ سے موبائل کان سے لگائے دوسرے ہاتھ کی ایک انگلی دوسرے کان میں گھسائے ہوئے تھی۔

دوسری طرف سے جو بھی بات ہو رہی تھی یقیناً چلا چلا کر سنائی جا رہی تھی جبھی وہ انگلی کان میں دئے منہ کے زاویے بناتی کبھی موبائل کان سے پرے کرتی کبھی ہنسی دباتی تو کبھی منہ پڑ ہاتھ رکھ کر حیران ہونے کی ایکٹنگ کر رہی تھی۔

پھر سے سپیکر سے آواز ابھری تھی۔

"تم جیسی دھوکے باز ہماری دوست ہو ہی نہیں سکتی۔" آج کے بعد اپنی شکل مت دکھانا۔

فون بند ہو چکا تھا۔

"پھر سے وہی لائن۔ سب ہی میری شکل کے پیچھے پڑ گئے ہیں صبح وہ ابرک اور اب جیڈ اور نشا۔"

"اتنی پیاری شکل ہے میری۔" وہ تینوں کی حالت یاد کرتی ہنستی ہوئی پھر سے لیٹ کر کتاب پڑھنے لگی۔

لیٹے لیٹے پھر سے ابرک کا پینٹ سے لت پت چہرہ نظروں کے سامنے آیا۔

"پینٹنگ ہی تو خراب ہوئی تھی میں نے صاف کر تو دیا تھا فیس۔۔ بد تمیز" وہ بڑبڑائی۔

کتاب کا صفحہ پلٹا اور جیڈ اور نشا کا تیار ہو کر بھی پارٹی میں نہ جانا انکی شکلیں یاد کر کے ہنسی آئی۔

"پانی پھینکا تھا نہ میرے اوپر اب جاؤ پارٹی میں۔"

عجوبہ پارٹی میں نہیں گئی تو وہ دونوں بھی گھر پر کڑھ رہیں تھیں۔

پڑھتے پڑھتے وہ کتاب پر سر رکھے سو گئی۔

وہ سیاہ بال کھولے ریڈ کلر کی لانگ میکسی پہنے ہلکا سا میک اپ اور ہیرے کی قیمتی جیولری پہنے کسی کا ہاتھ تھامے

سہج سہج قدم چلتی آگے بڑھ رہی تھی۔ ہر کوئی اسے ستائشی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ کیمروں کی بھرمار اور فلیش

لائٹس سے اس نے آنکھوں کے سامنے ہاتھ کیا۔ وہ کسی ریاست کی شہزادی لگ رہی تھی جس کا دیدار کرنے

ساری رعایا اٹھ آئی تھی۔ اتنے ہجوم کو دیکھتی پریشان ہوتی وہ مقابل کے پیچھے چھپنے لگی۔ اسکے چہرے کے

تاثرات بدلنے لگے۔

ماتھے پر بل پڑ گئے۔ اب وہ ایک سونے کے پنجرے میں قید سب کو آوازیں دے رہی تھی مگر کوئی اسکی پکار

سننے والا نہ تھا۔

پل بھر میں منظر بدلا اور وہ اسی سادہ کمرے میں چھوٹے سے سنگل بیڈ پر سو رہی تھی کتاب ابھی تک اسکے سرہانے پڑی تھی۔ کھڑکی سے چھن چھن کرتی دھوپ سے اسکے چہرے کی شفاف رنگت چمکنے لگی۔ آنکھیں ملتی وہ اٹھ کر بیٹھی۔ نیند سے اٹھنے کے بعد بال تو جیسے چڑیا کا گھونسلہ بنے ہوئے تھے۔ وہ بے زاری سے اٹھتی فریش ہونے چلی گئی۔

دو کمروں کے اس چھوٹے سے صاف ستھرے گھر میں ضروریاتِ زندگی کا تمام سامان موجود تھا۔ سادہ سے فرنیچر والے بیڈ روم میں ایک درمیانی عمر اور درمیانے قد کا آدمی بڑے شوق سے پرانی طرز کے بنے ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا تھا۔

"جلدی آجاؤ زیشان!"

بار بار یہ آواز اسکے کانوں سے ٹکرارہی تھی اور اسکی مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔

"کتنی بار اس لڑکے کو کہا ہے کہ یہاں صوفے پر مت سویا کرو فرش پر میٹرس بچھالیا کرو مگر نہیں۔"

"میری تو اس گھر میں کوئی سنتا ہی نہیں۔"

"اب اٹھ بھی جاؤ! سورج سر پر آکھڑا ہوا ہے۔"

حرانے اونچی آواز میں بولتے ہوئے صوفے پر دنیا جہاں سے بے خبر سوئے حاشر کو کندھے پر تھپڑ مارا۔ وہ ہر بڑا کر آنکھیں ملتا اٹھنے ہی والا تھا مگر بے دھیانی میں صوفے سے نیچے گرا۔

دھڑام کی آواز پر زیشان باگھتا ہوا باہر آیا۔

"کیا ہوا ہے امی؟"

"ہونا کیا ہے نالائق سورج سر پر آگیا ہے۔"

"وہ منحوس صبح اپنے پیسے لینے آگیا۔"

"میں نے منع کیا تھا گھر پر مت آنا۔"

"کونسا سورج اور کونسے پیسے؟" حرا کے ماتھے پر بل ڈل گئے۔

زیشان بھی حیرت سے اسے تکتے لگا۔

حاشر نے صبح اپنے سر پر کھڑے اپنے ماں باپ کو دیکھا اور جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

گھنگھریا لے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے وہ خمار آلود آنکھوں سے دونوں کو دیکھتا سر کھجانے لگا۔

"بتاؤ بھی کونسا سورج؟"

"مجھے کیا معلوم کونسا سورج؟ ابھی ابھی آپ نے کہا ہے امی کہ سورج سر پر آگیا ہے۔" بال کھجانے میں مزید

روانی آگئی۔

"نانہجار! یہ جو گھونسلہ ہے نہ بالوں کا انکو کٹوا کر انسان بن جا۔ کبھی تو میری کوئی بات سن لیا کر۔" حرا نے اسے

مزید صلواتیں سنانی چاہیں مگر اسی وقت جلنے کی بوناک کے نتھنوں سے ٹکرائی۔

"زیشان آ جاؤ کچن میں ہی ناشتہ کر لو۔"

"سالوں بعد آج واپس کام پر جا رہے ہو وقت پر جاؤ۔" اب کے وہ بہت نرمی اور محبت سے گویا ہوئی۔

"اور تم حاشر سدھر جاؤ اپنی ماں کو بے وقوف سمجھنا بند کرو۔ بچوں کو سکول میں اسلامیات پڑھاتی ہوں ایک

نظر میں سمجھ جاتی ہوں کون سچ کہہ رہا ہے اور کون جھوٹ۔"

وہ ماں کی بات سنی ان سنی کرتا ان دونوں کی نظروں کے سامنے سے نودو گیارہ ہو گیا۔

"یہ تمہاری مہارانی ابھی تک نیند سے جاگی کہ نہیں؟ میرے دونوں بچوں نے اٹے شوق پال رکھے ہیں۔"

"بیٹی کو بزنس کرنا ہے بزنس وومن بننا ہے ماں باپ کا قرض اتارنا ہے انکی ذمہ داری لینی ہے اور بیٹا اسے پڑھائی کا کوئی شوق ہی نہیں۔"

"ہائے کیا ہو گا میرے بڑھاپے کا۔"

وہ زیشان کو ناشتہ دیتیں اپنی زندگی کے دکھ رے رو رہی تھیں۔

ہر روز صبح کا منظر مانچسٹر کے اس دو کمرے والے فلیٹ میں کسی عام پاکستانی غریب گھرانے جیسا ہی ہوتا تھا۔ روز صبح حرامک چلا چلا کر بچوں کو جگاتی اور خود سکول جانے کے لئے تیار ہوتیں۔

کافی سال سے زیشان ملک بستر پر تھا تو اسکے علاج اور گھر چلانے کی خاطر حرامک نے اپنی ہی کمیونٹی کے سکول میں اسلامیات پڑھنا شروع کی۔

"تمہارا گلا خراب نہیں ہوتا چلا چلا کر۔" پڑوسی شکایت کرتے ہیں۔

"کہتے ہیں زیشان صاحب آپ کے گھر کے شور کی وجہ سے ہماری نیند خراب ہوتی ہے۔"

زیشان نے ہنستے ہوئے منہ میں نوالہ ڈالا۔

"تمہاری اولاد رہنے دے خاموش تونا۔"

"ویسے تو بزنس پڑھنا ہے اور پیسا کمانا ہے اس مہارانی کو صبح اٹھا نہیں جاتا اس سے۔"

"تم کیوں پریشان ہوتی ہو؟"

"ابھی عمر ہی کتنی ہے تمہارے بچوں کی؟"

"اس عمر میں میری شادی ہو گئی تھی۔"

وہ تیزی سے ناشتہ بناتی جواب دے رہی تھیں۔

"حاشر تو پھر بیس سال کا ہے عجوہ تو ابھی اٹھارہ کی بھی نہیں ہوئی۔"

"ہم پاکستان میں نہیں ہیں یہاں کا ماحول جانتے ہو نہ بچے جو ان ہوئے نہیں کہ نکل جاتے ہیں کسی کے بھی ساتھ منہ اٹھا کر شادی مذہب کسی بات کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔"

"تم عجیب و ہم پالنے چھوڑو اپنی تربیت پر یقین رکھو۔ ہمارے بچے ایسا کچھ نہیں کریں گے۔"

جانتی ہوں بس کبھی کبھی اپنے ارد گرد دیکھتی ہوں تو ڈر جاتی ہوں۔"

"آج بہت خوشی کا دن ہے تم واپس سے نوکری پر جا رہے ہو۔ اچھے سے کام کرنا اور مالک کو شکایت کا کوئی موقع نہ دینا۔" حرا نے اسے چائے کے کپ کے ساتھ نصیحت بھی تھمائی۔

"تم اچھے سے جانتی ہو مالک میرے لئے کیا ہیں انکے لئے تو میں اپنی جان بھی دے دوں تو کم ہے۔"

زیشان چائے پیتے ہوئے ماضی میں کہیں کھو گیا۔

حرا ملک نے مانچسٹر میں بھی پاکستان کو زندہ کر رکھا تھا۔ اسی طرح ہمسایوں سے میل جول یہاں تک کے کھانے پینے کا سامان تک ختم ہونے پر لین دین کا سلسلہ بنا رکھا تھا۔

اپنا پہنا و اتک پاکستانی شلوار قمیض اور سر پر دوپٹہ۔

حرا ملک بہت ملنسار اور ہنس مکھ لڑکی تھی شادی کے بعد پاکستان سے مانچسٹر آنا اس کے لئے بہت خوشی کی بات تھی۔

زیشان زیادہ پڑھا لکھا نہیں تھا جب کہ حرا نے ماسٹر تک تعلیم حاصل کی تھی۔ رشتہ آیا اور ہو گئی شادی۔

شادی کے بعد کچھ سال بہت خوشی سے اچھی زندگی گزاری دونوں نے اور دو صحت مند بچوں کی پرورش میں

جت گئے۔

زیشان کا اپنا سپر سٹور تھا جہاں کی دیکھ رکھ کے لئے ایک لڑکا کام پر رکھا تھا۔

کم پڑھا لکھا ہونے کی وجہ سے کب اس ملازم نے سٹور اپنے نام کروالیا زیشان کو کان وکان خبر نہ ہوئی اور دس سال پہلے علم ہوا کہ اسکی زندگی کی جمع پونجی وہ ملازم لے اڑا ہے جب اس نے زیشان کا سٹور میں داخلہ تک بند کروادیا۔

زندگی نے کروٹ بدلی اور زیشان ملک سڑک پر آگیا صدمہ اتنا شدید تھا غیر ملک ساتھ میں بیوی بچوں کی ذمہ داری۔ زیشان کی طبیعت اکثر خراب رہتی۔

بچت ختم ہونے لگی اور دو وقت کی روٹی اپنے گھر والوں کو کھلانا مشکل ہونے لگا۔

تھک ہار کر زیشان نے ڈرائیور کی نوکری کر لی۔

ایستسام آفندی کے ہاں ڈرائیور کی نوکری بھی بہت تھی گزر بسر ہونے لگا مگر قسمت نے ابھی اور امتحان لینے تھے زیشان ملک کو فاج کا اٹیک ہو گیا۔

علاج میں گھر تک بک گیا۔ سڑک پر رہنے کی نوبت آگئی جب ایستسام آفندی کو اس بات کا علم ہوا تو خدا ترس انسان نے انہیں دو کمرے کا فلیٹ لے کر دیا۔ حرا پڑھی لکھی تھی اسے نوکری دلوائی۔ بچوں کی پڑھائی کا خرچہ اٹھایا۔

اور اب سالوں بعد زیشان صحت یاب ہو کر واپس نوکری پر جا رہا تھا۔

وہ ماضی کی یادوں میں کھویا تھا آخر آج دس سال بعد صحت مند ہو کر واپس کام پر جا رہا تھا۔ آج تو اسکی خوشی دیدنی تھی جیسی عجوبہ بالوں کو کھلا چھوڑے ہاتھ میں ربڑ بینڈ تھامے منہ بناتی ہوئی آئی۔

"امی! میری چٹیا بنادیں پلیز۔" نیند سے آنکھیں اب بھی ادھ کھلی تھیں۔

میری شہزادی کب سیکھو گی تم خود سے اپنے بال بنانا۔

وہ ناشتہ وہی چھوڑتی اسے لئے باہر آئیں۔ خود صوفے پر بیٹھ گئیں اور اسے اپنے سامنے بٹھا کر چٹیا بنانے لگیں۔

"لڑکیوں والی حرکتیں سیکھ میری بچی پھر تیری شادی بھی کرنی ہے۔"

"ابھی میں نے بزنس وومن بننا ہے پڑھ لکھ کر امیر ہو کر مالک کا سارا قرض اتارنا ہے پھر کروں گی شادی۔"

"تب تک تم بڑھی ہو جاؤ گی۔ بے جاسد اچھی نہیں ہوتی بیٹا۔"

"امی زمانہ بہت آگے پہنچ گیا ہے عمر کا شادی سے کوئی لینا دینا نہیں۔" عجوہ ملک نہیں جانتی تھی اسکی بات اسے لوٹائی جائے گی اگلے چند دنوں میں۔

بڑے سے عالیشان محل نما گھر کے بڑے سے لان میں ایک آدمی نہایت مودب انداز میں کھڑا تھا۔

اسکے سامنے کرسی پر بیٹھا شخص خاموشی سے اسکی ساری بات سننا سر ہلارہا تھا۔

دور سے دیکھیں تو سارا نظارہ بہت شاندار تھا ہر طرف ہریالی ہی ہریالی رنگ برنگے پھول۔

وہ شخص اس محل نما گھر کے وسیع و عریض لان میں بیٹھا تھا۔

وہ گھر کسی ریاست کے محل سے کم نہ لگتا تھا۔

اس بنگلے کو دیکھ کر یوں گمان ہوتا تھا جیسے کسی پرانے زمانے کے راجہ مہاراجہ کا محل ہے جو قدیم دور کی شان و

شوکت لئے جدت کے ساتھ دورِ حاضر میں شامل ہو گیا ہے۔

نزدیک جانے پر وہ ادھیڑ عمر شخص نظر آیا تھا جو عینک لگائے تھری پیس سیاہ رنگ کا سوٹ پہنے جھریوں والے

چہرے پر فکر کی لکیریں لئے ہوئے تھا۔

"کہاں ہے وہ ابھی؟"

"سر آخری بار انہیں اپنے دوستوں کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔"

"کس جگہ؟"

"سر وہ ایک کلب میں وہ ایک لڑکی کے ساتھ۔"

ان کی ایک نظر اٹھا کر دیکھنے پر وہ نظریں جھکا گیا۔

"سر یہ کچھ تصویریں ہیں جو کل ہی کی ہیں۔"

ایک خوبرونو جوان کسی لڑکی کے ساتھ بالکل چپک کر کھڑا تھا۔

"یہ لڑکی کون ہے؟"

"یہ ایلف ہے سر کے ساتھ پڑھتی ہے کل انکی فیروول پارٹی تھی یہ کچھ مہینوں کے لئے لندن جا رہی ہے فیشن

ڈیزائینگ کا کورس کرنے۔"

"کلب کب سے جا رہا ہے ابرک آفندی؟"

اٹھارہ سال کا ہونے پر سر نے اجازت دی ہے۔"

ابرک کو حکم دو فوراً مجھے ملنے آئے۔

"جی سر۔"

سیلیولیس ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس وہ نفوس بیڈ پر اڑھاتر چھالیا خوابِ خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔

بڑا سا شاندار کمرہ جسے سیاہ رنگ کے پردوں سے سجایا گیا تھا جدید طرز کا فرنیچر اور کمرے میں داخل ہوتے ہی

نظر آتی ایک بڑی سی تصویر جس میں وہ نوجوان یوں کھڑا تھا جیسے تصویر نہیں حقیقت ہو۔

"سر!"

ملازم نے ایک بار آواز دے کر کھڑکی کے پردے ہٹا دیے۔

آنکھوں میں روشنی چھپی تو وہ منہ پر تکیہ رکھ کر لیٹ گیا۔

"سر پلیز! اٹھ جائیں۔"

"دفع ہو جاؤ مجھے سونا ہے ابھی۔"

"سر باس کا آرڈر ہے آپ کو یاد کیا ہے۔"

"داداجی۔" وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اسکی اتنی فرمانبرداری پر ملازم نے اپنی ہنسی دبائی۔

"کیوں یاد کیا ہے؟" گرے آنکھوں میں گھلی سرخی رت بگے کی چغلی کھا رہی تھی۔

"سر ضروری بات ہے۔" وہ مودب طریقے سے سر جھکا کر بولا۔

"تم جاؤ۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں۔"

وہ بے زاری سے کہتا واش روم میں گھس گیا اور کپڑوں سمیت شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا۔

"لگتا ہے کلب جانے والی بات کسی نے بتادی۔ ایک ہزار تو جاسوس ہیں داداجی کے۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے

گیلے بالوں کو ہاتھوں سے سر کے پیچھے کیا اور گہرا سانس لیا۔ پانی کے قطرے چہرے پر گرتے اسے جاذبِ نظر بنا رہے تھے۔

لمبا قد کسرتی وجود درمیانی عمر میں بھی اچھی صحت کا پتہ دیتا تھا۔ تھری پیس سوٹ میں ملبوس اس انسان اکڑ تھی

جو چال کے ساتھ ساتھ چلنے والے کے غرور کا بھی پتہ بتا رہی تھی جب کہ سر تا پیر مہنگے برانڈ ڈسامان کا استعمال

اسکے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھا یا پیسے کا بے دریغ استعمال اس کا شوق۔

وہ چلتا ہوا شیشے کے پاس گیا اور اپنے کلین شیو چہرے پر ہاتھ پھیر کر جیسے اطمینان کیا۔ آیا کوئی سفید بال نظر تو

نہیں آ رہا۔

ڈھلتی عمر کے ساتھ ساتھ ابرار آفندی کے شوق جوان ہوتے جا رہے تھے۔ وہ اپنے نقوش دیکھتا خود کو سراہ رہا تھا جب کوئی آکر اسکی پشت پر سر ٹکا گیا اور بازو اسکے سینے پر باندھے۔

"تم بہت ہیڈ سم ہو مائے لو!"

نسوانی آواز نے اسکے چہرے پر ایک مغرور ہنسی کا اضافہ کیا۔

"میں جانتا ہوں سوئیٹ!" خود پسندی کی انتہا تھی۔

"آج تم جلدی تیار ہو گئے کوئی ضروری میٹنگ ہے کیا؟"

درمیانی عمر کی خاتون جو فل میک اپ کئے اپنی جوانی برقرار رکھنے کی سعی کرتی سرخ رنگ سے ہونٹوں کو سجائے سرخ ہی بالوں کو کھول کر شانوں تک پھیلائے گہرے گلے والے ویسٹرن لباس میں ملبوس تھی۔ اسکا لباس بمشکل اسکے گھٹنوں تک آ رہا تھا۔

"ڈیڈ نے بلایا ہے۔" وہ مڑا ایک نظر اسے دیکھا اور اسکے چہرے پر انگلی پھیرنے لگا۔

وہ مسکرا کر اس سے دور ہوئی اور اسکا کوٹ بیڈ پر سے اٹھا کر اسے پہنانے لگی۔

"گڈ مارننگ!" وہ اسکے گال پر بوسہ دیتی ہوئی پیچھے ہٹی۔

"تم بھی اچھی لگ رہی ہو۔" وہ اسکا گال تھپتھپا کر روم سے چلا گیا۔

ابرار آفندی نے اپنی زندگی میں تین شادیاں کی اور تعلق لاتعداد لڑکیوں سے رکھا۔

جیسمین اسکی تیسری اور فی الحال اسکی زندگی میں واحد عورت تھی۔

جیسمین کا تعلق ایک عیسائی گھرانے سے تھا

وہ ماڈلنگ کی دنیا پر کافی وقت تک راج کرتی رہی۔ ماڈلنگ کے دوران شادی کی جو ناکام ہو گئی اور جیسمین نے اپنی زندگی اپنے بیٹے نیل کے نام کر دی۔

وقت گزرتا رہا اور جیسمین کامیڈیا میں رہنے کا شوق بڑھتا رہا تو وہ کسی نہ کسی طرح خبروں کی زینت بنے رہنے کی کوشش میں لگی رہتی۔

ابرار آفندی کی دوسری بیوی نے اسکے رنگین مزاج کے باعث طلاق لے لی۔ جیسمین اور ابرار کسی بزنس میٹنگ میں ملے۔

محبت پروان چڑھی اور دونوں نے شادی کر لی۔ جیسمین اس لحاظ سے بہت خوش قسمت رہی کہ

شادی کہ کافی سالوں بعد بھی ابرار کا دل اسی پر ٹکا رہا۔ وجہ شاید اس کا ہر وقت ابرار کی لئے کرنے والے جتن تھے اور خود جیسمین کا بڑے نام سے جدا نہ ہونے کا جذبہ جو اسے ہر وقت ابرار کیساتھ پر مجبور کرتا رہتا۔ وجہ جو بھی تھی دونوں ایک ساتھ خوش تھے۔

آفندی منشن میں اکثر دن سورج کے سوا نیزے پر آجانے کی بعد چڑھتا تھا۔

آج ابرار آفندی قدرے جلدی اٹھ کر تیار ہوا تھا وجہ ابتسام آفندی کا حکم تھا اپنے باپ کے حکم کو چار و ناچار ماننا پڑتا۔

منہ میں سگار دبائے وہ ہال کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

بڑے سے ہال میں جدید طرز کا فرنیچر رنگین دیواریں اور ہال کی بالکل وسط میں شان سے

سجائو بصورت سا جھومر۔

ایک دفع کوئی اس محل نما گھر اور یہاں موجود آرائش و زیبائش کا سامان دیکھ لیتا تو یقیناً حیرت کی مارے گنگ ہو جاتا۔

فرش پر بچھا دبیز قالین اصل کھال کا بنا نفیس اور مہنگا قالین تھا جس پر چلتے ہوئے جوتے اس کے اندر گھستے معلوم ہوتے۔

ابتسام آفندی نے اپنی کمر کی پشت پر ہاتھ باندھ رکھے تھے۔

وہ مسلسل چکر کاٹتے ہوئے شدید اضطراب کا شکار نظر آتے تھے۔

جھریوں والا چہرہ پریشان اور ماتھا شکن آلود تھا۔

"السلام علیکم!" ابرار آفندی نہایت مودب انداز میں اپنے باپ کی سامنے پیش ہوا۔

"آنکھ کھل گئی صاحب زادے کی؟"

گھڑی پر نظر ڈالتے ایک گھوری اپنے بیٹے پر ڈالی۔

"ڈیڈ آپ نے کچھ بہت ضروری ڈسکس کرنا تھا؟"

"تمہارے صاحب زادے کو آ لینے دو پھر کرتا ہوں بات۔"

ابھی وہ دونوں بات کر رہے تھے جب ابرار آفندی بالوں کو جیل سے سیٹ کر کی شریف لڑکوں کی طرح

سائیڈ سے مانگ نکال کر بال ایک طرف کوماتھے سے پیچھے ٹکائے فریش کلین شیو کئے ٹی شرٹ اور جینز میں

ملبوس چہرے پر مسکراہٹ سجائے ہال میں داخل ہوا۔

"السلام علیکم دادا جی۔"

وہ ابتسام آفندی کی گلے ملتا ہوا ایک چور نظر

ابرار آفندی پر ڈالتا سیدھا کھڑا ہوا۔

"بیٹھو سب لوگ۔" ابتسام آفندی نے خود بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نشہ اتر گیا تمہارا؟"

نگاہوں کا نشانہ ابرک کی جانب تھا۔

اس نے حلق تر کرنے کو تھوک نگلاتو گلے میں گٹی سی بن کر معدوم ہوئی۔

"آپ جانتے ہیں دادا جی میں ایسی حرام شے کو منہ نہیں لگاتا۔"

"تم میرے پوتے کو برباد کرنا چاہتے ہو ایسی خرافات میں ڈال کر؟"

"یہ چھوٹا دودھ پیتا بچہ نہیں ہے ڈیڈ۔"

"اسے آفندی ایمپائر کا وارث بننا ہے۔"

"اسے زمانے کی قدم سے قدم ملا کر چلنے دیں۔"

"کب تک اسکی انگلی پکڑ کر اسے اپنے بتائے راستے پر چلاتے رہے گے؟"

"اس طرح تو میرا بیٹا کنویں کا مینڈک بن جائے گا۔"

"اسے جنگل کا شیر بننا ہے۔"

ابرار آفندی نے دلائل کا انبار لگا دیا۔

"تم چاہتے ہو میرا ابتسام آفندی کا پوتا ایک ایسا گیدڑ نما شیر بنے جو لڑکیوں کا شکار کرتا رہے اپنے باپ کی طرح

۔" غصے سے ماتھے کی رگیں تن گئیں۔

"آپ میری بیوی کی سامنے میری انسلٹ کر رہے ہیں۔" اس نے احتجاج کیا۔

"اس فرنگن کو کب سے اردو سمجھ میں آنے لگی۔"

انکی بات پر ابرار آفندی خاموش ہو گیا۔

"تم بتاؤ ابرک تمہارے شوق کب سے یہ کلب شراب اور لڑکیاں بن گئے؟"

"داداجی میرا ایسا کوئی شوق نہیں ہے۔"

ابتسام آفندی نے اسکی اور ایلف کی کلب کی تصاویر اسکے منہ پر اچھالیں۔

"تم سے مجھے یہ امید ہرگز نہیں تھی۔"

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔"

وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر ابتسام آفندی کے سامنے قالین پر بیٹھا اور ایک ہاتھ ان کی گھٹنے پر رکھا۔

"یہ پارٹی ڈیڈ نے دی تھی میرے سارے سکول کو۔"

"میں تو بس اپنے دوستوں کے ساتھ کرنے والا تھا پارٹی۔" اس نے ایک نظر ابرار کو دیکھا پھر سے ابتسام کو دیکھنے لگا۔

"آپ تو جانتے ہیں نہ اپنے ابرک کو؟"

"کل رات کی تمہاری حرکت کی بعد مجھے شک ہے کہ میں تمہیں جانتا ہوں۔"

"حوریہ بیٹی کو دیا وعدہ نبھانے میں لگتا ہے میں ناکام ہو رہا ہوں۔"

"قسم سے داداجی میں نے شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور یہ لڑکی "فرش پر گری تصاویر کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ ایلف ہے میری دوست بچپن سے میرے ساتھ پڑھی ہے آپ جانتے ہیں اسے۔"

"اتنے ہی سچے تھے تو مجھ سے اجازت لیتے یا تمہارے باپ کی طرح تمہیں بھی آزادی کا بخار ہو گیا ہے۔"

"میں ایسا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ کے خلاف جاؤں اور مام سے کیا وعدہ توڑوں۔"

"یہ لڑکی صرف دوست ہے؟"

"میں اور ایلف ایکٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔"

"تم میرا بیٹا یا بھانڈا نہیں ہو میرے بیٹے ہو ابرار آفندی کے۔"

"یہ میرا شوق ہے ڈیڈ۔" وہ تلخ ہوا۔

"تم ایسا کوئی کام نہیں کرو گے بس یہ طے ہے۔"

وہ دو ٹوک بول کر اٹھنے لگا مگر ابتسام آفندی کی گھوری نے ہونٹ سل دئے اور قدم شل کر دئے۔

"اور وہ لڑکی صرف دوست ہے؟"

"جی بہت اچھی دوست ہے۔"

"تمہاری زندگی کا ہر فیصلہ کرنے کا حق ہے مجھے۔"

"جانتے ہو نہ تم؟"

"جی!" اس نے سر ہلایا۔

"بھلے سے تم ایکٹر بنو مجھے اعتراض نہیں۔"

"لیکن تمہارے کام سے ہمارے خاندان کے نام پر کوئی حرف نہ آئے۔"

اس نے پھر سے سر ہلایا۔

"تمہاری شادی بھی میں اپنی پسند کی لڑکی سے کروں گا۔" اب کی بار انداز فیصلہ سنانے والا تھا۔

اس بات پر ابرک کا دل ٹھٹھکا مگر فی الوقت خاموش رہا۔ آخر ابھی اٹھارہ برس کا ہوا تھا شادی میں بہت وقت

تھا۔ گرے آنکھوں میں امید کی کرن تھی۔

"کیسے ہو ملک؟"

"اس ذات کا کرم ہے مالک۔" اس نے آسمان کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔

"طبیعت ٹھیک ہے نہ اب؟"

"بس آپ کی دعا ہے۔" وہ بشاشت سے گویا ہوا۔

"ایسا کرو آج سے تم ڈرائیور نہیں میرے سیکریٹری بن کر کام کرو۔"

"آپ جانتے ہیں میں پڑھا لکھا نہیں ہوں میں کیسے آپ کے سیکریٹری کی نوکری کروں گا۔" وہ شرمندہ ہوا۔

"تمہیں میں سب کام سمجھا دوں گا۔" ایک تسلی آمیز مسکان اسکی طرف اچھالی گئی۔

"تم نے جانے کا ارادہ کر لیا ہے؟"

دونوں انگریزی زبان میں بات کر رہے تھے۔ ایلف ترکی زبان بولتی تھی اور ابرک اردو اسی لئے بات چیت

کرنے کے لئے دونوں اسی زبان کا سہارا لیتے۔

"ہائی سکول ختم ہونے والا ہے میں نے سوچا تھا ہم دونوں ایک ساتھ ایک ہی یونیورسٹی میں داخلہ لیں گے۔"

اسکی بات پر ایلف نے اسکے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور مسکرائی۔

پھر بات شروع کی تو دنیا جہان کی محبت اسکی آواز میں تھی۔

"بس ایک سال کی بات ہے۔ میں ایکٹنگ کا یہ کورس کرنا چاہتی ہوں تمہیں بھی کہا تھا مگر تم اور تمہاری پابندیاں

۔ جیسے تم پتھر کے زمانے کی کوئی لڑکی ہو۔"

"تم میری مجبوری نہیں سمجھتی۔ دادا جی نے میری بھلائی کی خاطر منع کیا ہے میں انہیں اکیلا چھوڑ کے کہیں جانا

بھی نہیں چاہتا۔"

"اتنی پابندیاں تم لوگوں کے ملک میں لڑکیوں پر لگتی ہیں جو تمہارے دادا ایک لڑکے پر ماحسنٹر میں رہ کر لگاتے ہیں۔"

"فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے۔" ایلف نے ایک نظر اپنی گھڑی پر ڈالی۔

"دونوں ایک دوسرے سے الوداعی گلے ملے اور ایلف اپنا بیگ لے کر اسکی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔"

"تم نہیں سمجھتی دادا جی کیوں میرے اوپر اتنی پابندیاں لگاتے ہیں۔" وہ سردائیں بانیں ہلاتا ایئر پورٹ سے باہر نکل آیا۔

"میرا شک بالکل سہی ہے۔"

"میرا پوتا میرے ہاتھوں سے نکل رہا ہے۔"

"میری تربیت کو فراموش کر رہا ہے۔"

"مالک آپ پریشان نہ ہوں۔"

زیشان نے ابتسام آفندی کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"مجھے وقت رہتے ایک فیصلہ کرنا ہو گا۔" انہوں نے سوچا۔

کافی دیر تک وہ دونوں اسی طرح گاڑی میں بیٹھے رہے۔

"اگر آپ برا نہ منائیں تو میں اپنی بیٹی عجوہ کو اسکی دوست کے گھر سے لے لو پھر آپ کو آپ کے گھر چھوڑ دوں گا۔"

"تمہاری بیٹی تو جوان ہے خود آجاسکتی ہے۔"

وہ حیران ہوئے تھے اس انکشاف پر

"حرا اور میں نے اسے یہ سکھایا ہے چاہے کچھ بھی ہو وقت کتنا ہی لگے گھر سے باہر۔ گھر سے باہر ہمیشہ کسی بڑے کے ساتھ آیا جایا کرو۔"

"میری بیوی نے بالکل اپنے ملک جیسا ماحول دیا ہے بچوں کو وہ نہیں چاہتی کہ بچے یہاں کے ماحول کا غلط اثر لیں۔"

گاڑی جیڈ کے گھر کی طرف گامزن تھی۔
زیشان کی بات پر ابتسام آفندی مسکرائے۔
عجوبہ نے موبائل سکرین پر بابا کا لنگ دیکھا تو فوراً سے گیٹ کے باہر آئی۔

بالوں کی فرنچ چوٹیا بنائے سادہ نکھرا ہوا چہرہ اور چہرے پر معصوم مسکراہٹ لئے وہ زیشان کی طرف بڑھی۔
"بابا آپ کو یہاں اس طرح دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے" وہ چمکی۔
"میں بھی بہت خوش ہوں سالوں بعد کھلی ہوا میں سانس لے رہا ہوں چل پھر سکتا ہوں۔"
عجوبہ اسکی بات پر خوشی سے نہال ہوتی اسے گلے ملی۔

"چلو تمہیں لینے کے لئے مالک سے خاص اجازت لی اور دیکھو وہ تمہیں لینے خود آگئے ہیں۔"
اس نے سامنے کھڑی ایک چمچاتی لمبی سی گاڑی کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔
"آپ کو حاشر کو بھیج دینا چاہیے تھا وہ پریشان ہو رہے ہوں گے۔"

"بیٹا وہ دل کے بہت اچھے ہیں ایسی باتوں سے انہیں فرق نہیں پڑتا۔"
وہ سر ہلاتی ہوئی باپ کی پیروی میں چلنے لگی۔

دوپٹہ لینے کی عادت کچھ خاص نہیں تھی اس لئے بار بار وہ دوپٹے سے الجھ رہی تھی۔
ابتسام آفندی بہت غور سے اسے تکتے رہے۔

عجوبہ نے آج شلوار قمیض اور دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ اس لئے وہ الجھ رہی تھی اور اب ابتسام آفندی کی کھوجتی نظریں۔

"کیسے ہیں آپ مالک؟ میں یاد ہوں آپ کو؟"

وہ ہاں میں سر ہلا کر مسکرائے۔

"آپ بالکل فکر نہ کریں ہمیں یاد ہے آپکا قرض دینا ہے ہمارا گھر جہاں ہم رہتے ہیں اسکی رقم ادھا رہے۔" ایک سانس میں بولتی وہ کچھ کہنے کا موقع ہی نہ دے رہی تھی۔

"بیٹا اسکی ضرورت۔۔۔۔"

"آپ سے کہانا پریشان نہیں ہونا آپ نے۔ میں بزنس پڑھ رہی ہوں کالج ختم ہو جائے پھر میں یونیورسٹی جاؤں گی اور بزنس وومن بنتے ہی آپکا سارا قرض سود سمیت۔۔۔" وہ کہتے کہتے رکی۔

"نہیں سود نہیں معاف کیجیے گا۔ امی کہتی ہیں اسلام میں سود حرام ہے اسکا مطلب ہے اپنے رب سے کھلی جنگ۔" اس نے اپنی انگلیوں سے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"بس قرض کی رقم ادا کروں گی مگر آپکا احسان تو پھر بھی رہی رہے گا آپ نہ ہوتے تو ہمارا کیا ہوتا۔" وہ مسلسل باتیں کر رہی تھی اور مالک اور ملک اسکی باتوں پر کبھی ہنستے تو کبھی قہقہہ لگاتے۔

اچانک گاڑی رکی۔

"کبھی آئیے آپ ہمارے گھر میں چائے بہت اچھی بناتی ہوں آپ کو پلاؤں گی۔"

ضرور بیٹا وہ پر سوچ نظروں سے اسے دیکھتے اس کے سر پر پیار دیتے وہاں سے چلے گئے۔

"کیا ضرورت تھی مالک کے سامنے ایسے پٹر پٹر بولنے کی؟" حرا نے اسکی کارستانی سنی تو اسکے سر پر چپت لگائی۔ وہ سر کو سہلاتی صوفے پر دونوں ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھ گئی۔

"بس توڑ دو اس بیچارے کو کبھی کوئی مہمان آہی جائے تو اسکے علاوہ ہے ہی کیا بیٹھانے کو۔ کبھی وہ حاشر اس پر سوتا رہتا ہے اور کبھی تم یوں ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھ جاتی ہوں۔" حرا نے اب اسکی ٹانگوں پر تھپڑ جڑا۔

"امی" وہ چلائی۔

"اٹھو یہاں سے اور ہاتھ منہ دھو کر آؤ تمہیں کچھ گھرداری سکھاؤں۔" آئی بڑی بزنس وومن بنوں گی کی کچھ لگتی

"حرا کھانا بنانے چلی گئی اور عجوبہ ہاتھروم۔"

کچن میں بھی وقتاً فوقتاً وہ اسے ڈانٹتی رہیں۔

"اور میں اپنی ماما کی شہزادی" وہ منہ بنا کر بولی۔

"کیا کہا؟" حرا نے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا۔

اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"کچھ نہیں کچھ نہیں کہا۔" وہ چولہے کو گھورتی ہوئی منمنائی۔

سارا کام ختم ہو جانے پر حرا نے پیار سے اسکا گال سہلایا۔

"میری شہزادی بیٹی۔"

عجوبہ لفظ شہزادی پر جھوٹی ہنسی ہنستی کھانا لگانے لگی۔

اب عجوہ کو کون سمجھاتا ماؤں کی شہزادیاں کچن میں کام کرنے یا واشنگ مشین لگا کر ہی بنا جاتا ہے۔

ابرک آج کل اداس تھا وجہ ایلف کا چلے جانا تھا۔

ایک وہی تو تھی جسے وہ اپنے دل کے سب سے قریب مانتا تھا۔

اسکی اداسی ابتسام آفندی جیسی عقابی نگاہیں رکھنے والے انسان سے چھپ نہ سکی۔

"اتنے دن گزر گئے ہیں ملک تمہاری بیٹی سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی عجوہ یہی نام ہے نہ اسکا؟"

"عجوہ بیٹی کم ہی گھر سے نکلتی ہے مالک سکول کے بعد وقت ہی کہاں ہوتا ہے اتنا۔" پڑھنے کا بہت شوق ہے اسے۔

وہ سر جھکائے بولا۔

"اسکا کہیں رشتہ پکا کیا؟"

"ابھی کہاں مالک ابھی تو بچی پڑھ رہی ہے آپ جانتے ہیں اسے بزنس کرنے کا شوق ہے۔"

وہ مسکرائے۔

"میرے پوتے ابرک سے کروگی اپنی بیٹی کی شادی؟" سوال بہت سادہ تھا مگر زیشان کے پیروں تلے سے جیسے

کسی نے زمین کھینچ لی ہو۔

"مالک چھوٹا منہ بڑی بات میں ناچیز اس لائق نہیں کہ آپ سے رشتہ داری کر سکوں۔"

وہ سر جھکائے ہاتھ جوڑے ادب سے مخاطب تھا۔

ابتسام آفندی اپنی جگہ سے اٹھے اور اسکے جڑے ہاتھوں پر اپنے جھڑیوں زدہ ہاتھ رکھے۔

"چھوٹا بڑا کچھ نہیں مجھے عجوہ بیٹی بہت بھائی ہے وہ بچی اس گھر میں خوش رہے گی۔"

"میں گارنٹی دیتا ہوں۔"

آپکا حکم سر آنکھوں پر۔ وہ نظریں جھکا کر بولاللب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

Zubino novelszone.com

"سنجھل جاؤ کہ تمہیں محبت ہو رہی ہے"

"ایسے کیسے رشتہ ڈال دیا اور آپ نے ہاں کر دی۔"

حرا تو چکر لگاتی صدے میں تھیں۔ جب زیشان نے عجوہ اور ابرک کے رشتے کی بات کی۔ وہ بھاری وجود کے ساتھ دائیں سے بائیں چکر لگا رہی تھیں۔

"یہاں آؤ بیٹھ کر بات سنو میری۔ اس طرح تمہیں چکر لگاتے دیکھ مجھے چکر آرہے ہیں۔" وہ اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کرتے بولا۔

"ہماری اکلوتی بیٹی ہے زیشان۔" ماں تھی اتنی فکر تو بنتی تھی۔

"دشمن نہیں ہوں میں اسکا۔ مالک نے زبان دی ہے وہ ہماری بیٹی کو بہت خوش رکھیں گے مجھے ان پر پورا بھروسہ ہے۔"

"احسان اور فرمانبرداری میں اپنی بیٹی کو قربان مت کر دینا۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے ابرک بہت سبجھا ہوا اور نیک بچہ ہے۔ عجوہ جانتی ہے اسے دونوں ایک ہی سکول میں پڑھتے ہیں۔ یہ دیکھو اسکی تصویر۔"

جب وہ کچھ بات سننے لگی تو زیشان نے اسے موبائل پر ابرک کی تصویر دکھائی۔

"ابرک میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور مجھے پوری امید ہے تم میرا مان نہیں توڑو گے۔"

"کیسا فیصلہ؟"

دونوں صبح صبح جاگنگ کرتے ہوئے بات کر رہے تھے۔ پسینے کی بوندیں ماتھے پر چمک رہی تھیں۔

"تمہاری شادی ہے اگلے ہفتے۔"

وہ دوڑتا دوڑتا یہ بات سن کر لڑکھرایا۔

"شادی؟" آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ہاں تمہاری شادی طے کر دی ہے میں نے لڑکی کی تصویر تمہارے کمرے میں رکھوا دی ہے دیکھ لو۔"

"آپ مجھے کچھ کہنے اپنی رضامندی ظاہر کرنے کا موقع بھی نہیں دیں گے؟"

وہ وہیں گھاس پر بیٹھ گیا تو ابتسام آفندی بھی اسکے پاس وہیں نرم ہری گھاس پر بیٹھ گئے۔

"کیا بات کرنی ہے تمہیں؟"

"ابھی میں صرف اٹھارہ سال کا ہوں۔"

"یہ اعتراض کی وجہ ہے تو بے کار ہے میں نے فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے ماضی کی غلطیاں دہرا کر میں پھر

سے ضمیر کی عدالت میں مجرم نہیں بننا چاہتا۔"

"آپ نے کبھی کچھ غلط نہیں کیا۔"

"پھر شادی کا فیصلہ بھی درست کیا ہے تم بس رضامندی دو اور تیاری کرو۔"

"اگر بات صرف ابھی شادی کرنے کی ہے تو میں ایلف سے شادی کرنا چاہتا ہوں مگر اسے واپس آنے میں وقت

لگے گا۔" اسکا لہجہ اداس تھا۔

"تم نے کبھی ایلف سے بات کی شادی کی؟"

"نہیں" کہنے کے ساتھ گردن بھی نفی میں ہلائی۔

"ایک موقع تمہیں دے رہا ہوں۔ لڑکی کی تصویر تمہارے کمرے میں ہے اسے کل مل لینا آج ایلف سے بات کر لو۔"

"اتنی جلدی کس بات کی ہے آپ کو؟"

"میری کونسا عمر نکلتی جا رہی ہے۔" وہ خفا ہوا۔

"وقت رہتے میں یہ نیک کام کر دینا چاہتا ہوں۔"

وہ مزید کوئی بھی بات سننے بغیر وہاں سے چلے گئے۔

ابرک وہیں گھاس پر لیٹ کر کچھ دیر سوچتا رہا۔

سیاہ ٹی شرٹ میں ہری گھاس پر لیٹا وہ دودھیا سفید رنگت اور گرے ساحر آنکھوں والا لڑکا اضطراب میں تھا۔

کچھ دیر اسی طرح لیٹے رہنے کے بعد وہ اٹھا اور گھر کے اندر کی طرف دوڑ لگائی۔

فریش ہو کر نکلا بال خشک کئے اور ایلف کا نمبر ملانے لگا جوناٹ ریج ایبل آرہا تھا۔

غصے سے فون بیڈ پر پھینکتا وہ سکول کے لئے تیار ہونے لگا۔

"تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے میں نے اور تمہاری ماں نے۔" عجوبہ سکول کے لئے تیار ہو رہی تھی جب وہ

دونوں اس سے بات کرنے آئے۔

"صبح صبح اس طرح سے کیا بات ہے؟" وہ پریشان ہوئی۔

"بات دراصل اس طرح سے ہے عجوبہ کہ میں نے تمہارا رشتہ پکا کر دیا ہے۔"

"آپ مذاق کر رہے ہیں ابھی تو میری عمر اٹھارہ بھی نہیں ہوئی" وہ سر ہلا کر مسکرائی۔

"سچ میں تمہاری شادی طے کر دی ہے تمہارے بابا نے" حرا کے اس جملے پر وہ ٹھٹھکی۔

"آپ بھی! صبح صبح میرے ساتھ مذاق کرنے آگئے ہیں دونوں۔"

"مجھے سکول کے لئے دیر ہو رہی ہے" وہ اپنا بیگ اٹھا کر کندھے پر ڈالتی اسکا سٹریپ درست کرنے لگی۔

"ایسا مذاق کبھی کیا ہے تمہارے ساتھ" حرا اب چڑ گئیں۔

"آج بھی نہیں کریں۔ بہت ہی عجیب طرح کا مذاق ہے۔"

"کوئی مذاق نہیں ہو رہا تمہاری شادی ابرک آفندی سے طے کر دی ہے میں نے۔" زیشان کی آواز اب کچھ سرد تھی۔

"اب تو پکا مذاق ہے۔ کہاں وہ ابرک آفندی اور کہاں میں عجوہ ملک۔" اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک ہاتھ اوپر کی طرف اور دوسرا بہت نیچے کی طرف کیا۔

"اتنا فرق ہے بالکل زمین آسمان کا۔" ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا گیا۔ زیشان نے اسکے دونوں ہاتھ برابر کر دئے۔

"ایک رشتے میں بندھ کر تم یہ فرق مٹا دینا۔"

"آپ دونوں اب یہ مذاق ختم کریں پلیز۔" مجھے نہیں اچھا لگ رہا۔

"یہاں بیٹھو" اسے بیڈ پر بٹھا کر خود اسکے ارد گرد دونوں بیٹھ گئے۔

"مالک نے کبھی کچھ نہیں مانگا اپنا قرض تک نہیں۔"

"میں قرض کے عوض دینے والی شے ہوں؟" زیشان کی بات کا ٹٹی وہ چلائی۔

"ایسا نہیں ہے بیٹا۔ میری پوری بات سنو۔"

"مالک نے اپنے پوتے کے لئے مجھ جیسے ملازم کی بیٹی کا ہاتھ مانگا ہے یہ سب بھلا کر کہ ہماری کتنی مدد کر چکے ہیں۔

آج تک انہوں نے ایک روپیہ بھی واپس نہیں مانگا۔"

"میں نے وعدہ کیا تو ہے بزنس وو من بنتے ہی سب لوٹا دوں گی۔"

"بیٹا کیا لوٹاؤ گی اور کتنا؟" دھیمے لہجے میں سوال کیا گیا۔

"اس گھر کی قیمت ادا کروں گی۔" وہ ہکلا کر بولی۔

زیشان کے چہرے پر ایک پھسکی مسکراہٹ در آئی۔

"صرف اس گھر کی قیمت۔ میری بیماری کا خرچ، میرے بچوں کی پڑھائی کا خرچ اور گھر چلانے کے لئے میری

بیوی کو نوکری دلاؤ انا اتنا سارا قرض تم پوری عمر کما کر بھی نہیں لوٹا سکتی۔ بالفرض لوٹا دو۔ انکا احسان کیسے لوٹاؤ گی

جب تمہیں سڑک پر پھول بیچنے سے منع کیا اور سکول میں داخلہ کروا دیا۔"

"آپ مجھے بلیک میل کر رہے ہیں" اسکی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

"کسی کا احسان چکانے کا موقع بہت کم لوگوں کو ملتا ہے۔ بات صرف اتنی ہے۔"

"اتنی سی بات بابا۔ میری پوری زندگی کا سوال ہے۔"

"میں تمہیں مجبور نہیں کر رہا تم آرام سے سکول جاؤ جتنا وقت لینا ہے سوچنے کے لئے وہ لو اور جلد اپنا فیصلہ سنانا

مجھے پورا یقین ہے میری بیٹی احسان فراموش نہیں ہے۔"

وہ دونوں اسے فیصلہ کرنے کا وقت دیتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

وہ لگاتار ایک ہی نمبر ڈائل کر رہا تھا

بالآخر ایلف نے کال ریسیو کر لی۔

"کیسے ہوا برک؟" سپیکر سے اسکی ہمیشہ کی طرح سکون دینے والی آواز ابھری۔

"میں بالکل فٹ تم کیسی ہو؟" ساری پریشانی بھول کر وہ ہنستا ہوا پوچھنے لگا۔

آدھا گھنٹہ بات کرنے کے بعد وہ اصل مددے پر آیا۔

"ایلف تم مجھ سے شادی کرو گی؟" اسکی آواز میں ایک بھروسہ تھا جو اسے لگتا تھا کبھی نہیں ٹوٹے گا۔
"تم مجھے پرپوز کر رہے ہو؟" اسکی کھنکھتی آواز نے کانوں میں رس گھولا۔
"ہمم" سر ہلا کر جواب دیا۔

"میں بہت خوش ہوں کاش وہاں ہوتی اور تمہارے گلے لگ کر ہاں کہتی اور تم مجھے انگوٹھی پہناتے۔"
"تمہاری یہ خواہش پوری ہونے میں صرف اس فون کا فاصلہ ہے تم یہاں آ جاؤ اگلے ہفتے ہم شادی کر رہے ہیں۔"
"اب رک نے جیسے اسکی سماعتوں پر بم گرایا۔

"اتنی جلدی کیسے ممکن ہے اگلے ہفتے؟"

"اگر تم نے نہ کر دی تو پھر شاید ہم کبھی ایک نہ ہو سکیں دادا جی اگلے ہفتے میری شادی کروا رہے ہیں۔"
"میں ابھی شادی نہیں کر سکتی میری عمر کے لوگ اپنے خواب پورا کرتے ہیں نہ کہ گھر بسا کر بچے پیدا کرتے ہیں۔"

اس نے ایک لمحہ بھی نہیں لیا سوچنے میں اور ابرک کے ساتھ کوٹھکرا دیا۔

"ایلف میری سوچ بھی تمہارے جیسے ہی ہے تم یہ بات جانتی ہوں۔ دادا کو خوش کرنے کے لئے انکو راضی کرنے کے لئے بس تم نکاح کر لو پھر چاہے واپس چلی جانا۔"

وہ اسے منانے کی کوشش کرتا رہا اور آخر کار ہار کر کال بند کر دی۔

کسی بھی تاثر سے پاک چہرے کے ساتھ اس نے

دادا کی پسند کی ہوئی لڑکی کی تصویر اٹھا کر دیکھی۔

اپنا بیگ کندھے پر ڈالے گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔

سکول پہنچ کر وہ اپنی کلاسز لینے لگا سارا دن بس منہ لٹکائے پھر تارہا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا اس وقت زیادہ افسوس کس بات پر کرے۔

دادا نے اسکے لئے لڑکی پسند کرنے کے باوجود اسے موقع دیا تھا اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کرنے کا۔ اور موقع ضائع ہو گیا۔ یا اس بات کا کہ اس نے خود ایلف سے شادی کا پوچھا اور اس نے منع کر دیا۔

وہ بے مقصد سکیپنگ کرتا رہا۔ کبھی کسی کو نے میں بیٹھ کر کبھی کسی بچ پر بیٹھ کر سوچتا رہا اب کیا کرے۔

ابتسام آفندی نے اسکی زندگی میں اچانک طوفان برپا کر دیا تھا۔ اس عمر میں جب اسکی مکمل داڑھی بھی نہیں آئی تھی سر پر سہرا سجانے کا کہہ دیا گیا۔ یہ اتنی کوئی عجیب بات نہیں تھی مگر اتنی عام بات بھی نہ تھی۔

ابھی تو اسے پڑھائی مکمل کرنی تھی ایکٹنگ کریر میں اپنا نام بنانا تھا پھر لائف میں کچھ بن کر ایلف سے شادی کرنی تھی۔ ویسے تو یورپ میں ریلیشن بننا اور ٹوٹنا کوئی اہم اور خاص بات نہ تھی۔ آج جو لوگ کپلز کی طرح گھوم رہے ہوتے اگلے دن انکے بریک اپ کی خبر زبان زد عام ہوتی۔

ابرک کے تو اپنے گھر میں ایک مثال موجود تھی۔

مگر اس نے ایلف کے ساتھ وفا نبھانے کا سوچا تھا۔

سردی کی دھوپ میں بچ پر بیٹھا وہ سکیچ بنانے میں مصروف تھا۔ ذہن الجھا ہوا تھا۔ پریشانی کی لکیریں اسکی پیشانی پر واضح تھیں۔

دھوپ میں اسکی سفید رنگت سرخ پر گئی اور گرے آنکھیں کانچ کی طرح چمکنے لگیں۔

ایلف کی ہری آنکھیں بلونڈ بال اور دلنشین مسکراہٹ ایک دفعہ پھر اسکا رکتا ہاتھ چلنے لگا۔

اچانک سوچ کا ارتکا زٹوٹا۔ ماتھے پر شکنیں ابھری۔

اس نے آنکھیں میچ کر دوبارہ کھولیں۔

میری ماما مجھے اپنی شہزادی کہتی ہیں۔

دماغ میں ان الفاظ کی بازگشت سنائی دی۔

اس نے فوراً آنکھیں کھولیں اور حیرت سے اپنے سامنے موجود سکیج کو دیکھا۔

پھر سے ایلف کا نامکمل سکیج اسکے سامنے تھا۔ آج پھر اسی مقام پر ہاتھ چلنا رک گئے جہاں اس دن پینٹ اور پانی گرا تھا۔

وہ کلاس میں بھی گم سم بیٹھی رہی جیڈ اور نشا اسے بلاتی رہیں لیکچر نوٹ کرنے کا کہتی رہیں مگر بے سود۔

وہ گم سم سی بیٹھی تھی جیسے وہاں موجود ہی نہ ہو۔

نوٹ بک سامنے رکھے وہ کسی اور ہی جہان میں تھی۔ اچانک اسے ایک کشمکش میں ڈال دیا گیا۔

"میں کیسے احسان چکانے کی خاطر ہاں کر دوں۔" وہ بڑبڑائی۔

"کیا ہوا؟" نشانے سرگوشی کی۔

سر ہلا کر نہ کہتی وہ پھر سے اپنی نوٹ بک کو گھورنے لگی۔

"مجھے ابھی شادی نہیں کرنی اور بس مالک کے احسانوں کی خاطر تو بالکل بھی نہیں کرنی۔"

"تم کتنا قرض واپس کرو گی اور قرض واپس کر بھی دو کیا مالک کے احسان لوٹا پاؤ گی؟" زیشان کا سوال اسے

پریشان کرنے لگا۔

"سب لوٹاؤں گی ایک دن۔ مگر اس ایک دن کے انتظار میں کیا کروں۔ احسان فراموش نہیں ہوں میں۔" وہ

سوچتے ہوئے بل کی آواز پر کلاس سے باہر چلی گئی۔

اپنی ہی سوچوں میں غلطاں وہ بھاگتی ہوئی جارہی تھی جب کسے سے ٹکرا ہوئی۔ سر کسی کے سینے سے ٹکرایا اور ایک ہاتھ ہوا میں اور دوسرا کسی کے ہاتھ میں تھا۔

وہ آنکھیں پٹیٹائے اسے دیکھنے لگی جو سرد تاثرات سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"شکریہ! تم نے بچا لیا۔"

وہ اسکا ہاتھ چھوڑتی سیدھی کھڑی ہوئی۔

"کبھی دیکھ کر بھی چلتی ہو تم؟"

"میں تو ہمیشہ دیکھ کر چلتی ہوں بھاگتے ہوئے اکثر گڑبڑ ہو جاتی ہے۔"

وہ اسے آنکھیں دکھاتا چلا گیا۔

"اس سے شادی کروں گی تو میں تو اسکی نظروں سے ہی مر جاؤں گی دیکھتا کم گھور تازیا دہ ہے۔"

وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھے رکاسانس خارج کرتی بولتی ہوئی چلنے لگی۔ جب کسی نے اسکی کلائی تھام کر روکا۔

وہ ایک دم سے رکی اور اپنے ہاتھ پر مردانہ ہاتھ کی گرفت دیکھ سامنے دیکھنے لگی۔

"مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

ابرک کے الفاظ میں اسے خطرے کی گھنٹی سنائی دی۔

"کیا بات کرنی ہے؟" انجان بنی پوچھنے لگی۔

وہ اسکا ہاتھ تھام کر اسے بھیڑ سے دور لے گیا۔

نشا اور جیڈ جو عجبہ کے پیچھے جارہی تھیں ابرک کو اسکا ہاتھ تھامے چلتا دیکھ وہی رک گئیں۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ؟" ایک کونے میں جا کر اپنا ہاتھ اس سے جھٹکے سے چھڑواتی وہ چلائی۔
"تم چلتی کم ہو ٹکراتی یا گرتی زیادہ ہو اور میرے پاس وقت نہیں ہے برباد کرنے کے لئے۔" اسکی آواز کی سختی سے وہ سہم گئی۔

وہ سر جھکائے خاموش کھڑی اسکی بات کے آغاز کا انتظار کرنے لگی۔

"تم جانتی ہو میرے دادا نے تمہارا رشتہ مانگا ہے۔"
"رشتہ؟"

"میری اور تمہاری شادی کے لئے۔"

"ہمم" اس نے سر ہلایا۔

"تمہارا جواب کیا ہے؟"

"مالک نے بھیجا ہے جواب پوچھنے؟"

"نہیں۔"

"تو پھر تمہیں کیوں بتاؤں؟" وہ گردن اکڑا کر جانے لگی جب ابرک نے اسے دیوار کے ساتھ لگا کر اور خود اسکے

سامنے کھڑے ہو کر جانے کا راستہ روکا۔

اپنی گرے آنکھیں اسکی سیاہ آنکھوں میں گاڑے وہ اس کا جواب جاننا چاہ رہا تھا۔

"جلدی بتاؤ تمہارا فیصلہ کیا ہے؟"

"میرے سامنے سے ہٹو۔" وہ اسکے بازو پر مکا مارتی پیچھے ہوئی۔

"مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟" وہ چلائی۔

"سیدھی سی بات کا سیدھا سا جواب دو۔" وہ غرایا۔

"میں نے ابھی نہیں سوچا۔ بابا نے سوچنے کا وقت دیا ہے۔"

"یہ وقت کب ختم ہو گا؟"

"وہ مجھے نہیں پتا انہوں نے کہا ہے سوچ کر جواب دوں۔" وہ اس سے دو قدم آگے یوں کھڑی تھی کہ اسکی پشت ابرک کی طرف تھی۔

"اور جواب ہاں میں ہو؟" وہ اسکی پشت کو گھورتا ہوا پوچھنے لگا۔

"ہاں" اس نے پھر سے سر ہلایا۔

ابرک نے لمبا سانس لے کر جیسا اپنا غصہ کم کیا۔

"دادا نے مجھے اگلے ہفتے شادی کرنے کا فیصلہ سنایا ہے۔"

وہ مڑ کر حیرت سے اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔

"تم انکار کر دو گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"میں تمہارے کہنے پر انکار کیوں کروں؟"

دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر ابرک نرمی سے بولا۔

"میں انکار نہیں کر سکتا مگر تم آزاد ہو تم کر سکتی ہو انکار۔"

"میں تمہارے کہنے پر کوئی فیصلہ کیوں کروں۔"

وہ گردن اکڑا کر اسکے سامنے تن کر کھڑی ہو گئی۔

"تم سے بات کرنا ہی فضول ہے۔"

"خود لائے تھے بات کرنے" وہ

"

چند قدم چلی پھر مڑ کر واپس آئی۔ وہ اسکے واپس آنے پر اسے گھورنے لگا تو وہ مسکراتی ہوئی اسکے قریب کھڑی ہوئی ابرک کے چہرے پر عجیب سا تاثر تھا جو اگلے ہی لمحے بدلاجب عجوہ نے اپنا پیر زور سے اسکے پیر پر پٹخا۔
"یہ میرا ہاتھ پکڑ کر یہاں لانے کے لئے۔" مسکراتی ہوئی اسکی حالت سے لطف اندوز ہوتی مڑی اور اپنا بیگ زمین سے اٹھایا۔

وہ ایک پیر پر چلتا اسکے پیچھے لپکا جب وہ بیگ کندھے پر ڈال رہی تھی ابرک اسکے پیچھے کھڑا تھا بیگ اسکے منہ پر لگا۔

"یہ جان بوجھ کر نہیں کیا مگر یہ مجھے دیوار کے ساتھ لگانے کے لئے۔"
وہ جاچکی تھی جب کہ ابرک ابھی تک ہونقوں کی طرح وہیں کھڑا تھا۔

شام دیر تک وہ بے مقصد سڑکوں پر گھومتا رہا۔

اس بے وقوف لڑکی کو کچھ سمجھ آئی ہوگی میری بات یا نہیں۔

اپنی بائیک ایک طرف روکتا وہ سوچنے لگا۔ کچھ دیر دماغ سے الجھ کر پھر سے ہوا سے ریس لگاتا وہ بائیک سڑک پر دوڑانے لگا۔

رات کا کھانا خاموشی سے کھایا گیا۔ نہ کسی نے عجوہ سے کچھ پوچھا نہ اس نے کوئی جواب دیا۔ عجیب سی خاموشی تھی سارے گھر میں۔

حاشر نے سب کو ایک نظر دیکھا۔ پھر کھانا کھانے لگ گیا۔ صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور وہ کھانا چھوڑ کر سب کو دیکھنے لگا۔

"مسئلہ کیا ہے؟ سب ایک دوسرے کو جیسے اگنور کر رہے ہیں۔" وہ میز پر دونوں ہاتھ مارتا ہوا بولا۔

"یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟" حرا نے اسے جھڑکا۔

"مجھ سے باتیں نہ چھپایا کریں پھر۔ بتائیں کیا ہوا ہے؟"

"ابرک آفندی سے شادی کا پوچھا ہے مالک نے۔"

"پھر سے بتانا ذرا؟" زیشان کی بات پر جیسے اسے یقین نہ آیا۔

"عجوبہ کا رشتہ مانگا ہے مالک نے اپنے پوتے کے لئے۔"

حاشر آنکھیں پھاڑے اپنے باپ کو دیکھنے لگا جیسے اس نے کسی اور زبان میں بات کی ہو۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں؟" وہ ہنسا۔

"یہ مذاق کرنے والی بات ہے؟" حرا نے پھر اسے ٹوکا۔

"ابرک آفندی سے اسکی شادی؟" اس نے عجوبہ کے سر پر چپٹ لگائی۔

سب نے سر ہلا کر اعتراف کیا۔

"تو منہ کیوں لٹکے ہوئے ہیں یہ تو خوشی کی بات ہے۔"

"عجوبہ ہاں کرے تو ہوگی خوشی کی بات۔"

حرا نے اسکی طرف اشارہ کیا۔

"یہ کیوں منع کر رہی ہے بے وقوف لڑکی۔ اتنے بڑے خاندان کی بہو بنوگی اور کیا چاہیے۔" وہ اسکی عقل پر ماتم

کرنے لگا۔

حرا اٹھ کر برتن اٹھانے لگی اور زیشان صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔

حاشر اور عجوبہ بھی اسکے پیچھے چلے گئے۔

"بیٹا اپنے باپ کا کہان لو میں مالک کو کبھی مر کر بھی انکار کرنے کا نہیں سوچ سکتا۔"

زیشان کافی دیر اسے سمجھاتا رہا بلاخر اس نے بس ایک جملہ کہا۔

"بابا میں احسان فراموش نہیں ہوں۔"

سب کے چہرے اسکے اقرار پر خوشی سی کھل اٹھے۔

فون سننے کے بعد ابتسام آفندی کے چہرے کی خوشی دیدنی تھی۔ سگار منہ میں دبائے وہ کرسی پر بیٹھے جیسے انتظار میں تھے۔ "ابرار کے آنے کا کوئی وقت تو ہے نہیں جو اسکا انتظار کیا جائے پھر آج اس وقت تک جاگنے کی وجہ؟" تمہیں ایک خوش خبری سنانی ہے۔"

"کیسی خوش خبری؟" وہ اپنے کوٹ کا بٹن کھولتے ہوئے ابتسام کے سامنے بیٹھ گیا۔

"اگلے ہفتے ابرار کی شادی ہے۔" وہ جتنے سکون سے یہ جملہ ادا کر رہے تھے اتنا ہی شدید جھٹکا ابرار کو لگا۔

"آپ کیسی بات کر رہے ہیں وہ بچہ ہے ابھی۔"

"بچہ نہیں ہے جو ان ہے سمجھدار ہے۔"

"ابھی اسکی داڑھی تک نہیں آئی۔"

"آگئی ہے اسکی داڑھی۔ باپ کی طرح فرنگیوں کے حلیے میں رہتا ہے بس۔"

"یہ بہت غلط بات ہے اگر اسی عمر میں اس پر ذمہ داری لاد دیں گے وہ زندگی میں آگے کیسے بڑھے گا؟"

ابرار آفندی اضطرابی کیفیت میں چکر کاٹنے لگا۔

ابتسام آفندی استہزائیہ ہنسی ہنسنے لگا۔

"میں نہیں چاہتا میرا پوتا بھی میرے بیٹے کی طرح ترقی کرے۔"

"صاف صاف کہیں اسے کنویں کا مینڈک بنانا چاہتے ہیں آپ۔ اپنے ہاتھ کی کٹھ پتلی بنا کے رکھنا چاہتے ہیں اسے۔"

"حدِ ادب! مت بھولو اپنے باپ سے بات کر رہے ہو۔"

ابرار نے آنکھیں میچ کر جیسے دل پر پتھر رکھ کر پوچھا۔

"لڑکی کون ہے؟" سوال کیا گیا۔

"عجوبہ ملک۔" دو ٹوک جواب آیا۔

"خاندان کیسا ہے کیا کاروبار ہے اپنے سرکل میں کبھی نہیں دیکھا اسے۔" وہ اب قدرے دھیمے لہجے میں بولا۔

اسکے سوال پر وہ مسکرائے۔

"میرے سیکریٹری کی بیٹی ہے۔"

"واٹ؟" وہ حیرت سے اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔

"آپ کا مطلب ہے وہ جاہل ان پڑھ ملازم جس کا نہ کوئی سٹیٹس ہے نہ رتبہ۔"

"وہ سٹیٹس اور رتبہ میں تم سے ہزار گنا بہتر ہے۔"

انکے طنز پر وہ سٹپٹایا۔

"میں نے بہت محنت کی ہے اس مقام تک پہنچنے میں۔ میں سب مٹی میں ملتا نہیں دیکھ سکتا۔"

میرے اکلوتے بیٹے کی زندگی آپ ہیل (جہنم) بنانا چاہتے ہیں؟"

"جو خود ایک جہنم میں جی رہا ہو وہ ایسی بات کرتا اچھا نہیں لگتا۔ میں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے۔ تم سے

مشورہ مانگا ہے نہ اسکی ضرورت ہے۔ تمہیں اطلاع دینا مقصود تھا جو ہو گیا۔ تم جاسکتے ہو۔ وہ اب بھی پر سکون

بیٹھے تھے جیسے ابرار کے احتجاج کا کوئی اثر ہی نہ ہوا ہو۔"

"آپ مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے۔"

"تم جاسکتے ہو۔"

ابرار آفندی غصے میں لال پیلا ہوتا وہاں سے چلا گیا۔

"ابرک کب وہاں آیا دونوں باپ بیٹا اپنی بحث میں محسوس نہ کر سکے۔" وہ خاموشی سے دونوں کی دلائل سنتا

اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔"

"آئیں ڈیڈ۔" وہ جانتا تھا انہیں کیا بات کرنی ہے۔ اس لئے خاموشی سے خود کو سب سننے کے لئے تیار کیا۔

"تم جانتے ہو ساری پر اپرٹی ڈیڈ کے نام ہے۔"

"جی۔"

"میں نے اپنی ساری عمر دی ہے اس بزنس ایمپائر کو کھڑا کرنے میں۔"

"جی اور رشتے بھی" وہ بڑبڑایا۔

ابرار آفندی اسکی سرگوشی سن کر نظر انداز کر گیا۔

"تمہاری شادی ایک ملازم سے کروا رہے ہیں صرف میری ضد میں۔ میرا نام خراب کرنا چاہتے ہیں وہ۔"

ابرک خاموشی سے اسے سنتا رہا۔

"میں چاہتا ہوں تم ڈیڈ کو منع کر دو۔ تمہاری بات سنیں گے وہ۔"

"میں نے بات کی ہے نہیں مانے وہ۔" وہ سر جھکا کر بولا۔

"دیکھو بیٹا بات کو سمجھو وہ مجھے بلیک میل کر رہے ہیں ابھی تک اپنی وصیت نہیں سنائی انہوں نے۔"

"آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

"تم کسی بھی طرح وصیت اپنے نام کرواؤ اور اس شادی سے منع کرو۔"

"آپ جانتے ہیں میں دادا کی کسی بات سے انکار نہیں کرتا۔"

"وہ تمہیں اکیٹنگ میں جانے کا لالچ دیتے ہیں جانتا ہوں میں۔ مگر میں تمہیں یہ کام نہیں کرنے دوں گا۔ تم

دونوں یہ بات اپنے ذہن میں بٹھالو۔"

"مجھے افسوس ہے آپ نے پہلی دفع مجھ سے کچھ مانگا اور میں دے نہیں سکا۔"

ابرک ٹکاسا جواب دیتا و اشروم میں گھس گیا۔

"میرے بیٹے کو ہی میرے خلاف کر دیا ہے ڈیڈ نے۔" خود سے ہمکلام ہوتا وہ اپنا وقت برباد ہونے کا افسوس

کرتا چلا گیا۔

"باپ بیٹے نے میری زندگی کو فٹ بال سمجھ رکھا ہے دونوں اپنی مرضی سے کک لگاتے رہتے ہیں۔

اور وہ عجوبہ شاید اس فٹ بال گیم میں ریفری بننے والی ہے۔" آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتا وہ اپنی سوچوں پر جھنجھلا

گیا۔

"اتنی جلدی میں شادی رکھ دی۔ میری بچی ابھی تو سکول جاتی ہے۔ اسے تو چولہا جلانا تک نہیں آتا۔ کبھی کتابوں

سے باہر نکلی ہو تو اسے کچھ اندازہ ہو گھر کیسے چلاتے ہیں۔"

"جہاں وہ جارہی ہیں وہاں ایک فوج ہے ملازموں کی۔"

"رہنے دو بس اب تم۔ ایک ہفتے میں شادی۔"

شادی ہے یا مذاق ہے؟ گڈے گڑیا کا کھیل ہے کیا؟"

"تم آرام سے سو جاؤ اور سب کام مجھ پر چھوڑ دو۔ مالک نے سب انتظام کر لیا ہے۔ ہمیں بس مہمان بن کر جانا ہے شادی میں۔"

زیشان نے حرا کو لیٹے لیٹے پر سکون رہنے کی تلقین کی اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ حرا اسے افسوس سے دیکھتی لائٹ بجاتی سونے کے لئے لیٹ گئی۔

"مشہور بزنس مین ابتسام آفندی کے پوتے اور ابرار آفندی کے بیٹے کی شادی؟"

جیڈ اور نشا ٹیب پر یہ خبر دیکھتیں صدمے سے چلا ہی اٹھیں۔

"میں کتنی خوش تھی کہ ایلف چلی گئی اب میرا چانس ہے۔" نشا نے گال پر ہاتھ رکھتے افسوس کیا۔

"میں بھی" جیڈ بھی اسی انداز میں بیٹھ گئی۔

"پتہ نہیں کون ہے وہ چڑیل جو ہمارے پرنس کو لے اڑی۔" نشا نے بد مزہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے سامنے آجائے میں اسے گنجا کر دوں۔" جیڈ نے بھی غصہ اتارا۔

دونوں کیفے میں بیٹھی باتیں کر رہیں تھیں جب عجوہ انکے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

عجوہ بھی منہ لٹکائے یوں بیٹھی تھی جیسے سزا ملی ہو۔

"ہم نے نہیں سوچا تھا ایسا ہو جائے گا۔" دونوں ایک ساتھ بولیں۔

"میں نے بھی۔" وہ بھی انہی کے انداز میں گال پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی۔

"اب کیا ہو گا؟" عجوہ نے سوال کیا۔

"جو شادی کے بعد ہوتا ہے۔" وہ دونوں ہم آواز بولیں۔

"ہمم۔" وہ اپنا سر میز پر ٹکا گئی۔

"تم کیوں اتنی اداس ہو رہی ہو؟" دونوں نے عجوبہ کا جھکا سر دیکھا تو ہوش میں آئیں۔

"اب اسکے علاوہ کیا کر سکتی ہوں میں۔" وہ سر جھکائے ہی بولی۔

"سو تو ہے۔" دونوں نے اسکے اوپر ہی اپنے سر رکھ کر اسکے دکھ میں شامل ہونے کا فرض پورا کیا۔

یہ جانے بغیر کہ عجوبہ ہی وہ چڑیل ہے جسے وہ گنجا کر ناچا ہتی ہیں اور عجوبہ بھی اس بات سے لاعلم تھی کہ وہ انجانے میں سارے سکول کی لڑکیوں کی دشمن اول، انکے ارمانوں کی قاتل بن چکی ہے۔

ابرار آفندی اس وقت اپنے کمرے کے ساتھ بنے اسٹڈی روم میں تھا۔ عالیشان جدید طرز کی لائبریری جہاں دنیا کے تمام کامیاب کاروباری حضرات کی کامیابی کے قصے اور انکی اپنی کامیابی پر لکھی تصانیف تھیں۔ لائبریری کیا کتب کا ایک جہاں آباد تھا وہاں۔ کمرے میں تین اطراف میں کتب تھیں۔ ایک طرف دروازہ تھا اور کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک خوبصورت میز تھی۔ جس پر لیمپ اور مختلف فائلز پڑی تھیں۔ ابرار جب کچھ اہم کام کرتا تو اکثر اس کمرے میں منصوبہ بندی کرتا۔ آج بھی وہ کسی اہم ڈیل کے بارے میں سوچ بچار میں تھا جب اسکے حلقہ احباب کی طرف سے میسجز اور کالز کا تانتا بندھ گیا۔

اس نے اخبار غصے میں میز پر پھینکا۔

"وٹ ر بش! آفندی ایمپائر کا اکلوتا وارث شادی کر رہا ہے وہ بھی اپنی ہم جماعت سے۔"

مختلف نیوز پیپرز اور چینلز پر یہ خبر دیکھ کر اسکا پی پی ہائی ہو گیا۔

وہ اپنے کوٹ کا بٹن بند کرتا ہوا اسٹڈی سے نکلا۔

اسکے قدم ابتسام آفندی کے کمرے کی طرف تھے۔

سفید رنگ کی سادہ سی سجاوٹ والا اسکے باپ کا کمرہ جہاں اسے عام حالات میں جانا پسند نہیں تھا آج وہ خود وہاں گیا

-

ابتسام آفندی نظر کا چشمہ لگائے اپنی شخصیت کے رعب و جلال سمیت آرام دہ کرسی پر بیٹھے تھے۔ لبوں پر ہلکا سا تبسم تھا۔

"آپ نے دیکھا کیسے یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل رہی ہے۔" وہ کمرے میں داخل ہوتے ہی بولا۔

"خوشی کی خبر ہے میرے پوتے کی شادی ہے۔" انکی نظریں اب بھی اخبار پر تھیں۔

"آپ میری بات نہیں سمجھیں گے اور میں آپ کی۔"

بس ایک چھوٹی سی درخواست سمجھ کر مان لیں۔"

اسکے التجائیہ انداز پر ایک نظر اٹھا کر ابتسام آفندی نے سامنے دیکھ کر سر ہلایا۔ گویا اجازت دی بات جاری رکھنے کی۔

"میں اس لڑکی سے ایک بار ملنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ ہمارے خاندان کے معیار پر پورا نہیں اترتی جو کہ مجھے امید ہے

ایسا ہی ہے آخر ایک ان پڑھ گنوار ملازم کی بیٹی ہے۔ میں جیسمین سے کہہ کر اسکی شادی تک کرومنگ کروادوں

گا۔"

"یہی فرق ہے تمہاری اور میری سوچ کا۔ میں نے خاندان، رتبہ یا مال و دولت نہیں دیکھا۔ اس بچی کا صاف دل

دیکھا ہے۔ ابرک جیسے صاف دل لڑکے کے لئے ایک ایسی لڑکی ڈھونڈھی ہے جو ظاہری نمود و نمائش نہیں سچے

رشتوں کی قدر کرتی ہے۔"

"میں نے پہلے ہی کہا ہے میں آپ کی باتیں نہیں سمجھ سکتا آپ میری اس لڑکی سے میٹنگ رکھیں۔ باقی میں دیکھ لوں گا۔ وہ جھنجھلا کر بولا جیسے بات ختم کرنا چاہتا ہو۔"

"یہ تمہارے بزنس کا کوئی کام نہیں ہے اور وہ لڑکی عجوبہ ملک ہے۔ بہو سے ملنا چاہتے ہو بصد شوق ملو۔ لیکن اس کا دل دکھانے کی کوشش کی تو یاد رکھنا میں تمہارا باپ ہوں۔"

وہ سرہاں میں ہلاتا جس تیزی سے آیا تھا اسی تیزی سے چلا گیا۔

"عجوبہ بیٹا تم اچھے سے بات کرنا برابر صاحب سے تمہارے ہونے والے سر ہیں آخر۔" حرا طوطے کی طرح ایک ہی رٹ لگائے بیٹھی تھی عجوبہ بس سر ہلا کر حامی بھر رہی تھی۔

ابراہیم کی گاڑی باہر سے سرخ رنگ میں رنگے ایک دو کمرے کے چھوٹے سے فلیٹ کے سامنے رکی۔

ایک نظر گھر کو دیکھتا وہ اندازہ کر سکتا تھا کہ انکے اور آفندیز کے سٹیٹس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وہ دھوپ سے بچنے کو سیاہ چشمہ لگائے ہوئے تھا۔ گاڑی سے اتر کر چشمہ ہاتھ میں پکڑا اور گھر کے اندریوں داخل ہوا جیسے اس گھر کے رہائشیوں پر احسان کیا ہو۔

اب وہ اس چھوٹے سے صوفے پر بیٹھا تھا۔ سامنے رکھی چھوٹی سی میز پر گلاس میں جوس پڑا تھا جسے پینا سے اپنی توہین لگا۔

"عجوبہ بیٹا تم بیٹھو سر سے بات چیت کرو میں کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔" حرا نے عجوبہ کو دوپٹہ سر پر لینے کی خاص تلقین کی تھی مگر وہ عام سا کرتا پا جامہ پہنے گلے میں سکارف لپیٹے انکے سامنے تھی۔

"تم میرے بیٹے سے شادی کیوں کرنا چاہتی ہو صاف صاف جواب دو میں صرف سچ سننا پسند کروں گا۔"

"میں آپ کے بیٹے سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

کچن میں جب یہ جملہ حرا کی سماعتوں سے ٹکرایا اسکا دل چاہا ابھی عجوہ کو جو تا کھینچ کر مارے۔

"پھر شادی کے لئے ہاں کیوں کہا ہے؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگا۔

"وہ تو آپ کے والد نے پر پوزل بھیجا اور یہ گھر جہاں ہم رہتے ہیں انکا ہے بس اسی لئے میں نے شادی کا

سوچا قرض اور احسان دونوں ایک ساتھ ختم ہو جائے گا۔"

حرا نے کٹنگ بورڈ پر سبزی پر چھڑی یوں چلائی جیسے وہ عجوہ کی زبان ہو۔

"اس لڑکی کو کون عقل دے یہ اپنے سر سے بات کر رہی ہے۔" وہ بڑبڑاتی زبان کے ساتھ ہاتھ چلاتی سبزی کاٹ رہی تھیں۔

"تم صرف پیسوں کی خاطر شادی کر رہی ہو ابرک سے؟" ابرار کو اسکی نیت پر شک ہوا۔

"نہیں میں اپنے امی بابا کی مدد کرنے کے خاطر کر رہی ہوں یہ شادی۔" وہ پراعتادی سے بولی۔

"تین دن بعد تمہاری شادی ہے میں چاہتا ہوں تم اپنا حلیہ بدلو اور آفندی خاندان کی بہو بننے کے قابل نظر آؤ۔" میں ری بیوی جیسمین تمہیں آج سیلون لے جائے گی۔

"اسکی کیا ضرورت ہے میں ایسے ہی ٹھیک۔" ابھی وہ انکار کر بھی نہ پائی تھی جب حرا نے آکر اسکا ہاتھ تھاما۔

"ضرور آفندی صاحب آپ جیسمین جی کو بھیج دیں اس سے اچھی بات بھلا اور کیا ہوگی۔" وہ مسکراتے ہوئے بات کرتی عجوہ کو گھور رہیں تھیں۔

"میں چلتا ہوں۔"

وہ اپنا پیغام سناتا وہاں سے باہر جاتا نظر آیا۔

"تم کب خود سے کوئی فیصلہ کرنا سیکھو گے؟"

"وہ لڑکی خود اپنے منہ سے بتا رہی ہے وہ بس دولت کی خاطر تم سے شادی کر رہی ہے۔"

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟" ابرک نے بھنویں اچکائیں۔

"میں نے جیسمن سے مدد مانگی ہے اسے تھوڑا سا اس قابل بنادے کہ ہمارے سرکل میں موو کر سکے۔" ابرار

بھی اسے نظر انداز کرتا چلا گیا۔

ابرک کے قدم اب دادا کے کمرے کی طرف تھے۔

وہ دھڑام سے دروازہ کھول کر انکے کمرے میں داخل ہوا تھا اور جاتے ہی نان سٹاپ بولنا شروع کر دیا۔

"مجھے سمجھ نہیں آئی آپ کی اس جلد بازی کی۔"

اسے ایلف یاد آئی۔

"جس کے لئے تم انتظار کرنا چاہتے ہو اسی کا ڈر تھا۔" وہ بھی اسکے دادا تھے اسکی رگ رگ سے واقف تھے۔

"میں نے سنا ہے وہ بس پیسوں کی خاطر شادی کر رہی ہے۔"

"اپنا فیوچر سکیور کرنا ہر انسان کا حق ہے۔"

"دادا جی اس طرح سے تو سودا ہوتا ہے رشتہ نہیں بندھتا۔"

"میں نے بال دھوپ میں سفید نہیں کئے بیٹا تم بے فکر رہو۔" وہ اب انکے پاس بیٹھ چکا تھا اور وہ قدرے دھیمے

لہجے میں اسے سمجھا رہے تھے۔

کچھ دیر انکے پاس بیٹھ کر وہ واپس چلا گیا۔

جیسمین نے اسے سرتاپیر سکین کرنے والی نظروں سے دیکھا اور عجبہ نے بھی اسی طرح اپنے سامنے کھڑی میک کی دکان بنی اس عورت نما لڑکی کو دیکھا۔

جیسمین نے بالوں کو درمیان سے مانگ نکال کر اپنے سرخ بالوں کا ہیئر سٹائل کچھ اس انداز سے بنایا ہوا تھا کہ دونوں جانب دو گول سی جوڑے نما پونیاں بنی ہوئی تھیں۔ سارے بال جیل سے بہت نفاست سے سیٹ تھے یقیناً میک اپ اور بال کسی بہت بڑے میک اپ اور ہیئر آرٹسٹ نے کیا تھا۔

اسکا لباس بھی اسکی امارت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ گھٹنوں سے تھوڑا نیچے تک آتا لباس اور سرخ لپ سٹک سے ہونٹوں کو رنگے وہ عجبہ تو کیا سبھی دیکھنے والوں کی توجہ کا مرکز بن سکتی تھی۔

"یہ میرا پرسنل میک اپ آرٹسٹ ہے ہیری۔ تم آج سارا دن اسکے ساتھ رہو گی یہ تمہیں ہیلز پہن کر چلنا، لوگوں سے ملنا اور تمہارے یہ بال (جیسمین نے اسکے سیاہ لمبے سیدھے بالوں کی ایک لٹ کو اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی میں ہلکا سا پکڑ کر چھوڑا) سب بدل دے گا۔"

"تم بہت پیاری لگو گی لٹل گرل۔"

وہ مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ اسے بولتی جانے لگی جب عجبہ نے اسے روکا۔

"آنٹی میں آپ کے بالوں کو ہاتھ لگا کر دیکھ لوں پلیز۔" وہ بھی اسے کے انداز میں مصنوعی ہنسی ہنستی اسکے پاس گئی اور اسکا جواب سننے بغیر اسکے ہیئر سٹائل کو ہاتھ لگا کر دکھنے لگی۔

"ہائے یہ تو جیل لگا کر ایک دم اکڑا دئے ہیں آپ نے۔ مجھے اپنے خوبصورت بالوں کا ایسا نقشہ نہیں بنوانا۔"

"گنوار" جیسمین منہ میں بڑبڑائی۔

ہیری اسکی بات سن کر اپنی ہنسی چھپانے لگا۔

"ہیری ڈارلنگ اسے سب اچھے سے سکھانا" وہ اپنے تازہ مینی کیور والے دودھیا سفید ہاتھ کو ہوا میں لہراتی اسے اکیلے وہاں چھوڑ کر چلی گئی۔

ہیری چلتے ہوئے ایک ہاتھ ہوا میں لہراتا اسکے پاس آیا۔ ڈھیلی سی چال اور ہوا میں ہاتھ لہرا کر بات کرنا عجوبہ کو اسکے بارے میں بہت کچھ سمجھا گیا۔

"میں اپنے بال خراب نہیں کرواؤں گی" وہ اسے دیکھ کر گھبراتی ہوئی بولی جب وہ ہنستے ہوئے اسکے بالکل قریب آکر کھڑا ہوا تو وہ ڈر کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

"پریشان مت ہو گڑیا۔ جس طرح تم چاہوں گی تمہارے بال ویسے ہی بناؤں گا میں۔"

بہت منتوں کے بعد ہیری اسے اور وہ ہیری کو سمجھانے میں کامیاب ہو گئی اور ہیری نے اسکا میک اوور کرنا شروع کیا۔ ہیری نے اسکا مکمل سکن ٹریٹمنٹ کیا مینی کیور پیڈی کیور کرواتا وہ بہت خوش تھی۔ جس سے اسکا رنگ مزید نکھر گیا۔ بالوں کو اچھے سے لئیرز کٹ اور بلوڈرائی کیا۔

پھر اسے ہیلز کا ایک پورا شوکیس دکھایا۔

عجوبہ کا اس دیوار کی سائز کی الماری میں ہر رنگ اور انداز کے ہیلز دیکھ کر اسکا منہ کھل گیا۔

"ان میں سے کچھ پہنا پسند کرو گی؟" وہ ایک ہاتھ ہوا میں ہی رکھے پوچھنے لگا۔

"ہیری اتنی لمبی لمبی ہیلز میں نے کبھی نہیں پہنیں کہیں میں گر گئی اور میری ہڈی ٹوٹ گئی تو؟"

"گڑیا ایسا نہیں ہو گا میں سکھاؤں گا تمہیں۔"

اب حال کچھ ایسا تھا کہ عجوبہ صوفے پر بیٹھی تالیاں اور سٹیاں بجا رہی تھی اور ہیری چھ انچ کی ہیلز پہن کر اسے

کیٹ واک کر کے دکھا رہا تھا۔

ہیری نے شرماتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اب تمہاری باری۔" اس نے سرخ رنگ کی ایک نفیس سینڈل اسکی طرف بڑھائی۔

وہ ہیلز پہن کر چلتے چلتے تھک گئی ہر بار اسے لگتا اب گری بس اب گری۔

آدھا دن وہ ہیلز پہن کر چلتی گرتی رہی اب تو اسکے پیر دکھنے لگی۔

"جیسمین میم نے سختی سے کہا ہے گڑیا میں نہیں رک سکتا۔ یہ پہن کر ساتھ میں ہیلز پہن کر آؤ پھر میں تمہیں نو

میک اپ لک دوں گا۔"

عجوبہ کے مسلسل احتجاج اور پیر دبانے پر وہ اسے ٹوکنے لگا۔

عجوبہ پیروں تک آتی خوبصورت میکسی والا ہینگر اس سے پکڑ کر چینجنگ روم میں چلی گئی۔

ہیری نے اسے پیچ پنک کلر کا میک اپ کیا اور بالوں کو سیٹ کر کے کھلا چھوڑ دیا۔

"تم بہت حسین ہو ٹل گرل۔" ہیری نے اسکا فائنل ٹچ دے کر اسے ستائشی نظروں سے دیکھا۔

وہ مسکرائی۔

"تم سب بہت اچھے سے کر لیتے ہو ہیری۔"

ننھی لڑکی کی تعریف پر وہ مسکرایا۔

"تم نے جیسمین آنٹی کا میک اپ اور بال کیوں خراب بنائے؟"

اسکے سوال پر ہیری کی آنکھیں کھل گئیں۔

پھر وہ قہقہہ لگانے لگا۔

عجوبہ نے اسے گھورا۔

"ٹل گرل وہ بہت کلاسیک ہے تم سچ میں بہت فنی ہو۔" اسکے بالوں کو ہاتھ سے سیدھا کرتا وہ بولا۔

"یہ کیا طریقہ ہے ہے داداجی۔ مجھے لگ رہا ہے سکول میں پیرنٹس ٹیچر میٹنگ ہے۔"

وہ بالوں کو ایک طرف جیل سے سیٹ کر کے بلیک ڈنر جیکٹ سوٹ پہنے گلے میں بولگائے وہ گرے آنکھوں میں ناگواری سجائے دادا کو دیکھ رہا تھا۔

"نظر نہ لگے میرے بچے کو شہزادہ لگ رہا ہے۔" وہ اسکی نظر اتارتے نہال ہو رہے تھے۔

کلین شیو میں گرے آنکھوں میں ناگواری لئے بالوں کو جیل سے سیٹ کر کے گلے میں بوٹائی لگائے وہ کسی بھی لڑکی کا دل دھڑکانے کی حد تک وجیہ لگ رہا تھا۔

"تمہارا اور عجوہ کا پیار اسافوٹو چاہیے میڈیا کو دینا ہے۔"

"آپ ہم دونوں کی تصویریں بھیج دیتے۔"

"ساتھ میں تصویر بنوالو گے تو کیا قباحت ہے؟"

"داداجی آپ فلم ڈائریکٹر بن جاتے بزنس میں کیوں آگئے۔"

"تمہیں ہیر و بننا ہے نہ تو تیاری کرو خاموشی سے جاؤ۔"

"بلیک میلر بھی بن جاتے۔" وہ جاتا جاتا بڑبڑایا اور وہ مسکرائے۔

بڑی سے سیاہ چمچماتی گاڑی میں سے وہ کسی شہزادی کی طرح اتری اور نزاکت سے چلتی ہوئی ابرک کو ڈھونڈنے لگی۔ اسے نظریں زیادہ نہیں گھمانی پڑیں وہ اسکے سامنے چلتا ہوا آیا اور اپنا ہاتھ اسکے سامنے کیا۔ وہ خاموشی سے اسکا ہاتھ تھام کر چلنے لگی۔

ابرک نے اسکا ہاتھ تھاما اسی وقت ایک نوجوان لڑکی اور لڑکا انکے سامنے آئے۔
"مسٹر آفندی نے ہمیں اپنے پوتے اور بہو کی تصاویر بنانے کا کانٹریکٹ دیا بہت اعزاز کی بات ہے ہمارے لئے۔"

دونوں کو اردو بولتے دیکھ عجوہ کی بھانجیں خوشی سے کھل گئیں۔
"شکر ہے صبح سے انگلش میں بات کر کے منہ تھک گیا ہے۔ میں عجوہ ملک۔ آپ؟"
عجوہ کا بے تکلف ہو کر ان لوگوں سے بات کرنا ابرک کو ناگوار لگا۔

"عجوہ ملک نائس ٹومیٹ یو۔" اس لڑکے ہاتھ بڑھایا۔

دونوں کو ہاتھ ملاتا دیکھ اسکے ماتھے پر شکن پڑی۔

ابرک اسکا ہاتھ تھامتا ناک کی سیدھ پر چلنے لگا۔

دونوں نے کافی خوش گوار پوز والی تصاویر بنوائیں۔

ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔

ہاتھوں میں ہاتھ تھامے سامنے دیکھنا۔ مختلف انداز میں کیمرہ ان دونوں کی شبیہ کو قید کر رہا تھا۔

"یہ بال تھوڑے سے شانوں سے پیچھے کر لیں۔"

"میں خود کر دیتا ہوں۔" وہ لڑکا آگے بڑھا مگر ابرک نے فوراً اسکی لٹ کان کی پیچھے کی۔

وہ کیمرہ اپکڑتا ہوا واپس چلا گیا۔

لمحوں کافسوں تھا جس میں دونوں مقید ہو رہے تھے اور کیمرے نے ایک خوبصورت منظر قید کر لیا۔ جہاں ایک

مغرور شہزادہ ایک اور کمسن پری

ایک دوسرے کے سحر میں گم تھے۔

"پرفیکٹ پوز ایک دم نیچرل۔" اس لڑکی کی آواز پر سحر ٹوٹا اور دونوں مسکرا کر انہیں دیکھنے لگے۔
"جب میں نے سنا آپ دونوں ٹین اتج میں شادی کر رہے ہیں مجھے بہت حیرت ہوئی۔ ابھی آپ دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر علم ہوا بالکل درست فیصلہ ہے۔ جب اپنے سول میٹس مل جائیں تو کیا ضرورت ہے وقت برباد کرنے کی۔"

"سول میٹس" بیک وقت بولتے ہوئے دونوں ایک دوسرے کو اور پھر ان دونوں کو دیکھنے لگے۔
"اور سر بہت پوزیسیو بھی ہیں۔" وہ لڑکی کب سے ابرک کی حرکتیں دیکھ رہی تھی رازدارانہ انداز میں بولی۔
وہ تصاویر بنا کر جاچکے تھے جب کہ ابرک اور عجوہ ابھی تک اسکی باتوں کے زیر اثر تھے۔
موبائل کی بجتی گھنٹی نے سحر توڑا۔

"چلو تمہیں گھر چھوڑ دوں۔" ابرک نے فون جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔
دونوں چلتے ہوئے گاڑی تک گئے ماحول میں عجیب سی معنی خیز خاموشی تھی۔

اچانک گاڑی رکنے پر دونوں نے حیرت سے سامنے دیکھا۔
"سر گاڑی اچانک خراب ہو گئی ہے میں ابھی دیکھتا ہوں۔"
ابرک کی کشادہ پیشانی پر بل پڑے جب عجوہ گاڑی سے نکل کر پیدل چلنے لگی۔
شام کا وقت تھا وہ بالکل ابرک کی آنکھوں کے ہم رنگ گرے میکسی زیب تن کئے سڑک پر چلنے لگی۔
ابرک اسکے پیچھے چلتا ہوا اسے بازو سے پکڑ کر روک گیا۔
"کیا کر رہی ہو؟ گاڑی میں بیٹھو۔" تحکم سے کہا۔

"سامنے ہی ہمارا کیمپو نیٹ بلاک ہے میں خود پیدل چلی جاؤں گی۔" وہ انگلی سے اشارہ کرتی بولی۔
"تم کوئی بات مانتی کیوں نہیں ہو کبھی؟"

"تم مان جاؤ بات مجھے تو جانا ہے۔"

"مجھے دادا نے ذمہ داری سوپنی ہے۔"

"تمہاری ذمہ داری پوری ہوئی" وہ اپنا بازو چھڑوا کر چلنے لگی اور ابرک اپنی گہری گرے آنکھوں میں غصہ لئے اسے دیکھنے لگا۔

چند قدم چلنے کے بعد اسکا پاؤں مڑا اور وہ لڑکھرائی مگر ہمیشہ کی طرح گرنے سے بچ گئی۔

"دل تو کر رہا ہے ابھی یہی سڑک پر پھینک دوں تمہیں۔" ابرک اسے کمر سے تھامے گرنے سے بچا چکا تھا مگر غصہ ابھی بھی ناک پر تھا۔

"شکریہ۔ تم نے پھر بچا لیا"

"تم تھکتی نہیں گرنے سے نہ شکریہ کہنے سے؟" وہ سر جھٹکتا سیدھا ہوا عجوبہ بھی شرمندہ سی ہنسی ہنستی سیدھی کھڑی ہوئی۔

عجوبہ نے اپنے دکھتے پیروں کو اس چھ فٹ لمبی قید سے آزادی دی اور ٹھنڈی سڑک پر پیر رکھتے ہی جیسے سکون سا اسکے چہرے پر نظر آیا۔ وہ سینڈل ہاتھ میں پکڑے ننگے پیر ہی سڑک پر چلنے لگی۔

ابرک اس بناوٹ سے پاک معصوم اور چاند سی لڑکی کے نقوش اور مسکراہٹ دیکھتا مبہوت سا اسکے ساتھ چلنے لگا۔

دونوں کا سب سے بے پرواہ ہو کر ایک ساتھ چلنا انہیں قابلِ ستائش بنا رہا تھا۔

وہ کسی کی بھی پرواہ کئے بنا چل رہی تھی اور ابرک صرف اسکی پرواہ کرتا تھا۔

ابتسام آفندی نے شاید درست کہا تھا کہ انہوں نے بال دھوپ میں سفید نہیں کئے۔ ابھی اس لمحے جب عجوہ سامنے اور ابرک اسے دیکھ کر چل رہا تھا۔ دادا جی یہ منظر اپنی عقابی نگاہوں سے دیکھتے تو خوشی سے نہال ہو جاتے۔

عجوہ ملک ایک مہنگی برانڈڈ سینڈل کو ہاتھوں میں گھماتی یوں چل رہی تھی جیسے سڑک سے کوئی بے کار چیز اٹھا کر اس سے کھیل رہی ہو۔ اگر اسے اس سینڈل کی قیمت کا علم ہو جاتا تو یقیناً وہ اسے ایک قیمتی خزانے کی طرح سنبھال کر رکھتی یا شاید ابتسام کا آدھا قرض آج اس پر ہوئے خرچ سے اتر جاتا۔

ابرک آفندی اسکے اس انداز پر مسکرایا جو اسے سب سے الگ بنا رہا تھا نہ اسے اپنے قیمتی لباس کی پرواہ تھی نہ مادی چیزوں کی طلب۔

بالٹن کی سرد شام، چہار سو روشنیوں کا سیلاب اور عجوہ ابرک کا ساتھ، مصروف زندگی پہلے کی طرح ہر جانب رواں دواں تھی۔ نیا تھا تو ایک ساتھ چلتے ان دونوں کا اپنی زندگی کا نیا سفر۔

وہ سردی سے ٹھٹھرتی نا محسوس طریقے سے ابرک کو کن انکھیوں سے دیکھتی واپس سامنے دیکھتی چلنے لگی۔ وہاں موسم اکثر سرد ہی رہتا تھا لیکن عجوہ کو آج اتنی سردی محسوس ہوئی تھی یا آج ہی پہلی بار ننگے پیر اور کسی گرم کوٹ یا سکارف کے بنا وہ سڑک پر چل رہی تھی۔

ابرک نے اپنی سیاہ جیکٹ اتار کر اسکے کندھوں پر ڈالی اور مہبوت سا اسکے سر اپنے کو دیکھنے لگا۔

چند لمحوں کا فسوں تھا جو چھناکے سے ٹوٹا جب عجوہ اس دلکش لڑکے کی قربت برداشت نہ کر سکی اور پیچھے ہٹی۔ "پرفیوم اچھا ہے تمہارا۔" وہ گہرا سانس لیتی جیسے خوشبو کو محسوس کر رہی تھی۔

اسکے عمل پر وہ مسکرایا۔

"جھلی۔" وہ اسے ایک ہاتھ سے میکسی اٹھاتے اور دوسرے ہاتھ میں سینڈل پکڑ کر اپنے گھر کی طرف دوڑ لگا کر جاتے دیکھ اس منظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

وہ سڑک کے اس پار ہی رک گیا اور عجوبہ دروازے پر پہنچ کر رکی مڑ کر اسے دیکھا اور سینڈل والا ہاتھ ہوا میں لہرا کر اسے خدا حافظ کہا۔

جب تک دروازہ نہیں کھلا اور وہ گھر کے اندر نہیں داخل ہوئی وہ وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

دروازہ بند ہوتے ہی وہ مسکراتا ہوا واپس گاڑی تک آیا۔

کچھ لمحے پہلے والا منظر اسکی آنکھوں میں چمک لے آیا جب وہ گرنے لگی اور ابرک نے اسے دوڑ لگا کر پکڑ لیا تھا۔

"اسے تو گرنے کی عادت ہے میں کیوں اسکے پیچھے بھاگا۔" مسکراہٹ اب فکر میں ڈھلی۔

"اسے گھر تک صحیح سلامت پہنچانا میری ذمہ داری تھی آج۔" دل کو تسلی دیتا وہ پھر سے تنے ہوئے جبرے لئے گاڑی میں بیٹھا۔

اسے ہاتھ میں سینڈل پکڑے دروازے پر کھڑا دیکھ حاشر کو ہنسی آئی۔

"جیسمین نے نیا طریقہ سکھایا ہے کیا جوتے ہاتھ میں پکڑ کر چلنے کا؟" وہ اپنا قہقہہ نہ روک سکا۔

عجوبہ نے اسے دھکا دیا اور گھر کے اندر چلی گئی۔

"اب مجھ سے تمیز سے بات کیا کرو میں امیر اور خوبصورت لڑکیوں کی طرح نخرے دکھاؤں گی" وہ گردن اکڑا کر بولی۔

"آفندیز کی ہونے والی اکلوتی بہو۔"

اب سینڈل ایک طرف رکھتی ہاتھ سے سے خود کو ہوا دیتی وہ آگے بڑھ گئی جب کہ حاشر دروازہ بند کرتا ہوا نقوں کی طرح اپنی چھوٹی بہن کو دیکھا جو کل تک شادی کے لئے رضامند نہیں تھی اور آج اسکی اکڑ ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔

وہ حاشر کو دھکا دینے کے سے انداز میں گھر میں گھسی قیمتی مہنگی سینڈل کو بے دردی سے فرش پر پٹچا اور خود چھوٹے سے صوفے پر نڈھال سی لیٹی۔

"کون ہیں آپ محترمہ؟ یہ کیا طریقہ ہے کسی کے گھر میں گھسنے کا؟ نکلو باہر۔" وہ انگلی دروازے کی طرف کرتا کہہ رہا تھا جبکہ آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو حاشر؟" حرا نے ایک نظر عجبہ کو دیکھا جو بند آنکھوں سے صوفے پر لیٹی تھی۔

"امی نا جانے کونسی میڈم ہمارے گھر آگئی ہے۔"

"شرم کرو چھوٹی بہن ہے۔"

"امی آپ کو نہیں لگتا یہ کوئی اور ہے بدل گئی ہے بالکل۔"

"دفع ہو یہاں سے ورنہ ابھی جو تا اٹھا کر ماروں گی۔" حرا اب چڑ گئی تو وہ منظر سے غائب ہو گیا۔

"میری بچی کو تو بالکل پری بنا دیا انہوں نے۔" وہ اسکے پاس جا کر اسکے بال سہلانے لگی۔

"سچی؟" وہ خوشی سے چہکتی اٹھ بیٹھی۔

"تم نے خود کو نہیں دیکھا؟" حرا حیران تھی۔

"دیکھا تھا کسی نے تعریف نہیں کی اور پیر دکھ رہے تھے اس لئے غور نہیں کیا۔ سارا ادھیان بس ہیلز کو بیلنس کر

کے چلنے پر تھا۔"

"میں گرم پانی لاتی ہوں اس سے ٹکور ملے گی۔" حرا کچن میں چلی گئی اور وہ واپس سے لیٹ گئی۔

باب نمبر 3

"عشق کرنے کا ارادہ ہر گز نہ تھا"

وہ اوندھے منہ بیڈ پر لیٹا سر پر تکیہ رکھے سو رہا تھا۔ اپنے سرخ و سفید رنگت والے مکھڑے کو چھپائے وہ بہت دیر تک سوناچا ہوتا تھا۔ ساری رات ان سیاہ آنکھوں نے سونے نہیں دیا تھا وجہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا مگر اب اسے غصہ آ رہا تھا۔

آنکھیں زبردستی میچے وہ سونے کے جتن کر رہا تھا اور آسیب کی طرح وہ سیاہ نگاہیں وہ صاف ستھرا رنگ اور چاند چہرہ لڑکی اسکی نیند کی دشمن بنی ہوئی تھی۔
"کیا مسئلہ ہے؟" وہ اٹھا اور تکیہ فرش پر پٹخا۔

وہ ٹراؤز شرٹ سمیت شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا کہ شاید اس سے کچھ افاقہ ہو۔
گرے آنکھوں میں پانی جانے سے سرخی گھل گئی جو انہیں مزید ساحر بنا رہی تھی۔
بالوں پر گرنا پانی چہرے پر پھیلتی شادابی سے وہ کافی دلکش لگ رہا تھا۔ اس نے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کیا۔

تیار ہو کر وہ سکول کے لئے نکل گیا۔

وہ اسکی جیکٹ کو اپنے سرہانے رکھ کر سوئی تھی۔ صبح آٹھ اسکی مخصوص خوشبو سے کھلی جو کل رات سے اسکی یاد دل رہی تھی۔

وہ خوش گوار موڈ میں فریش ہو کر سکول کے لئے تیار ہوئی اور ناشتہ کرنے چلی گئی۔

لئیرکٹ بالوں میں بندھی پونی اور میک اوور وہ اس تبدیلی سے خوش تھی۔

"بالکل پری لگ رہی ہو بیٹا۔" زیشان نے کرسی پر بیٹھتے تعریف کی۔

"مجھے کل ایسا لگا جیسے میں کوئی پرنسز ہوں۔"

سب اتنی خدمت کر رہے تھے اور وہاں اتنے مہنگے جوتے اور کپڑے تھے۔ اس پارلر میں بہت زیادہ امیر لوگ جاتے ہیں۔"

عجوبہ کل کی روداد سنار ہی تھی اور حرا اسکے صدقے واری جا رہی تھی۔
"نظر نہ لگے میری بچی کی قسمت کو کسی کی۔"

زیشان نے آمین کہا جی حاشر خوش ہوتا موبائل میں کچھ کھولے وہاں آیا۔
"امی بابا دیکھیں اپنی عجوبہ ہیڈ لائنز میں ہے۔ ہر جگہ پر اسکی شادی کی خبر ہے۔"
حرا اور زیشان نے ایک دوسرے کو دیکھ کر شکر ادا کیا انکی بیٹی کی قسمت بالکل شہزادیوں جیسی ہے۔
عجوبہ نے متحسّس ہو کر موبائل میں جھانکا۔

"یہ لو خود دیکھ لو" زیشان نے اسکی طرف موبائل کیا اور عجوبہ نے رونا شروع کر دیا۔
"آفندی خاندان کی بہو انکے ملازم کی بیٹی۔"

غریب گھرانے کی لڑکی ایک امیر کبیر خاندان کی بہو بننے جا رہی ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ یہ لڑکی ابرک آفندی کے ملازم کی بیٹی ہے تو کیا یہ ایک ماڈرن سینڈریلا ہے؟ کیا کسی فیری ٹیل کی کہانی حقیقی زندگی میں دہرائی جا رہی ہے؟

عجوبہ نے ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کیا۔ نظر نشہ سرخیوں سے گھومتی اپنی تصویر پر جا ٹھہری اور اس نے دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیا۔

"دل چھوٹا نہ کرو یہ خبروں والے کچھ بھی چھاپ دیتے ہیں تم پر زیشان نہ ہو میری بچی۔" زیشان نے اسے پچکارا تو وہ کرنٹ کھاتی اس سے دور ہوئی۔

"مجھے خبر سے فرق نہیں پڑ رہا وہ تو اکثر جھوٹی اور بے بنیاد افواہیں ہوتی ہیں۔"

وہ ابھی بھی دھاڑیں مار کر رو رہی تھی۔

"اب بتا بھی چکوٹی وی سیریلز کی طرح سسپنس میں اپنا سین لمبا کر رہی ہو۔" حاشیہ نے اس کے رونے پر چوٹ کی۔
"میری تصویر کیسی لگائی ہے۔"

جس نے بھی عجبہ ملک کی وہ تصاویر بنائی تھیں وہ ایسے زاویہ سے لی گئی تھیں کہ عجبہ ان میں بالکل حسین نہیں لگ رہی تھی بلکہ ایسا لگ رہا تھا جیسے منہ چڑا رہی ہو کسی کو۔
حاشیہ نے اسے اپنے سینے سے لگایا اور اس کے آنسو پوروں پر چنے۔

ابرار جاگنگ کر کے لوٹا تو صبح کا نیوز پیپر اس کا منتظر تھا وہ بہت غور سے ہیڈ لائنز پڑھتا کافی دیر تک عجیب سے تاثرات سے پیپر ہاتھ میں پکڑے بیٹھا رہا۔ اچانک اس کے موبائل پر دھڑا دھڑا میسجز اور کالز آنے لگیں۔
"کیا ہوا ہنی پریشان لگ رہے ہو۔" جیسمین نے معصومیت سے پوچھا جب کہ چہرے پر فکر کی ایک شکن تک نہ تھی۔

ابرار نے نیوز پیپر اسکی جانب بڑھا دیا۔

"اوہ مائی گاڈ! یہ تو بہت بدنامی والی بات ہے سارے شہر کو خبر ہو گئی ہے کہ آپکا پرنس چارمنگ اس ملازم کی لڑکی سے شادی کر رہا ہے۔"

"اٹس گڈ جیسمین! مبارک باد کا نہ تھمنے والا سلسلہ چل نکلا ہے کہ ابرار آفندی کتنا اچھا باپ ہے جو سٹیٹس کے فرق میں پڑ کر اپنے بچے کی خوشیوں میں سما جی دیوار نہیں بنا۔" وہ ہلکا سا مسکرایا اور جیسمین جو سرخ نائٹ گاؤن پہنے سرخ ہی رنگ میں رنگے لبوں پر کمینی مسکراہٹ سجاتی اسے تسلی دے رہی تھی اب وہ ہنسی تھم چکی تھی۔
ابرار آفس کے لئے نکل گیا جبکہ جیسمین کا پلان اور موڈ تباہ ہو چکا تھا۔

"اتنی بڑی خبر دی تھی میڈیا کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔" جیسمین اپنے ناخنوں کی تراش خراش کا جائزہ لیتی کچھ نیا سوچنے لگی۔

.....
کل تک وہ بالکل آزاد گھوم پھر سکتی تھی لیکن آج اسے شدت سے اس بات کا اندازہ ہوا تھا۔ مشہور ہونا کس قدر مشکل کام ہے۔ وہ جس جگہ جاتی کوئی نہ کوئی اسکی ویڈیو بنانے لگتا۔ کچھ لوکل نیوز والے تو باقاعدہ اپنا کیمرہ لائے اسکے سکول پہنچ چکے تھے۔

آج سکریٹ شریٹ پر اس نے ایک سکارف بھی اوڑھ رکھا تھا جس کا مقصد خود کو سب کی نظروں سے بچانا تھا۔ "کہاں پھنس گئی ماڈرن سینڈریلا۔" عجوبہ ملک ابھی سکول پہنچی ہی تھی کہ گیٹ کے باہر کچھ کیمرہ مین اسکے سر پر سوار ہو گئے وہ کسی طرح وہاں سے بھاگتی ایک کونے میں چھپ گئی۔ چہرہ سکارف سے چھپائے اور سر پر بازو رکھے وہ اپنے قریب آتی آوازیں سننے لگی جو اچانک آنا بند ہوئی تو وہ ایک لمبا گہرا سانس کھینچتی سر سے سکارف اتار کر ارد گرد دیکھنے لگی۔ کوئی نظر نہ آیا تو زمین پر پھینکا اپنا بیگ اٹھایا اور بھاگنے لگی جب حسبِ معمول وہ کسی کے سینے سے ٹکرائی۔

وہ اپنا سر سہلاتی سامنے دیکھنے لگی۔

"ناٹ اگین!" ابرک آفندی ابھی سکول آیا ہی تھا جب روزانہ کی طرح عجوبہ اس سے ٹکرائی وہ تو پوری رات بھی اسکی آنکھوں کی وجہ سے سو نہیں پایا تھا۔ اسکے پھر سے ٹکرانے پر دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔ ابھی عجوبہ سیدھی بھی نہیں ہوئی تھی کیمرہ لائے بہت سے لوگ انکی طرف بڑھے۔

"اب یہ کیا نیا تماشا ہے" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر تیز تیز قدموں سے چلتا اپنی گاڑی تک آیا دروازہ بند کر کے سیاہ شیشے اوپر چڑھا دیے۔

"یہ صبح سب تمہارے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں؟" گرے آنکھوں والا مغرور شہزادہ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ اسے ہمیشہ کی طرح گھور رہا تھا اور وہ ہمیشہ کی طرح اسکے سحر میں گم۔

ابرک نے اسکی نظروں کے سامنے چٹکی بجائی۔

سحر ٹوٹ چکا تھا۔

"سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ ابھی سے میری زندگی عذاب بنا دی ہے۔"

"واٹ؟" وہ منہ کھولے اس کے الزام سن رہا تھا۔

"مجھے چھ فٹ کی ہیلز پہنائی جا رہی ہیں میرے بال کاٹ دیے ہیں اور اب یہ لوگ۔"

ابرک نے ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا۔

"تمہیں خوش ہونا چاہیے لڑکیاں اس سب کی خواہش کرتی ہیں۔" وہ سرد مگر دھیمے لہجے میں بولا۔

"تم ہمیشہ ایسے ہی سڑے ہوئے رہتے ہو؟"

"تم ہمیشہ اتنی ہی بکو اس کرتی ہو؟"

دونوں سارا راستہ ایک دوسرے کو انکی خوبیاں بتاتے رہے۔

ڈرائیور گاڑی کو سڑک کے کنارے لگا تا خود گاڑی سے باہر کھڑا تھا اور وہ دونوں اندر بیٹھے مسئلہ کشمیر حل کر رہے تھے۔

"میں نے سنا ہے تم صرف دادا کی دولت کے لئے مجھ سے شادی کر رہی ہو؟" نظریں اسکے چہرے پر جمی تھیں۔

وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"اپنا قرض اتارنے کے لئے کر رہی ہوں۔"

"تم جہاں ہو وہاں خوش ہوا بھی بھی وقت ہے شادی سے انکار کر دو۔"

"ایلف سے شادی کرنا چاہتے ہو نا تم؟ اور بندوق میرے کندھے پر رکھ کر چلا رہے ہو۔"

"عجوبہ ملک اپنے چھوٹے دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالو جو تمہارے پاس ہے بھی نہیں۔"

وہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی جواب بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

"تمہیں صرف پیسوں سے مطلب ہے اسی لئے شادی کر رہی ہو تو ایسا مت کرو۔ رشتے بہت دکھ دیتے ہیں اور

زبردستی کے رشتے تو سانس لینا دشوار کر دیتے ہیں"

"میں اپنی فمیلی کی مدد کے لئے کر رہی ہوں یہ شادی مگر تم آزاد ہو تمہاری کوئی مجبوری نہیں تم منع کر دو۔"

"میں ہی تو سب سے زیادہ مجبور ہوں۔"

"مجھے میرے دادا کی خواہش پوری کرنی ہے۔"

"ابرک آفندی تم اتنے مجبور بھی نہیں ہو جتنے بننے ہو۔ مگر مسئلہ پیچیدہ ہے۔" وہ کسی دانشور کی طرح ہاتھ

ٹھوڑی پر اور انگلی ماتھے پر رکھے ہوئے تھی جب کہ ابرک آفندی بیزاری ظاہر کر تائیشیوں سے باہر دیکھ رہا تھا۔

"ایسا کرتے ہیں اپنے اصل لائف پارٹنر ملنے تک ایک ساتھ رہیں گے جیسے ہی ہمیں اپنا سول میٹ ملے گا

اس شادی کو ختم کر دیں گے شادی کے بعد ساری پر اپرٹی تمہارے نام ہو جائے گی اور مجھے بھی اتنا شیر تو مل ہی

رہا ہے کہ میں اپنا ذاتی کاروبار شروع کر سکتی ہوں۔ بابا کا احسان بھی اتر جائے گا اور ہمارا پر اہلم بھی سولو ہو جائے

گا۔"

"تمہیں یہ سب اتنا آسان لگ رہا ہے؟ شادی ہو رہی ہے یا بزنس ڈیل؟"

ابرک کا جملہ جیسے اسکے دماغ کی بتی جلا گیا۔

"کیا بات ہے بہت عقلمند ہو۔ کانٹریکٹ میرج کر لیتے ہیں۔ تمہارے پاس تو ایلف ہے مجھے بھی کوئی نہ کوئی مل ہی

جائے گا۔"

عجوبہ ملک کے اندر کی بزنس وومن بیدار ہو گئی تھی اور وہ اپنے دماغ کے گھوڑے فل سپیڈ میں دوڑا رہی تھی۔
ابرک کو یہ جملہ ناگوار گزرا تھا مگر کیوں؟

وہ اسکی بغیر سر پیر کی باتوں پر متفق ہو گیا تھا۔ آخر کار ابرک آفندی نے عجوبہ ملک کا کانٹریکٹ میرج والا خیال پورا نہ صحیح تھوڑا سا ہی قبول کر لیا۔

کم عمری اور ذہنی نہ پختگی میں دونوں نے شادی جیسے مقدس رشتے کو ایک بزنس ڈیل سمجھ لیا تھا اب یہ تو آنے والا وقت بتانے والا تھا کہ صرف کہہ دینا اور کر گزرنادونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

ڈرائیور نے گاڑی سکول کے گیٹ کے سامنے روکی اور بیک سیٹ کا دروازہ کھولا۔

ابرک آفندی اور عجوبہ ملک ایک ساتھ اپنے ہائی سکول میں داخل ہوئے میڈیا کے لوگ اب وہاں سے جا چکے تھے۔ مگر ہر طرف چہ گوئیاں اب بھی ہو رہی تھیں۔

"ایلف کے جانے کی دیر تھی ابرک نے نئی گرل فرینڈ ڈھونڈ لی۔"

"اتنی کیا جلدی ہے شادی کی؟"

"سکول ختم ہونے کا انتظار بھی نہیں کیا سب خیریت ہے نا؟"

"ویسے تو ابرک آفندی کسی سے دوستی تک نہیں کرتا اور اب اچانک شادی"

منحوس ماریاں جل رہی ہو سب کی سب۔

عجوبہ نے غصے سے سر جھٹکا۔

ابرک نے اسکا بازو پکڑ کر اسکا رخ اپنی طرف موڑا۔

یہ کیا جاہلیت ہے کیوں چلا رہی ہو اور ان سب کو تمہاری زبان سمجھ نہیں آئے گی۔ عجوہ نے سب کے انگریزی جملوں کا جواب اپنی مادری زبان اردو میں دیا تھا۔

وہ سب اپنی زبان میں مجھے ہر اس کر رہی ہیں میں نے اپنی زبان میں کر دیا۔ سوچتی رہیں گی سارا دن میں نے کیا کہا ہے۔

اسکے چہرے پر اب شرارت ناچ رہی تھی۔

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا بہت ہی کوئی انوکھی شے ہو تم۔ وہ اسے ایک نظر دیکھتا اپنی کلاس کی طرف چلا گیا۔

جیڈ اور نشا کے پاس پہنچنے پر عجوہ ملک کو خاصا جھٹکا لگا دونوں ہی اسے نظر انداز کر رہی تھیں۔

"تم لوگ ایسے کیوں کر رہی ہو؟" بریک کے وقت تو عجوہ اتنی دل برداشتہ ہو گئی کہ رونا شروع کر دیا۔

"تم اتنی بڑی بات چھپاؤ اور ہم لوگ ناراض بھی نہیں ہوں۔" جیڈ نے خفگی ظاہر کی نشا اب بھی خاموش تھی۔

"میں نے کیا چھپایا؟" تم دونوں کے لئے بھی لہجہ لائی ہوں۔

"ہم تمہاری اور ابرک آفندی کی شادی کی بات کر رہے ہیں۔ یہ بات ہمیں باقی سب سے پتہ چل رہی ہے تم نے

ہمارا دل اور بھروسہ دونوں توڑ دیے ہیں۔"

"ایسا نہیں ہے۔ مجھے بھی پرسوں پتہ چلا ہے کہ میری شادی ابرک سے ہو رہی ہے اور وہ بھی اسی ہفتے۔"

وہ ایک صدمے سے نکلی نہ تھیں کہ عجوہ نے نیا دھماکہ کر دیا۔

"شادی کا بھی کیوں بتا رہی ہو ایک ساتھ ہی بتا دیتی بچوں کی پیدائش پر۔" جیڈ نے طنز کیا۔

"طلاق پر سب سے پہلے تم دونوں کو بتاؤں گی پکا۔ اب ناراض نہیں ہو۔" وہ ان دونوں کو ایک ساتھ گلے ملتی

مسکرائی۔

وہ دونوں بھی گلے شکوے بھول کر اسے مبارک دینے لگیں۔

"میں بہت خوش ہوں ملک میرے پوتے کی شادی میری زندگی میں ہی ہو رہی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کندھوں سے بوجھ اتر گیا۔"

"آپ تو ایسے بات کر رہے ہیں مالک جیسے آپ کے پوتے نہیں پوتی کی شادی ہے اور فرض وقت پر پورا ہو گیا۔" دونوں دن کے بارہ بجے محل نما گھر کے گارڈن میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ ابتسام آفندی کی زیشان ملک کے ساتھ اچھی خاصی دوستی تھی جو اب رشتہ داری میں بدل رہی تھی مگر کبھی بھی زیشان نے اپنا مقام نہیں بھولا تھا ہمیشہ ادب کے دائرے میں رہ کر بات کرتا بھی بھی وہ سر جھکائے ٹاول پکڑے ابتسام آفندی سے ایک قدم پیچھے چل رہا تھا۔

"پوتا ہوا پوتی وقت رہتے فرض ادا ہو جائے تو اس سے بڑی کیا بات ہوگی میرے لئے۔" وہ اب اس سے ٹاول لے کر ماتھے پر آیا پسینہ خشک کرنے لگے۔

"بات تو درست ہے۔" وہ ٹاول انکے ہاتھ سے لیتا پانی کی بوتل پکڑا نے لگا۔

"ابرک لینے آئے گا عجوہ بیٹی کو اسے بھیج دینا شادی کا جوڑا اور باقی خریداری کر لیں گے بچے۔"

"جمعہ کا دن طے کیا ہے میں نے بچوں کے نکاح کا۔"

"ہفتے کو ایک پارٹی دیں گے پورے شہر کو اپنے پوتے کی شادی کی۔"

"جیسا آپ کو بہتر لگے مالک۔" وہ طمانیت سے بولا۔

"تمہاری بیٹی کی شادی ہے تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟"

دونوں گھر کے اندر داخل ہو چکے تھے جب ابتسام آفندی نے سوال کیا۔

"کیسی بات کر رہے ہیں آپ؟ آپ پر میں آنکھیں بند کر کے یقین کر سکتا ہوں میری بیٹی کو آپ اپنی بیٹی بنا کر رکھیں گے مجھے پورا یقین ہے۔"

زیشان کو اپنے مالک کی یہ بات کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی مگر زیشان کے جذبات نے ابتسام آفندی کو اپنا احسان مند کر لیا تھا۔ اسے اپنے مالک پر خود سے زیادہ بھروسہ تھا جو بند آنکھوں سے اپنی بیٹی انہیں سونپ رہے تھے۔ اس سے زیادہ کیا چاہیے تھا انہیں بھلا۔

"آپ کی فرمائشیں دن بدن بڑھتی نہیں جا رہی؟

کبھی ایک دم سے شادی کا دھماکہ کر دیتے ہیں پھر فوٹو شوٹ اور اب یہ شاپنگ۔ ایک ہی بار میں کیوں نہیں بتا دیتے کیا کرنا ہے مجھے آپ کی اس بیٹی عجوہ ملک کے لئے۔" ابرک ایک سانس میں سب کہتا اب کچھ پر سکون ہوا۔

"یہ اپنی سرمئی آنکھیں اپنے باپ کو دکھانا۔

میں کیا بات کر رہا ہوں اور آپ؟" اسے حیرت ہوئی جس کا برملا اظہار کیا۔

"تمہارا دادا ہوں میں سب سمجھتا ہوں کب کیا کرنا ہے۔ عجوہ بیٹی کو اسکے گھر سے لے کر شاپنگ پر جاؤ اور شاپنگ کے بعد اسے صحیح سلامت اسکے گھر پر واپس چھوڑ کر آؤ۔"

"شاپنگ تو ٹھیک یہ باقی بات کا مفہوم بتانا پسند کریں گے آپ دادا جی؟"

"اتنے چھوٹے بچے نہیں ہیں آپ جو مطلب نہ سمجھیں ابرک صاحب۔"

ابتسام آفندی سے بات کرنے کوئی فائدہ نہیں تھا وہ سب طے کر کے بیٹھے تھے اور ابرک یہ بات سمجھ گیا تھا۔

ابرک اسے بالٹن کے سب سے مشہور شاپنگ مال میں لے کر آیا جہاں ہر طرف شیشے سے بنی دیواریں تھیں۔ جن سے شاپس کے اندر کا سارا منظر نظر آتا تھا۔ گولائی میں بنایہ مال بہت بڑا اور مہنگا تھا۔ دونوں شیشے کی لفٹ میں کھڑے ہو کر سب سے اوپر والے فلور پر آ گئے۔

دونوں شاپنگ مال میں موجود تھے اور انکی حالت دیکھ کر لگتا نہیں تھا یہ معرکہ آج ہی کے دن سر ہو گا۔ دونوں نے جیسے ایک دوسرے کی پسند نہ ماننے کی قسم کھا رکھی تھی۔

"تم بلیک کلر کا ڈریس لو گی شادی کے لئے؟"

ابرک نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میری شادی ہے میری مرضی۔" وہ مکمل طور پر خریداری میں مگن تھی۔

"میری بھی شادی ہے اور میری دلہن یہ بے ہودہ سیاہ لباس نہیں پہنے گی۔"

ناجانے کیوں اسے طیش آیا تھا حالانکہ وہ تو کم گو سرد مزاج اور کسی سے دوستی یا بات نہ کرنا پسند کرتا تھا پھر عجوبہ ملک کو لے کر کیوں اتنا زیادہ سوچ رہا تھا۔ اپنے عمل پر وہ متفکر ہوا۔

"کانٹریکٹ میرج ہے زیادہ حق مت جتاؤ۔" عجوبہ کا جملہ اسے حقیقت میں لے آیا۔

"کانٹریکٹ میرج ہے تو کیا ہوا۔ میرج تو ہے۔ اس میں بھی کانٹریکٹ کر لیتے ہیں۔ تم میرا ڈریس سلیکٹ کرو میں تمہارا۔ کیونکہ مجھے تو کچھ بھی اچھا لگے گا مگر تمہارے لئے بیسٹ سلیکٹ کرنا بہت ضروری ہے۔" وہ آخری جملہ زور دے کر بولا۔

عجوبہ ملک نے منہ کھولنا چاہا مگر ابرک نے اس کے لفظ اچک لئے۔ آنکھوں سے ہی ابرک نے اسے وارننگ دی۔

"ہاں زبردستی ہے۔" ابرک آفندی کی بات پر وہ پیر پٹختی جینٹس سوٹ دیکھنے لگی۔

"آیا بڑا کچھ بھی اچھا لگے گا۔ اب یہی پہننا اور اچھے لگنا۔" عجوہ ملک نے اس کے لئے ایک شوخ سا سرخ رنگ کا تھری پیس سوٹ خریدا۔

ابرک نے کبھی ایسی خریداری نہیں کی تھی اسے مشکل ہو رہی تھی کچھ بھی پسند کرنے میں۔ اس نے ایک جھلملاتے ستاروں والی پیلے رنگ کی میکسی دیکھی۔ ناجانے کیوں اسے عجوہ ملک اس پیلے رنگ میں کھڑی نظر آئی۔ وہ ایک بھی لمحہ ضائع کئے بغیر فیصلہ کر گیا۔ عجیب باتیں کرتے تھے دونوں۔ حرکتیں بھی عجیب اور اب شادی کے جوڑے بھی عجیب ہی لئے تھے۔ چمکیلے بھڑکیلے لال اور پیلے رنگ کے جوڑے۔

"آپ لوگ کل ہمارے گھر آجائیں اور ہم نکاح کی رسم کر لیتے ہیں۔" ابتسام آفندی نے شگن کے طور پر کچھ رقم اور مٹھائی بھجوائی تھی اور اب فون پر بات کر رہے تھے۔

"ابتسام صاحب آپ کا اتنا مان دینے کا بہت شکریہ مگر ہماری اکلوتی بیٹی کی شادی ہے رخصتی ہمارے اسی گھر سے کریں۔ مجھے بہت خوشی ہوگی اگر آپ میری یہ خواہش پوری کرنے کی اجازت دیں تو۔" حراسادہ سامو بائل کان سے لگائے شگن کا سامان سمیٹنے میں لگی تھیں۔

"کیسی بات کر رہی ہو بیٹا۔ آپ کی بیٹی کی شادی ہے آپ کا پورا حق ہے اپنے ارمان پورے کرنا اور اصولاً ہونا بھی یہی چاہیے۔ آپ لوگ تیاری کریں کل بچوں کا نکاح اور رخصتی ہے۔ ہم چند لوگ آرہے ہیں بارات لے کر۔" فون بند ہو چکا تھا اور حراسادہ نے گھر سر پر اٹھا لیا۔

"اتنے سارے انتظام ہیں کیسے ہو گا سب؟ حاشر جلدی یہاں آؤ اور میری مدد کرو کل شادی ہے بہن کی۔" حراسادہ اہم مواقعوں پر پریشان ہو جایا کرتی تھیں اسی لئے زیادہ بولنا شروع کر دیتیں اب بھی اس کے ہاتھ اور زبان ایک ساتھ چل رہے تھے۔

"یہ پسند کیا ہے اس ابرک آفندی نے میرے لئے؟" پیلے رنگ کی میکسی سٹائل فرائ کو اپنے ساتھ لگا کر دیکھتی عجوہ ملک کو خود پر غصہ آیا تھا۔

"کیا ضرورت تھی اسکی بات ماننے کی۔ لیکن وہ بھی تو میرا پسند کیا ہو اسوٹ پہنے گا۔" وہ سوچ کر مسکرائی۔
"بیٹا جلدی کرو تمہاری بارات ہے اور تم ہی تیار نہیں ہوئے۔" ابتسام آفندی سفید شلوار قمیض پہن کر بے تابی سے بہولانے کے منتظر تھے۔

بیڈ پر شوخ سرخ رنگ کا تھری پیس سوٹ رکھا تھا جب کہ ابرک نے گرے سوٹ زیب تن کیا تھا۔
"یہ کیوں نہیں پہنا جو میری بیٹی نے پسند کیا ہے تمہارے لئے؟" وہ آنکھوں سے بیڈ پر پڑے سوٹ کی طرف اشارہ کرتے بولے انکی آنکھوں کی تعاقب "میں" ابرک نے ناگواری سے بیڈ پر پڑا اپنا سوٹ دیکھا۔ اسے لگا عجوہ سامنے بیٹھی اسکا منہ چڑا رہی ہے۔

"شادی کا مطلب ایک دوسرے کو عزت دینا ہے۔ ایک دوسرے کی پسند نہ پسند کا خیال کرنا ہے۔ چلو شہاباش جلدی سے لباس تبدیل کرو۔"

"اپنی شادی پر ایسا ڈریس کون پہنتا ہے داداجی۔"

وہ بد مزہ ہوتا وہ سوٹ اٹھا کر پھر سے چنچ کرنے چلا گیا۔

"اب لگ رہا ہے نہ دولہا کاش گھوڑی پر بیٹھ کر جاتا تو اپنی دلہن بیاہنے۔"

ابتسام آفندی کی بات پر اسے پتنگے لگے۔

"اس حالت میں تو میں پاکستانی شادیوں پر بینڈ بجانے والا بینڈ ماسٹر لگ رہا ہوں گھوڑی پر بیٹھ کر کیا جاتا بینڈ بجاتا

جاتا۔" وہ سرخ تھری پیس سوٹ پہنے جل کڑ رہا تھا جبکہ ابتسام آفندی خوشی سے قہقہے لگا رہے تھے۔

سب نے بہت خوشی سے شادی میں شرکت کی تھی۔ نکاح کی تقریب کے بعد رخصتی ہونی تھی۔
پیلے ستاروں والی میکسی میں سادہ سامیک اپ کئے دلہن اور شوخ سرخ رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنے کلین شیو والا
دلہا۔ دونوں ہی اپنے لباس کو سخت سخت ناپسند کرتے منہ بنائے بیٹھے تھے۔

نکاح پڑھا کر سب مبارک باد دینے لگے تھے۔ مبارک تو دونوں پھر بھی مسکرا کر وصول کر رہے تھے مگر اپنی اور
اپنے جوڑے کی تعریف پر ناک منہ چڑھا رہے تھے۔

جیڈ اور نشا تو ابرک کو اپنی دوست کا ہمسفر دیکھ کر خوشی سے اتراتی پھر رہیں تھیں جب کہ وہی دوست منہ
بسورے بیٹھی تھی۔

"دونوں سامنے دیکھ کر تصویر بنواؤ ہم سارے سکول کو ٹیگ کریں گے۔" نشانے کیراسیٹ کرتے ہوئے پوز بھی
بتایا۔

دونوں کی ہنسی بالکل ایسی تھی جیسے گن پوانٹ پر مسکرانے پر مجبور کیا جا رہا ہو اور کیرے کا فلیش نہیں گولی ہو جو
سیدھا دل پر لگ رہی ہو۔

"مبارک ہو بیٹا میں بتا نہیں سکتا مجھے کس قدر خوشی دی ہے تم دونوں نے۔" ابتسام آفندی نے جس گرم جوشی
سے ابرک کو گلے لگایا وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔ آخر اتنا بڑا قدم اس نے صرف اور صرف اپنے دادا کی خوشی
کے لئے لیا تھا۔

"عجوبہ بیٹا تم فکر نہیں کرو میں خود اپنے بچوں کے سارے خواب پورے کروں گا تم بزنس کرنا یا کچھ بھی کرنا چاہو
تمہیں مکمل آزادی ہے۔ بلکہ میں تمہیں خود بزنس سکھاؤں گا۔" ابتسام آفندی کے اتنی شفقت مان اور محبت
سے اسکے سر پر ہاتھ رکھنے سے کچھ لمحے کو اس کا دل ڈوبا۔ یہ سب تو وقتی تھا۔ وہ دونوں تو بس ابتسام آفندی کی

وصیت یا شاید کچھ وقت تک ساتھ تھے۔ صرف اتنا وقت جب تک داداجی کو یقین آجائے کہ ان دونوں نے کوشش کی رشتہ نبھانے کی۔

"دونوں ایک ساتھ معصوم اور اچھے لگ رہے ہیں۔ یقین نہیں آ رہا ابھی میری بچی اپنے سسرال چلی جائے گی۔" "زیشان نے نم آنکھوں سے عجوہ اور ابرک کو ایک ساتھ بیٹھے دیکھا بار بار ہمت کرنے کے باوجود وہ انکے پاس جانے سے کتر رہا تھا۔

چہرے پر فرض پورا ہونے کی خوشی اور اور بیٹی سے جدائی دونوں کا غم بھی تھا۔ حرا نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"وہ خوش رہے گی۔" وہ بھی نم آنکھوں سے انہیں یقین دلاتیں اسکا ہاتھ تھامے دونوں بچوں کے پاس گئیں۔ انکے سر پر ہاتھ رکھ کر مبارک باد دی۔

حاشر، جیڈ اور نشا کے ہنسی مذاق اور سیلفیز ختم نہیں ہو رہے تھے اور دلہاد لہن کا اکتاہٹ سے برا حال تھا۔ بے زاری تو ابرار اور جیسمین کے چہرے پر بھی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو اور کبھی نظروں کے سامنے ہوتے ڈرامہ کو دیکھتے وقت کاٹ رہے تھے۔

آخر ابتسام آفندی نے رخصتی کا کہا تو عجوہ سب سے ملتی ملک ہاؤس سے رخصت ہو کر آفندی پیلس پہنچ گئی۔

آفندی پیلس نام کا ہی نہیں آرکیٹیکچر اور رقبہ کے لحاظ سے بھی پیلس ہی تھا۔ اتنا بڑا اور شاندار گھر دیکھ کر وہ تو ششدر تھی۔

"اتنا بڑا گھر بھی ہو سکتا ہے۔ یقین نہیں آرہا۔" وہ بڑے سے ہال اسکی خوبصورتی سجاوٹ مہنگے اور اصلی انٹیک پیسز سے سچی دیواریں، جدید طرز کے فرنیچر اور باوردی نوکروں کی فوج کو دیکھ کر بے ہوش ہوتے ہوتے بچی تھی۔

"بچو اپنے کمرے میں جا کر سب آرام کرو۔ صبح ملتے ہیں سب اور میری وصیت میں اتوار کو ریسپشن کے بعد سناؤں گا۔"

کچھ وقت سب ساتھ بیٹھنے کے بعد ابتسام آفندی نے نیا حکم سنایا۔
تھک تو سب ہی گئے تھے۔ اس لیے آرام کرنے چلے گئے۔

"شکر ہے نکاح ہو گیا اب پرسوں ڈیڈ سب میرے بیٹے کے نام کریں گے اور میں اپنے بیٹے کی زندگی کو اپنی مرضی سے چلاؤں گا۔"

ابرار نے گلے سے ٹائی اتارتے ہوئے کہا۔
جسیمین مسکرائی۔

"تمہیں لگتا ہے ہنی کہ تمہارے ڈیڈ اتنی آسانی سے تمہیں سب کرنے دیں گے؟" وہ شیشے کے سامنے بیٹھی میک اپ اتار رہی تھی اور شیشے پر نظریں جمائے ابرار کا عکس اس میں دیکھ رہی تھی۔

"میں اس ملازم کی لڑکی کو یہاں سے نکال باہر کروں گا اپنے بیٹے کو پہلے کامیاب انسان بناؤں گا پھر سب اسکے حوالے کروں گا اور اسکے معیار کی لڑکی سے اسکی شادی کرواؤں گا۔"

"کہنا آسان ہے ڈارلنگ۔" وہ میک اپ صاف کر کے اٹھ گئی اور بیڈ کی طرف بڑھی۔

"میرا بیٹا خود اس جاہل کے ساتھ نہیں رہے گا۔" اعتماد سے کہتا وہ شب خوابی کا لباس پکڑے ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا تمہارا گھر تو کونین کے محل جیسا ہے۔" عجوہ نے بیڈروم میں داخل ہوتے ہی اپنی خوشی کا برملا اظہار کیا۔

وہ اپنی لمبی جھلملاتی فرائک نما میکسی اور جوتوں سمیت بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں اوندھے منہ لیٹی۔ ابرک آفندی نے اسکا بچوں کی طرح خوش ہونا دیکھا اور لباس تبدیل کرنے چلا گیا۔ وہ جلد از جلد اس بینڈ ماسٹر کے حلیے سے آزادی چاہتا تھا۔

عجوہ آفندی نے اپنے جوتے دور اچھال کر پھینکے اور سارے بیڈ پر اچھلتی کودتی میٹرس کی نرمی سے لطف اندوز ہوتی اس پر لیٹ گئی۔ کچھ دیر ہنستی وہ پھر سے اچھلنے کا مشغلہ شروع کر گئی۔

ابرک سیاہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے واپس آیا۔ اچھا تو وہ سرخ تھری پیس سوٹ میں بھی لگ رہا تھا اب پہلے سے بھی زیادہ فریش لگ رہا تھا۔ وہ اپنے گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتا اسے دیکھنے لگا اور اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ اس کے بیڈ پر بچوں کی طرح اچھل کود کر رہی تھی۔ لمبے جھلملاتے فرائک میں سیاہ لٹیر کٹ بالوں کو کھولے صاف ستھری رنگت اور اسکا نازک سا وجود۔ سب کچھ مل کر کوئی عجیب ہی منظر پیش کر رہا تھا۔ مگر ابرک کو صرف اس کے چہرے کی خوشی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ گرے آنکھیں نا جانے کیا تلاش رہی تھیں کچھ دیر تک اسکا ہاتھ اپنے بال خشک کرنے میں مصروف رہا پھر اس نے اپنا تولیہ بیڈ پر پھینکا جو عجوہ کے منہ پر لگا۔ نشانہ پکا تھا ابرک آفندی کا چاہے نظروں کا ہو یا چیزیں پھینکنے کا۔

"یہ کیا مینڈ کی بنی ہوئی ہو؟"

ابرک کی آواز پر وہ جیسے ہوش میں آئی۔

"تم تو بہت ہی زیادہ امیر ہو۔ مجھے یقین نہیں آ رہا میں اس محل میں رہوں گی اب۔"

"اسی دولت کے لئے تو تم نے شادی کی ہے۔" عجوہ ملک نے حیرت سے دیکھا جو سپاٹ چہرے لائے اسے دیکھ رہا تھا۔

ابتسام آفندی نے اپنے کمرے میں جاتے ہی شکرانے کے نوافل ادا کئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے۔

نوافل ادا کرنے کے بعد انکارخ ابرک آفندی کے کمرے کی طرف تھا آخر وہ اسکی ماں باپ دوست بھائی دادا سب تھے آج کے دن تو اس سے بات کرنا بہت ضروری تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہونے لگے مگر کچھ سوچ کر مسکرائے اور دروازے پر دستک دینے کو ہاتھ اٹھایا مگر ابرک کی آواز پر ہاتھ روک لیا۔ دروازہ کھلا تھا اور ان دونوں کی آواز با آسانی دروازے تک آرہی تھی۔

"ایسے مت دیکھو جیسے میں تمہاری انسٹ کر رہا ہوں۔ تم نے خود اعتراف کیا تھا تم دولت کے لئے کر رہی ہو مجھ سے شادی۔" وہ گرے آنکھوں کو ان سیاہ آنکھوں میں گاڑے نا جانے کیا ڈھونڈھ رہا تھا۔ انہی آنکھوں نے اسے کافی دنوں تک سونے نہیں دیا تھا۔ وہ اپنی بے چینی کا سبب جاننا چاہتا تھا۔

وہ فوراً بیڈ سے اتری اور اسکے قریب آکر کھڑی ہوئی۔

"میں نے بتایا تھا مالک کے احسانوں کا بدلہ قرض اتار کر بھی نہیں چکا سکتی جو وہ آج تک میرے ماں باپ کے لیے کرتے آئے ہیں۔ اپنے بابا کے لئے میں نے شادی کی ہے۔"

ابرک دو قدم اسکے قریب ہوا۔ گرے آنکھوں میں بلا کی سنجیدگی تھی۔ وہ دو قدم اس سے دور ہوئی۔

"شادی، اچھا مذاق ہے عجوہ ملک۔" وہ لفظ شادی پر زور دے کر بولا۔

"عجوہ آفندی۔" اس نے تصحیح کی۔ نا جانے کیوں اسے برا لگا تھا ابرک کا اسے عجوہ ملک کہنا۔

"تم تو چند گھنٹوں میں بھول گئی۔ کیا کہا تھا تم نے؟ یہ کانٹریکٹ میرج ہے۔ کچھ سالوں تک جب ہم اپنے سول

میٹس ڈھونڈھ لیں گے تو الگ ہو جائیں گے یاد آیا کچھ؟" ابرک اسکے چہرے کے سامنے چٹکی بجاتا بولا۔

وہ اپنی سیاہ آنکھوں کو مزید بڑا کر کے اسے دیکھ رہی تھی جیسے ابھی تک بے یقین تھی۔

"کیا ہواماما کی پرسنز کو؟ تم نے خود ہی کہا تھا کہ کانٹریکٹ میرج کر لیتے ہیں۔ ابھی ایسے دیکھ رہی ہو جیسے میں نے تم پر ظلم کیا ہے۔" وہ اپنے کلین شیو چہرے پر ہاتھ پھیرتا اسے دیکھ رہا تھا۔

"صرف کہہ دینے سے تھوڑی ہو جاتی ہے کانٹریکٹ میرج۔" (آج اپنی دلیل دیتے اچانک عجوہ کو یاد آیا تھا) اور ہمارا نکاح رخصتی سب ہوا ہے۔"

تین دن پہلے وہ کیا بات کر رہی تھی اور اب کیسے سب بھول کر مکر رہی تھی۔ ابرک کو اس لڑکی کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

"اتنا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے میں ایک دو دن میں کانٹریکٹ بنوا لوں گا۔"

مزید کچھ سننے کی ہمت ابتسام آفندی میں نہیں تھی۔ وہ جس خوشی اور سرشاری سے اس کمرے تک آئے تھے اتنی ہی مایوسی ہے ناامیدی سے واپس لوٹ گئے۔

"ایسے کیسے کانٹریکٹ بنواؤ گے اور کیا بنواؤ گے کانٹریکٹ میں؟" وہ روایتی مشرقی بیوی بنی اپنے حق کے لئے لڑ رہی تھی مگر مقابل کے غیرت مند روایتی مشرقی شوہر بننے میں ابھی وقت تھا۔

کچھ دن پہلے عجوہ ایک بزنس وو من بننے کے چکر میں ایک ڈیل کر چکی تھی اور آج ابرک اسکی بات پر عمل کرتا ایک ڈیل کر رہا تھا۔

"ڈیل یہی ہوگی کہ ہم دونوں کو شش کریں گے جلد اپنے سول میٹس ڈھونڈھ لیں اور جس دن ایسا ہوا ہم الگ ہو جائیں گے۔ بالکل جو تم نے کہا تھا وہی ڈیل۔" وہ اسے اس کے الفاظ واپس لوٹاتا اس کے قریب بہت نزدیک کھڑا تھا۔

"یہ کرنا ضروری ہے؟" عجوہ نے اسے کن اکھیوں سے دیکھا۔

"پھر سے اسی طرح دیکھ رہی ہے۔" یہ خیال آتے ہی ابرک نے ان سیاہ آنکھوں کے سحر سے آزاد ہونا چاہا مگر دماغ کے عمل کرنے سے پہلے ہی دل اور نگاہیں گستاخ ہو چکی تھیں۔ وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہا۔ عجوبہ کتنے ہی لمحے اسے خود کو گھورتا دیکھتی رہی۔ پھر بھنویں سیڑ کر اسکی نظروں کے سامنے چٹکی بجائے۔

"ابرک آفندی آپ کے پاس تو پہلے سے گرل فرینڈ موجود ہے ایلف۔" جلن اس کے انداز سے عیاں تھی۔ نا جانے کیوں ایلف سے اسے رقابت محسوس ہوئی تھی۔ دل نے چاہا تھا کاش ابرک آفندی کہہ دے کہ نہیں ایلف سے اسکا کوئی رشتہ کوئی لینا دینا نہیں۔

ابرک نے اس ایک ہفتے میں ایک بار بھی نہ ایلف کو کال کی نہ اس کے بارے میں سوچا۔ بلکہ حالات تو یہ تھے کہ عجوبہ ملک 'اسکی باتیں' اسکی 'حرکتیں' اور سب سے خطرناک اسکی سیاہ آنکھیں جو کچھ اور سوچنے ہی نہیں دے رہی تھیں۔

ابرک کب اسکے اتنے نزدیک کھڑا ہوا تھا کب اس نے اسے کمر سے تھام کر اپنے بالکل نزدیک کیا تھا نہ اسے خود علم تھا نہ ہی عجوبہ کو کچھ سمجھ آیا تھا وہ ایلف کے نام پر اسکا مراقبے میں جانا دیکھ رہی تھی۔ عجوبہ اسکے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے کھڑی تھی اور وہ اسے کمر سے تھامے اپنے بالکل قریب کئے کھڑا تھا۔

"دیکھا یہی ہے اصل وجہ ایلف۔" وہ منہ بناتی پیچھے ہٹنے لگی مگر ابرک نے اسے نہیں چھوڑا۔ وہ ابھی تک اسکی انہی مقناطیسی آنکھوں کی کشش میں جکڑا نہیں میں گم تھا۔

"چھوڑو مجھے بے شرم آدمی۔ ایک طرف ایلف ہے دوسری طرف تمہارا یہ کانٹریکٹ اور تیسری طرف تم میرا فائدہ اٹھانا چاہتے ہو؟" وہ اس کے سینے پر دباؤ ڈالتی اس کی گرفت سے آزاد ہونا چاہ رہی تھی۔ ابرک نے اسے مزید اپنے نزدیک کیا تھا۔

"کب اٹھایا ہے فائدہ؟" وہ اس کے الزام پر تپ اٹھا۔

"یہ اور کیا کر رہے ہو؟" وہ آنکھیں بند کر کے جلدی سے بولی۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ کہیں تم خود تو نہیں چاہتی کہ میں تمہارا۔۔۔" وہ کہتے ہوئے اسکے چہرے کے بالکل نزدیک ہوا اتنا کہ بند آنکھوں سے ہی عجوبہ کو لگایا تو اس کا دم گھٹ جائے گا یا وہ اسکی جھلسا دینے والی قربت سے بکھل جائے گی۔

وہ اسکی لرزتی پلکوں اور چہرے پر ناچتے خوف شرم اور معصومیت کا رقص دیکھتا جیسے اسے حفظ کر رہا تھا۔ کتنے ہی لمحے وہ اسی کیفیت میں رہا۔

عجوبہ نے کوئی حرکت نہ دیکھ کر فوراً اپنی آنکھیں کھولیں۔ وہ ابھی تک اس کے اتنے ہی نزدیک کھڑا تھا۔ سیاہ آنکھوں کی چمک اور تپش اسے ہوش میں لے آئی اور وہ سیدھا ہوا۔ مگر ابھی بھی اسے چھوڑا نہیں۔ "میرے بیڈ پر مینڈک کی طرح اچھل کود بند کرو۔ یہ جھلملاتا لباس بدلو اور سو جاؤ۔" وہ اسے جھٹکے سے چھوڑتا خود بیڈ پر دراز ہو گیا۔

وہ منہ بناتی پیر پٹختی فریش ہو کر واپس آئی اور سونے کے لئے لیٹ گئی۔

نئی جگہ پر نیند آنا مشکل ہوتا ہے یہ فطری عمل ہے اکثر جب نیا گھریا اپنے ہی بیڈ پر اپنے سونے کی جگہ تبدیل کریں تو دماغ کو یہ تبدیلی قبول کرنے میں وقت لگتا ہے۔

کافی دیر وہ کبھی منہ تک بلیکٹ اوڑھ کر کبھی بالکل بلیکٹ کے بغیر سونے کی کوشش کرتی رہی مگر نیند نہ آئی۔ ابرک تو ناجانے کتنے دنوں کا نیند سے بے زار تھا آج پر سکون سا سوراہا تھا۔

جن سیاہ آنکھوں نے اسے پچھلے کئی دنوں سے سونے نہیں دیا آج اس کے ساتھ نے اتنی گہری نیند کا سکون کیسے دیا تھا۔ اس کا جواب تو ابرک آفندی ہی دے سکتا تھا۔

عجوبہ نے کروٹ کے بل لیٹ کر اسے دیکھا اور اپنی شہادت کی انگلی سے اسکا کندھا چھوا۔ ایک بار دوبار لگاتار مگر اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔

"بہت گہری نیند سوتے ہو؟" اس نے کان کے پاس سرگوشی کی۔ ابرک آفندی نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔ خمار آلود گرے آنکھوں کا سحر تھا یا وہ خود سراپا طلسم وہ اسے دیکھتی سوچنے لگی۔

"کیا ہوا؟" ابرک نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"وہ مجھے نیند نہیں آرہی۔" اس نے ہڑبڑاتے ہوئے اپنا سب سے مدعا بیان کیا۔

ابرک اسکے انداز پر مسکرایا۔ نیند میں ہی اسے اپنے ساتھ لگائے پھر سے آنکھیں موند گیا۔

وہ چاروں طرف نظریں گھماتی سوچ رہی تھی یہ کونسا حل ہے اسکے مسئلے کا۔ خیر یہ حل کارآمد ثابت ہوا تھا اور وہ چند منٹوں میں ہی نیند کی وادی میں سیر کرنے لگی۔

سب کچھ بالکل مکمل تھا انکا رشتہ انکا ساتھ۔ پھر بھی سب نامکمل تھا۔ شاید اس اہم اور مضبوط رشتے کو نبھانے کا طریقہ اور اسے سمجھنے کی صلاحیت۔ وہ دونوں مکمل ایک دوسرے کو نہ قبول کر رہے تھے یا اس حقیقت سے انکار کر رہے تھے کہ ایک دونوں ایک دوسرے کی زندگی میں شامل ہو چکے ہیں۔

وجہ کیا تھی؟ کیا دونوں کی کم عمری؟

دونوں بالغ تھے۔ ہاں یورپ میں اس عمر میں حرام رشتے تو سب رکھتے ہیں اور انہیں نبھاتے بھی ہیں وقتی طور پر ہی صحیح۔ لیکن شادی جیسی کمٹمنٹ کرنے سے ساری عمر ڈرتے ہیں۔

ابرک اور عجوبہ بھی تو اسی سوسائٹی کا حصہ تھے۔ بھلے وہ دونوں اچھے مسلمان گھرانوں میں پرورش پا رہے تھے مگر اپنے ماحول اور ملک کے کلچر سے انجان نہیں تھے۔ ایسے میں نہ چاہتے ہوئے بھی ان دونوں کے ذہن شادی

قبول کرنے میں وقت مانگ رہے تھے۔ دل شاید انکار کر رہا تھا کہ اپنے مقدس رشتے کو اس طرح خراب نہ کرو مگر دونوں کے ہی دماغ عظیم منصوبے بنا رہے تھے۔

ایک تجویز عجوہ نے دی جو وہ نکاح ہوتے ہی بھول گئی اور اب ایک تجویز ابرک نے دی۔ یہ کب تک چلنے والی تھی۔ کون جانتا تھا۔

آفندی پبلش اپنی شان و شوکت سے کھڑا ایک اور نئے سورج کو نکلتا دیکھ رہا تھا۔ آفندی پبلش کے درو دیوار کے ساتھ دو غمگین اور پر سوچ آنکھیں بھی تھیں جو ساری رات جاگ کر سورج کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔ بلاخر سورج کی کرنیں انکے جھریوں والے چہرے پر پڑیں اور وہ اپنی کرسی سے اٹھے۔ اس عمر میں ساری رات کرسی پر بیٹھ کر کمر اڑ گئی تھی۔ لیکن کمر جھک شاید آس صدے سے گئی تھی کہ ابرک کتنا ہی فرمانبردار کیوں نہ تھا آخر ابرار کا ہی خون تھا وہ بھی شادی کو مذاق سمجھ رہا تھا۔"

میں ایک باپ کے طور پر ناکام رہا اب شاید ایک دادا بھی ناکام ہو رہا ہے یا ہو گیا ہے۔ ابھی بھی زیادہ دیر نہیں ہوئی میں بچوں سے بات کر کے انہیں آزاد کر دوں گا اس طرح شادی کا مذاق نہیں بنانے دوں گا۔ "وہ دن چڑھتے ہی اپنے روزمرہ کی روٹین کے مطابق نماز پڑھ کر واک کرنے لگے۔

صبح عجوہ کی آنکھ کھلی تو ایک شاندار کمرہ اس کا استقبال کر رہا تھا۔ بالکونی سے آتی صبح کی ٹھنڈی ہوا اور مدھم مدھم سورج کی ہلکی سی صبح صادق کا پتہ دے رہی تھیں۔

وہ ڈریسنگ روم میں موجود الماری کو دیکھ کر حیران تھی۔ ایک خوبصورت دیوار کے سائز کی الماری جس میں دنیا جہاں کے کپڑے تھے شاید پورا کا پورا مال خرید کر الماریوں میں بھر دیا گیا تھا۔

"لگتا ہے یہ امیر لوگ ایک دفعہ جو لباس پہنتے ہیں اسے دوبارہ نہیں پہنتے۔" عجمہ آفندی نے ایک سے بڑھ کر ایک نفیس لباس، جوتے اور جیولری دیکھی تو یہی سوچ سکی۔

وہ فریش ہو کر سفید رنگ کا کرتا پا جامہ اور سرخ دوپٹہ لئے نماز پڑھنے لگی۔ کمرے میں ہوتی ہلکی سی آواز اور کسی کے چلنے پھرنے سے ابرک کی نیند میں خلل پڑا۔

نماز سے فارغ ہو کر وہ ٹیرس پر کھڑی ہو کر تازہ ہری گھاس اور رنگ برنگے پھولوں کو دیکھنے لگی۔ ایک وسیع و عریض باغیچہ خوبصورت نظارہ پیش کر رہا تھا۔

پھولوں میں ایسی کشش تھی کہ وہ انہیں دیکھ کر مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔ اسے اس ہری گھاس پر کوئی چلتا ہوا محسوس ہوا۔ آنکھیں چھوٹی کر کے غور کرنے کی کوشش کی اور پہچان جانے پر وہ فروالی سفید رنگ کی نازک کی سلیر نما چپل اپنے صاف ستھرے نکھرے پیروں میں اڑستی گول بڑی سی سیڑھیاں اترتی ہال میں سے دوڑ لگاتی اس حصے میں پہنچی جہاں پھولوں کا ایک الگ جہاں آباد تھا۔

اسی دوران عجمہ کو علم ہوا اس محل میں ایک نہیں کئی سوئمنگ پولز بھی ہیں جو مختلف حصوں میں ہیں۔ شاید سب کی پرائیویسی کا خیال کرتے ہوئے ایسا بنایا گیا تھا۔

صاف شفاف پانی پر سورج کی کرنیں چھن چھن کر پڑتیں اسے مزید شفاف بنا رہی تھیں اتنا شفاف کہ عجمہ نے جب اشتیاق سے اس پانی میں دیکھا تو اس کا عکس بہت واضح تھا۔ اپنی شبیہ پانی میں دیکھتی وہ خوشی سے چمکی۔ بلاخر وہ اس جگہ پہنچ گئی جہاں پھولوں کا ایک الگ دیس تھا۔

سرخ نیلے پیلے، لال بنفشی یا یوں کہنا بہتر ہو گا کہ نیا کاشاید ہی کوئی رنگ ہو جو اس باغیچے کے پھولوں میں موجود نہ ہو اور اس رنگوں اور پھولوں کے دیس میں وہ چاند سی لڑکی کوئی پری سی لگ رہی تھی۔ وہ گھوم کر سارا باغیچہ دیکھتی خوشی سے چہچہائی۔

"داداجی!" اس نے پودوں کی تراش خراش میں مگن ابتسام آفندی کو پکارا۔
وہ ایک نظر اسے دیکھتے مسکرائے اور پھر سے اپنے کام میں مگن رہے۔
عجوبہ کونا جانے کیوں شرمندگی ہوئی۔

"سوری مالک! وہ پتہ نہیں کیسے میرے منہ سے یہ الفاظ ادا ہو گئے۔" وہ سر جھکا کر اعترافِ جرم کرنے لگی۔
"اس لئے ادا ہوئے کہ رشتہ یہی ہے ہمارا۔" وہ اب بھی بڑی سی قینچی ہاتھ میں تھامے اپنے کام میں مصروف
تھے جس سے سنائے میں کٹ کٹ کی آواز آنے لگی۔

وہ ہلکا سا مسکرائی۔ اسے یہاں منہ اٹھا کر آنے پر شرمندگی ہوئی۔

"آپ اپنا کام کریں میں آپ کو ڈسٹرب نہیں کرنا نہیں چاہتی۔" ایک ہفتے میں وہ عجوبہ ملک سے عجوبہ آفندی بن کر
چھوٹے سے دو کمرے کے فلیٹ سے اٹھ کر ایک محل جیسے گھر میں آئی تھی تو صرف اس بزرگ کی وجہ سے۔
اسی خوشی میں دوڑتی ہوئی ان سے ملنے آئی تھی اور اب پچھتا رہی تھی۔

"ناجانے کیا وجہ رہی ہوگی جو اچانک ایک شہزادے کی شادی ایک ملازمہ جیسی لڑکی سے کر دی گئی۔" آج اسکی
سوچ کا زاویہ کسی الگ طرف گھوما۔

"دنیا کی کوئی آخری حسین لڑکی بھی نہیں تھی میں کہ مرے جا رہے تھے شہزادہ حضور میرے لئے۔" وہ اپنے
دماغ میں سوال جواب کرتی مڑ گئی۔

نظریں گھاس پر جمائے وہ اپنی سوچوں میں غلطاں تھی۔ اسکا پیرا اپنے سرخ دوپٹے کے کنارے میں الجھا اور وہ
زمین بوس ہونے کا سوچتی آنکھیں موند گئی۔

"فائنلی!" ابرک آفندی نے کہتے ہوئے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا تو وہ اسکے سینے سے ٹکرائی۔ وہ اسکی کمر میں ہاتھ
ڈالے کھڑا تھا۔

"میں بھی کہوں عجبہ ملک شادی کے بعد ابھی تک گری نہیں۔"

"عجبہ آفندی!" بھرائی آواز میں تصحیح کرتی وہ آنکھوں میں آئے موٹے موٹے آنسو واپس اپنے اندر اتارنے کی کوشش کرنے لگی۔

ابرک نے پریشانی سے اسکی آنکھوں میں آئی نمی کو دیکھا۔ ابھی بھی وہ اسے تھامے ہوئے تھا۔

"شکریہ! تم نے پھر سے بچا لیا۔" خود کو کافی حد تک نارمل کرتی وہ نظریں جھکا کر بولی۔

"کیا بات ہے؟ کہیں چوٹ لگی ہے؟" وہ متفکر تھا۔ اتنا کہ اسے اپنے دادا کو سلام کرنا تک یاد نہیں رہا۔

"نہیں" ہلکا سا مسکرا کر اس نے سر بھی نہ میں ہلایا۔ ابرک کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹایا اور چلنے لگی اور پھر سے

لڑکھرائی۔ ابرک نے ایک گہرا سانس لیا اور اسے اٹھا کر سامنے ہی بیچ پر بٹھایا اور اسکا پیر دیکھنے لگا۔ کچھ نہیں

ہوا۔ جب عجبہ نے اسے جوتا اتار کر اسکا پیر پکڑتے دیکھا تو اس نے اپنا پیر پیچھے کھینچنا چاہا۔

"دیکھنے تو دو۔ ہر وقت اپنی مرضی کرتی ہو۔" وہ اسے گھورتا ہوا اسکے پیر کو دیکھنے لگا۔

"تم ہاتھ نہیں لگاؤ میرے پیر کو۔" اس نے پھر سے اپنا پیر پیچھے کرنا چاہا۔

"کیوں؟" وہ اپنے دودھیا ہاتھ سے اسکے پیر کو مضبوطی سے تھامے معائنہ کر رہا تھا۔

"اتنے تم ڈاکٹر اور امی کہتی ہیں شوہر سے خدمت نہیں کرواتے اسکی خدمت کرتے ہیں۔" اس نے ایک ہفتے

میں سیکھی ساری فرمانبرداری جھاڑ دی۔

"جھلی" وہ بڑبڑایا۔

"کچھ نہیں ہوا بس ڈرامہ ہے تمہارا۔" وہ اسکا سارا پیر چیک کرتا اسے واپس سلیپر پہنا کر اٹھا اور اپنی جینز کے

گھٹنوں سے مٹی جھاڑنے لگا۔

عجبہ نے اٹھ کر اپنا پیر اسکے پیر پر مارا تو وہ چلایا۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ؟ اس نے اپنے پیر کو زمین سے تھوڑا اوپر کیا۔
"بس اتنا سا ہی لگا تھا مجھے بھی۔ جھوٹ نہیں بولتی میں۔" وہ منہ بنا کر بولی۔
وہ اپنا پیر نیچے کر کے ہنسا اور اس کے سر پر چپت لگائی۔
وہ اسی انداز میں کھڑی رہی اور اپنا سر ہاتھ سے سہلانے لگی۔
ابتسام آفندی نے انکی نوک جھوک میں چھپی فکر اور محبت دیکھی جو وہ دونوں خود نہیں دیکھ رہے تھے اور اپنی
نادانی میں سب ختم کرنے پر تلے تھے۔

باب نمبر 4

"الفت بغیر رقیب کے دیتی نہیں مزہ"

"دادا جی بول نہیں رہے کچھ۔" عجوہ نے ایک نظر انہیں دیکھ کر ابرک سے کہا۔
"یہ جگہ دادا جی کی فیورٹ ہے۔ یہاں انہیں تنہائی میں دادی سے بات کرنا پسند ہے۔ اس میں وہ کسی کی مداخلت
برداشت نہیں کرتے۔"
"میں تمہیں روکنے ہی آیا تھا مگر تم نے سر پر اٹھایا ہوا ہے سب۔" ابرک اور وہ سرگوشی میں باتیں کر رہے
تھے۔

"یہاں آ جاؤ بچوں۔ میں تم دونوں سے بات کر لوں گا۔" وہ نرمی سے بولے۔

"وہ داداجی میں نے آپ کو پریشان تو نہیں کیا؟ مجھے علم نہیں تھا آپ یہاں اکیلے رہنا پسند کرتے ہیں۔"

"میری بیٹی مجھے کبھی پریشان کر ہی نہیں سکتی۔ تم ان پھولوں کو دیکھو اور بتاؤ کونسا سب سے پیارا ہے؟"

"یہ جیسٹنگ ہے داداجی۔ مجھے تو آپ یہاں آنے نہیں دیتے کہتے ہیں آپ کی پرائیویسی خراب ہوتی ہے اور اب آپ نے اپنا بنایا اصول بدل لیا۔"

"تم اس نک چڑھے کی بات کو دل پر مت لو بیٹا۔" وہ اسے نظر انداز کرتے عجوہ سے مخاطب تھے۔ جو منہ بنا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے تو یہ سب اس دنیا کا حصہ لگ ہی نہیں رہا۔ اتنی خوبصورتی ہے یہاں اور سکون بھی ہے۔"

"میں ایک پھول لے لوں؟" عجوہ نے ملے جلے امتزاج والے ایک بہت ہی خوبصورت پھول کی طرف اشارہ کیا۔

"ایک کیوں جتنے دل کرے اتنے پھول لو۔ آج سے اس باغیچے کی مالکین تم ہو۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے خوشی سے بولے۔"

"سچی؟"

اس نے ابرک کا لٹکا ہوا منہ دیکھ کر اسے زبان نکال کر دکھائی وہ اور زیادہ تپ گیا۔

"خبردار جو میری بچی کو سخت نظروں سے بھی دیکھا تو۔" انہوں نے پھر سے ابرک کو ٹوکا۔

"دیکھنے پر بھی پابندی لگا دیں اب۔" وہ بے زار ہوا۔

"نئے نئے رشتے میں بندھے ہو ویسے دیکھو جیسے دیکھنے کا حق ہے۔" ان کے مشورے پر عجوہ کو ہنسی آگئی۔

"شکر ہے اس گھر میں بھی کوئی جیتا جاگتا انسان آیا ہے۔ رونق آگئی ہے اس ویرانے میں۔"

وہ شفقت سے عجوہ اور ابرک کے سر پر ہاتھ رکھ کر انہیں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔

"کتنا خوبصورت نظارہ ہے نہ یہ؟" وہ گول گول گھومتی ابرک کو پوچھنے لگی جو ابھی تک دادا جی کی باتوں سے جلا بھنا کھڑا تھا۔

"اب گری تو میں نہیں آؤں گا بچانے اس لئے زرا احتیاط سے۔" وہ اسکے بازو کو پکڑ کر اسے وارننگ دیتا وہاں سے چلا گیا۔

وہ کھکھلا کر ہنستی ہوئی پھولوں کو ہاتھ لگا لگا دکھیتی۔ کبھی انکے پاس جھک کر ان سے باتیں کرتی اور کبھی کسی پھول کو توڑ کر کان کے پیچھے لگاتی۔ سفید لباس اور سرخ دوپٹے وہ حسین لگ رہی تھی اتنی حسین کے ابرک آفندی وہاں سے جانے کے باوجود ٹیرس پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ عجب ملک کچھ کر رہی ہو اور نہ گرے یہ تو ہونے سے رہا۔ وہ پھول بالوں میں لگائے گھوم رہی تھی جب گرنے لگی ابرک نے ٹیرس سے ہاتھ بڑھا کر اسے تھامنا چاہا لیکن کسی نے اسے سہارا دے کر گرنے سے بچا لیا تھا۔

ابرک آفندی کی گرفت ریلنگ پر مضبوط ہوئی جب اس نے آنے والے کو دیکھا اور ٹیرس سے پیچھے ہٹ گیا۔

"شکر ہے ابرک مجھے پتہ تھا تم مجھے گرنے نہیں دو گے۔" وہ بند آنکھوں سے بولی جب مقابل نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔

وہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ تو کوئی انگریز تھا۔ بھورے سنہرے بالوں والا دودھیا سفید لڑکا جو اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"آپ؟" عجب نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"نیل میں مسٹر ابرار کی وائف جیسمن کا بیٹا۔"

وہ اسے اپنا تعارف کروانے لگا۔

"میں عجب آفندی ہوں ابرک کی بیوی۔" وہ بھی اسے اپنا تعارف کروانے لگی۔

کافی دیر تک دونوں باتیں کرتے رہے۔ نیل تحمل مزاج لڑکا تھا۔ دسروں سے بہت عزت اور نرمی سے بات کرتا۔ کچھ ہی دیر میں دونوں کی اچھی دوستی ہو گئی۔

عجب نے بہت غور سے دیکھا نیل نے داڑھی رکھی ہوئی تھی ابھی اسکی مکمل داڑھی آئی تھی یا نہیں وہ یقین سے نہیں کہہ سکتی تھی مگر اس نے سنہرے بھورے بال چہرے کی زینت بنا رکھے تھے۔

"انگلینڈ کے ٹاپ ڈیزائنرز کا آؤٹ فٹ بنوایا ہے تمہارے لئے۔" جیسمین نے عجب کو اسکے ریسپشن کالباس دکھایا جو اتنے فلیئر ز پر مشتمل تھا کہ عجب کو لگا اسے اٹھانے کے لئے ہی پچاس بندے چاہیئے ہوں گے۔

"یہ کچھ زیادہ ہی پھولا ہوا نہیں ہے؟" وہ اسکی نیٹ کو پکڑ کر دیکھتی استفسار کرنے لگی۔

یہ آج کل کا فیشن ہے لٹل گرل۔" جیسمین کے تو بات کرنے سے بھی فیشن ٹپکتا تھا اسے ابرار نے یہ کام سونپا تھا۔ وہ اسے کیسے خراب کرتی اوپر سے سارے میڈیا میں چرچہ رہتا ابرک اور عجب کا ڈریس کس نے ڈیزائن کیا وہ یہ موقع کیسے جانے دیتی۔

گولڈن کلر کا ایک نہایت ہی خوبصورت گھیرے سے بالکل پھول ہوا اور کمر پر گولڈن کلر کی ہی فینسی کام والی پٹی سے اس طرح سجا کر وہ گاؤن بنایا گیا تھا کہ عجب اس میں سنڈریلا ہی لگ رہی تھی۔

ہیری نے اسکا میک اپ بالکل اسکی پسند کے مطابق کیا تھا۔ بالوں کو سیٹ بھی سینڈریلا جیسا ہی کیا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے سینڈریلا کہانی سے نکل کر اصل زندگی میں آگئی ہو۔ وہ ڈائمنڈ کی جیولری پہنے جب اپنا سراپا آئینے میں دیکھنے لگی اسے خود پر کسی فیری لینڈ کی فیری کا ہی گمان گزرا۔

"ہیری تم جادو گر ہو۔" وہ خود کو دیکھتی اسے سراہنے لگی۔

"اٹل گرل تم ہو ہی ایک فیری، بالکل پری ہو۔" وہ اسکے گالوں پر ایک آخری برش لگاتا اس کی تعریف کرنے لگا۔

ابرک آفندی نے تو آج لڑکیوں کے دلوں پر بجلی نہیں بم گرانے کا ارادہ کیا تھا۔ گرے پر کشش ساحر آنکھیں پر فیکٹ جالائن نفاست سے جیل لگا کر سامنے سے ہلکا سا بالوں کو ابھار کر پف بنائے بھورے بال اور سیاہ رنگ کے خوبصورت سوٹ سفید شرٹ پر سیاہ بوٹائی لگائے وہ کسی پرنس سے کم نہ لگ رہا تھا اور سب سے بڑھ کر اسکا اپنا انداز۔ سرد تاثرات والا وہ شہزادہ کسی بھی لڑکی کے خوابوں کا راج کمار ہو سکتا تھا۔

ابرک اور عجوہ کے لئے یہ پارٹی رکھی گئی تھی۔ انہیں ایک ساتھ ہال میں داخل ہونا تھا۔ ابرک جیسے ہی اپنے کمرے میں آیا۔ عجوہ اسے دیکھتی کھو سی گئی۔

"ہر دفعہ وہ اسے اپنے سحر میں جکڑ لیتا تھا۔"

وہ اسکے پاس کھڑا ہو کر خود پر پرفیوم چھڑکنے لگا۔ آئینے میں دونوں کا عکس ایک پری اور شہزادے کی صورت موجود تھا۔

وہ دونوں کو اس طرح دیکھ کر نظروں سے ہی سر اٹھنے لگی۔

"اچھی لگ رہی ہو۔" ابرک قد میں اس سے لمبا تھا۔ جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کرتا وہ اسے لے کر جانے کے لئے اپنا ہاتھ اس کے سامنے کیا۔ عجوہ نے فوراً اسکا ہاتھ تھام لیا۔

ابرک نے اسکے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیا جیسے اسکے حسن کو سراہا ہو۔

اس نے یہ داد مسکرا کر قبول کی اور سر کو خم دیا۔

دونوں جب ہال میں پہنچے ہر طرف روشنیوں کا سیلاب تھا۔ پارٹی میں داخل ہونے کے لئے باقاعدہ ریڈ کارپٹ کا انتظام تھا جہاں سب ان دونوں کی مختلف زاویوں سے تصاویر لینے میں مصروف تھے۔ اتنا زیادہ شور کمیرالائٹس اور لوگوں کا ہجوم تھا۔ سب کی نظروں کا محور صرف اور صرف وہ دونو تھہنے ہوئے تھے۔

ایسا لگ رہا تھا کسی فینٹسی ورلڈ کے کرداروں کو حقیقت کا رنگ دے دیا گیا ہو۔

وہ اسکا ہاتھ تھامے سب سے ملتی رہی۔ ابرک نے ایک لمحہ بھی اسکا ہاتھ نہ چھوڑا۔

ہر کوئی عجبہ کور شک سے دیکھ رہا تھا وہیں ایک ایسا شخص بھی تھا جو ابرک کور شک بھری نگاہوں دیکھ رہا تھا۔ وہ نیل تھا۔

جیسمین کی شاطر نظریں یہ سب دیکھ رہی تھیں۔

آج ابرک اور عجبہ کا اہم دن تھا۔ دونوں کو خصوصی پروٹوکول دیا گیا تھا۔

بونے اور فوٹوشوٹ کے بعد دونوں کو کپل ڈانس لے لئے سیٹیج پر بلایا گیا۔

ہر طرف لوگوں کی ستائشی نظریں اور جملے تھے اور سپاٹ لائٹ دلہا دلہن پر تھی۔

زیشان، حرا، حاشر اور ابتسام آفندی ایک ساتھ بیٹھے بچوں کی دائمی خوشیوں کے لئے دعا گو تھے وہیں ابرار اور

جیسمین لوگوں سے ملنے میں مصروف تھے۔

نیل ایک کونے میں کھڑا ہاتھ میں گلاس تھامے نہ جانے کہاں گم تھا۔

ابرک نے ایک ہاتھ عجبہ کی کمر پر اور دوسرا اسکے کندھے پر رکھا اور اسے اپنے قریب کیا۔ عجبہ نے بھی ایک ہاتھ

اسکی کمر اور دوسرا کندھے پر رکھا اور دونوں میوزک کی تال پر قدم سے قدم ملاتے سالسا ڈانس کرنے لگے۔

جب جب ابرک اسے گھما کر اپنی ہاتھوں میں بھرتا ہر طرف سے ستائشی نعرے اور تالیاں سنائی دیتیں لیکن

ایک بات جو صرف اور صرف دادانے دیکھی تھی وہ تھی آآن دونوں کا ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے باقی سب کو بھول جانا۔ وہ ایک دوسرے کی نظروں میں ایسے گم تھے جیسے ارد گرد کوئی موجود ہی نہ ہو۔

We've got a feeling between us

That's even deeper than love

It's higher than any mountain

Baby, honesty and harmony

Is what it's made of

No one understands me

No, no, the way that you do

You get right down inside of me

You're the one I can always turn to

You are my soulmate, now and forever

I can feel two hearts beating as one

You are my soulmate, birds of a feather

Staying together through whatever may come

Together through whatever may come

We've got a special connection
That you don't find everyday, no, no, baby
You read my every expression
'Cause when I feel alone
You always know the right thing to say

We belong together
Oh yeah, it's our destiny
There'll never be another
'Cause I know heaven sent you to me

You are my soulmate, now and forever
I can feel two hearts beating as one
You are my soulmate, birds of a feather
Staying together through whatever may come
Together through whatever may come

You are the best friend I'll ever find

Yeah, baby

We're one in a million and two of a kind

Oh, yeah

You are my soulmate, now and forever

I can feel two hearts beating as one

You are my soulmate, birds of a feather

Staying together through whatever may come

You are my soulmate, now and forever

I can feel two hearts beating as one

You are my soulmate, birds of a feather

Staying together through whatever may come

You are my soulmate, now and forever

I can feel two hearts beating as one

You are my soulmate, birds of a feather

Staying together through whatever may come

You are my soulmate, now and forever

I can feel two hearts beating as one

You are my soulmate, birds of a feather

Staying together whatever may come .

موسیقی کی تال پر دونوں کی دھڑکنیں رقص کر رہی تھیں۔ ایک فسوں تھا جس میں دونوں گم تھے۔ عجب کے نازک ہاتھ اسے تھامے ہوئے تھے۔ ابرک نے اسے خود سے قریب ترین کیا وہ عجب کی دھڑکنوں کی آواز سن سکتا تھا۔ وہ اسکی قربت میں حیا کے رنگوں میں نہائی لرزتی پلکوں کو دیکھتا بے خود سا اسکی طرف بڑھا اور اسکی پلکوں کو اپنے لبوں سے چھوا۔ عجب نے ایک نظر بمشکل اٹھا کر اسے دیکھا اسکے دل پر ہاتھ رکھے وہ اسکے دل کی دھڑکن میں اپنا نام سن سکتی تھی۔ آنکھیں پھیلائے وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جو سب سے بے خبر اس کی طرف بڑھتی پیش قدمی کو روک نہیں پارہا تھا۔ ابرک نے اسکی صبیح پیشانی کا بوسہ لیا تو وہ آنکھیں موند گئی۔ ہر طرف تالیوں کی گونج سے ان پر چھایا فسوں ختم چکا تھا۔ یہ حسین پل ہزاروں لوگوں کی نظروں اور کیمروں نے قید کیا تھا۔

"تم دونوں نے شادی کے لئے ہاں کی میرا مان رکھا مجھے اتنی بڑی خوشی دی۔ میرا دل آج مطمئن اور خوش ہے
میرے بچوں۔"

وہ دونوں ایک ساتھ لان میں کرسیوں پر دادا کے سامنے بیٹھے چہرے پر مسکان سجائے کتنے خوش تھے۔
"سب کچھ اتنا آسان ہو گا مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا۔" ابرک نے سرگوشی کی۔
"یقین تو مجھے بھی نہیں آ رہا۔" عجوہ نے بھی سرگوشی کی۔

مگر دونوں اپنی خوشی میں ابتسام آفندی کے چہرے پر موجود خوشی کے پیچھے کاراز جان نہ سکے یا دونوں میں اتنی
سمجھ تھی ہی نہیں۔

بہت شان سے عجوہ ملک کو ابرک آفندی کی زندگی میں شامل کر دیا گیا تھا۔

نکاح ہوتے ہی سارے میڈیا پر ابتسام آفندی اور ابرار آفندی کا چرچہ ہونے لگا سب سے زیادہ شہ سرخیوں میں
تو ابرک آفندی تھا جس نے ایک غریب گھرانے کی اپنے ملازم کی بیٹی سے شادی کر لی۔
عجوہ ملک تو رات و رات ماڈرن سنڈریلا کے نام سے مشہور ہو گئی۔

وہ دونوں دلہا دلہن بنے سکول پلے کا حصہ لگ رہے تھے کلین شیو میں ایک اٹھارہ سالہ لڑکا بھلے ہی اپنی ہم عمر مگر
دکھنے میں اس سے بہت چھوٹی نظر آنے والی دلہن بنی بیٹھی لڑکی کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ہر طرف یہ خبر گردش کر
رہی تھی۔

ابرار نے سارے نیوز پیپرزدیکھے تھے جو کل سے ایک ہی ہیڈ لائن لئے ہوئے تھے۔ گھر آ کر وہ پھر سے کل کے
اخبارات دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر اسٹڈی میں گزارنے کی بعد جب وکیل کے آنے کی اطلاع ملی۔

وہ ابتسام آفندی کے پاس چلا گیا۔

ریسپشن کے بعد سب گھر آچکے تھے۔ ابرک اور عجوہ ابھی تک اسی لباس میں ملبوس تھے۔

چہار سو سناٹا تھا آج ابتسام آفندی کی وصیت پڑھ کر سنائی جانی تھی۔

"وصیت پڑھنی شروع کرو۔"

"جی"

ایک سیاہ رنگ کی فائل میں سرکاری مہر لگے پرچے پر سے پڑھنا شروع کیا گیا جو آج بہت سے لوگوں کے

ارمانوں پر پانی پھیرنے والا تھا۔

ابرار آفندی اب تک خاموش تھا صرف اس لمحے کے انتظار میں جہاں سب اسکے بیٹے کے نام ہو۔

اسکی اکڑی گردن جیت کی سرشاری میں مزید اکڑ گئی تھی۔

ابرک دادا کے احترام میں سر جھکائے بیٹھا تھا اس نے اپنی محبت کو پس پشت ڈال اپنی ماں کی خواہش کی خاطر دادا

کی مرضی سے شادی کر لی تھی۔ انجام جو بھی ہونا تھا فی الوقت وہ دودھاری تلوار پر لٹک رہا تھا۔

اس نے ایک لمبا سانس کھینچا۔

عجوہ نے اپنے والد کی عزت کی خاطر خاموشی سے ایک ایسا شخص قبول کر لیا تھا جس کے دل میں پہلے سے کوئی

مقیم تھی۔ بھلے ہی وقتی طور پر مگر اب یہ احساس گھٹن پیدا کر رہا تھا۔

جیسمین کو تو یہ سب تماشا لگ رہا تھا اور اپنا آپ تماشا ئی۔ نیل بھی خاموشی سے بیٹھا تھا۔

ابتسام آفندی نے اپنی عینک سے ان دیکھی گرد صاف کی اور سب پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی۔

"میں ابتسام آفندی اپنے پورے ہوش و حواس میں اپنی تمام تر جائیداد کا نگران اپنے پڑپوتے ابرک آفندی کو

بناتا ہوں۔"

وہ آدمی بنار کے پڑھ رہا تھا سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ ابرک اور عجوہ ایک دوسرے کو دیکھتے تو کبھی دادا کو۔

ابتسام آفندی ایک پر شفیق مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔
"ابرک اب اٹھارہ سال کا ہو گیا ہے تو آج سے یہ سارا بزنس ایمپائر ابرک آفندی کے نام ہے۔ ابرک آفندی کی بیوی عجوہ آفندی اس میں برابر کی شریک ہے۔"

ابرک اور عجوہ اسی طرح بیٹھے تھے۔ ابتسام آفندی بھی بچوں کو اسی طرح دیکھ رہے تھے۔
ابرار نے اپنی مٹھیاں بھینچیں۔ جیسمن کی ہنسی بھی تھمی تھی۔ نیل کے تاثرات اب بھی ویسے ہی تھے جیسے یہ سب کسی اور کا معاملہ ہے۔

"ابرک آفندی اور عجوہ آفندی اس پر اپرٹی کے کیئر ٹیکرز ہیں۔ یہ دولت اس خاندان کے اگلی نسل کے وارث کے نام ہوگی جو کہ ابرک آفندی کا بیٹا یا بیٹی ہوگی۔ اس وقت تک یہ دولت نہ کوئی بیچ سکتا ہے نہ اپنے نام کر سکتا ہے۔"

ابرک اور عجوہ نے حیرت سے ایک دوسرے کو اور پھر دادا کو دیکھا۔
"طلاق کی صورت میں ساری دولت پاکستان کے کسی فلاحی ادارے کو منتقل ہوگی۔" ابرار نے اپنی ٹائی کی ناٹ کھول دی جیسے اسے وہاں بیٹھنے میں گھٹن ہو رہی ہو۔

لیکن سب نے پھر سے ابتسام آفندی کو دیکھا۔ جو ہنوز لبوں پر مسکراہٹ سجائے ہوئے تھے۔
"طلاق اگر بچوں کے بعد ہوتی ہے تو پھر یہ ساری پر اپرٹی اس خاندان کے وارث کے گارجین جو اس کے ماں یا باپ میں سے جو کوئی ہو اسکے پاس رہے گی اور وارث کے بالغ ہونے پر اسکے نام ہوگی۔"

"یہ وصیت اس دولت کے لئے ہے جو ابرک کی ماں کی میرے پاس امانت ہے۔ ابتسام آفندی کی ساری دولت زمین جائیداد ابتسام آفندی کی موت کے بعد ان کے بیٹے اور پوتے یعنی ابرار آفندی اور ابرک آفندی میں برابر بانٹ دی جائے گی۔ ابرک اس دولت کو چاہے تو ابرار کے پاس بطور نگران رہنے دے یا خود اپنے پاس رکھے سو فیصد اسکی مرضی ہے۔"

وکیل وہاں سے جا چکا تھا۔ ہر طرف سناٹا ہنوز قائم تھا۔

"داداجی آپ میرا نام وصیت سے ہٹا دیں پلیز" عجوبہ نے سب سے پہلے بات شروع کی۔

"یہ ابرک کی ماں کی لکھی وصیت ہے بیٹا اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں۔" انکی شفیق مسکراہٹ اب بھی قائم تھی۔

ابرک کی آنکھیں چند لمحوں کو نم ہوئی تھیں اپنی ماں کے نام پر لیکن اب وہ درد چھپانے میں ماہر ہو چکا تھا عجوبہ نے اسکی نم آنکھیں دیکھی تھیں۔ اسکا دل اداس ہوا۔

"میں نے بہت سوچ سمجھ کر عجوبہ کا انتخاب کیا ہے اپنی بہو کے لئے۔ ایک ایسی لڑکی جسے گھر گر ہستی خاندان بچوں کو اہمیت دینا آتا ہو۔

کوئی آزاد پرندہ جو ایک گھونسلے سے دوسرے پر اڑتے رہنے کا عادی ہو وہ میرے ابرک کا آشیانہ کیسے بسائے گا جو تنکا تنکا جوڑ کر بنتا ہے۔"

"داداجی میں اتنی بڑی ذمہ داری کے قابل نہیں ہوں۔" وہ شرمندہ تھی۔

میں نے یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کئے بچو۔ تم اپنے شوہر اپنے بچوں کا بہت اچھے سے خیال رکھو گی اور میرا ابرک ایک بہترین شوہر بنے گا۔

مجھے پوری امید ہے تم دونوں میری بیٹی نازیہ کا خواب ایک مکمل اور خوش حال گھرانے کا خواب ضرور پورا کرو گے۔"

"آپ نے چیٹنگ کی ہے ڈیڈ۔ کم عمری میں شادی کر دی میرے بیٹے کی۔ وہ کچھ بن کر اپنی پسند اپنی خوشی سے سب کرتا۔ بیڑیاں ڈالی ہیں اسکے پیروں میں آپ نے۔"

"میں نے سب اپنے ابرک کی رضامندی سے کیا ہے۔"

کل کو تمہاری طرح شادیاں ہی کرتا رہ جاتا تو ٹھیک تھا؟ اسے جو بننا ہے وہ بنے ادا کار بننا ہے تو بنے کچھ اور بننا ہے تو بھی اجازت ہے۔ وہ میرا پوتا ہے شکر ہے اپنے باپ پر نہیں ماں پر ہے اسے رشتے نبھانے آتے ہیں۔"

ابرار وہاں سے غصے سے چلا گیا جیسے سب کو سر ہلا کر سلام کیا اور وہ بھی چلا گیا۔

اب وہاں صرف ابرک عجبہ اور دادا جی تھے۔

"یہاں آؤ دونوں!" ابتسام آفندی کے حکم پر دونوں انکے سامنے آئے۔

"دیکھو بچو! ابھی تم دونوں پڑھ رہے ہو۔ فیملی بنانے کا فیصلہ تم دونوں کا ہے۔ جیسے دل کرے اپنی زندگی اپنی مرضی سے جیو۔ میرا مقصد بس ایک اچھی لڑکی سے اپنی زندگی میں ابرک کی شادی کروا کر یہ ذمہ داری اور فرض پورا کرنا تھا۔"

وہ دونوں کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

"تمہاری وجہ سے میں اپنے دادا سے نظریں نہیں ملا پا رہا۔" ابرک اپنے کمرے میں چکر کاٹتا غرایا۔

وہ سر جھکا کر سب سن رہی تھی۔ اب بولے بغیر نہ رہ سکی۔
"تم نے بار بار کہا تھا میں منع کر دوں شادی سے۔ خود کر لیتے۔"
وہ اسکے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔

"میں نے کہا تھا میں مجبور ہوں۔ میرے دادا جی کی خوشی میرے لئے سب سے اوپر ہے پھر چاہے میری خوشی
اس میں ہو یا نہ ہو۔"
"میرے لئے بھی بابا کی خوشی اہم ہے۔"

"ہم جیسے بھی شادی کر رہے تھے تم نے اسے ایک ڈیل بنایا۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا دھاڑا۔"
"کوئی ڈیل کانٹریکٹ کچھ نہیں ہوا۔ ہماری اصلی شادی ہوئی ہے اب کیا پر اہلم ہے غصہ کیوں کر رہے ہو؟" عجوہ
اسکی گرے آنکھوں میں جذبات کی شدت دیکھتی ڈر گئی۔

"ٹھیک ہے اب سے بلکہ آج ہی سے خبردار جو میرا نام لیا مجھے آپ کہا کرو۔ تم بیوی ہو میری۔"
"اچھا تو تم چاہتے تھے تمہارے دادا کی خواہش بھی پوری ہو تم رضامندی ظاہر کر دو اور میں منع کر کے اپنے امی
بابا کا دل توڑ دوں۔ اسکے بعد تم اپنی محبت ایلف سے شادی کر لو۔ سب آسان اور ٹھیک ہو جائے اور عجوہ ملک بس
ایک مہرہ بن جائے۔" وہ اسکے نزدیک کھڑی ہو کر اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"ایلف کا اس سب میں کوئی لینا دینا نہیں اسکا ذکر نہیں کرو۔" وہ جانے کے لئے قدم بڑھاتا پھر واپس آیا۔
"آپ بلاؤ مجھے۔" وہ اسکے بازو کو پکڑ کر کہتا فریش ہونے چلا گیا۔ "سب سمجھتی ہوں میں۔ محبت بھی ساتھ رہتی
اور دولت بھی۔" وہ بڑبڑائی اور پیروں کو ہیلز سے آزاد کیا۔

ابرک شب خوابی کا لباس پہن کر سونے کے لئے سارے بیڈ پر قبضہ جما چکا تھا۔ اسے غصہ تھا دادا کو دھوکہ دینے
کا سوچنے کا۔

آج وہ اتنا تھک گئی تھی لباس تبدیل کرنے کا دل ہی نہ چاہا۔

وہ بیڈ کے تقریباً درمیان میں یوں لیٹا تھا کہ ارد گرد دونوں طرف جگہ کم تھی کسی دوسرے انسان کے لیٹنے کے لئے۔

"ابرک!"

وہ بیڈ کے کنارے پر گھٹنوں کے بل بیٹھتی اسے پکارنے لگی۔

"ابرک مجھے بھی سونا ہے تھوڑا سا آگے ہوں۔"

وہ کفر ٹرپر ایک ہاتھ رکھے دوسرے ہاتھ سے اسے ہلاتی ہوئی بولی جو ہیڈ فون لگائے کچھ بھی سننے کے موڈ میں نہ تھا۔

پہلے تو جھجک کر اسے بلایا گیا۔

"ابرک آفندی!" مجھے بھی سونا ہے پلیز تھوڑا سا سائیڈ پر ہو جائیں۔

"تمہارے لئے بھی جگہ ہے" اس نے اپنے پاس تھوڑی سی چھوڑی جگہ پر ہاتھ سے اشارہ کیا۔

وہ آنکھیں موندے ہیڈ فون لگائے ہی بڑبڑایا۔

وہ ابھی تک اسی گاؤن میں ملبوس تھی۔ یعنی وہ آج ابھی تک اپنے شادی کے جوڑے میں تھی۔ نہ جانے کیوں

اسے آج شرم آئی شاید اب یہ مذاق نہیں تھا۔ شادی تھی۔ ساری عمر نبھانے والی شادی۔ وہ شرم سے سب سوچ

رہی تھی۔

اسکی بات پر حیرت سے اسکی بے رخی اور اب اس تھوڑی سی بچی جگہ کو دیکھتی گنگ تھی۔

"آپ پلیز آنکھیں کھول کر دیکھیں سر جگہ بہت کم ہے۔" وہ ہلکی سی آواز میں بولی۔

اس نے ہیڈ فون اب گردن میں ڈال لیا تھا۔

اسے گھور کر دیکھا تھا اور پھر سے اسی طرح بیڈ پر قابض ہو گیا تھا۔

"میں نے نہیں کہا تھا مجھ سے شادی کر لو اور نہ ہی یہ کہا تھا کہ اپنا بیڈ تمہارے لئے چھوڑ دوں گا۔" وہ کمفرٹر منہ تک اوڑھے بغیر کسی لگی لپٹی کے بولا۔

عجوبہ نے کچھ پل اسے دیکھا۔

"یا تم اتنی موٹی ہو کہ تمہیں زیادہ جگہ چاہیے؟"

ابرک آفندی یہ نہیں جانتا تھا کسی لڑکی کو موٹا کہنا خود کشی کے مترادف ہے۔ وہ غصے سے دانت پیستی بولی۔

"ٹھیک ہے سر جیسے آپ کی مرضی۔"

اس نے کہتے ہی اس کے بالکل ساتھ لیٹ کر اسے دھکا دیا اور کمفرٹر کھینچ کر اپنے اوپر لیا۔

اچانک حملے پر وہ تیار نہیں تھا تو تھوڑا سا کمفرٹر وہ اپنے اوپر لینے میں کامیاب ہو گئی اور سکون سے لیٹ گئی مگر ابرک نے دوبارہ کمفرٹر کھینچ کر اپنی طرف کر لیا وہ منہ کھولتی اسے دیکھنے لگی۔

کافی وقت تک دونوں کمفرٹر سے کھینچتا رہے۔

"مگر کہتے ہیں نہ مجبوری کا نام شکریہ۔"

اب وہ بالکل اس کے ساتھ جڑی جہاں تک ممکن تھا اسے دور دھکیلتی اپنے لئے جگہ بنا کر لیٹ گئی۔

وہ حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا جو بڑے آرام سے اپنے لئے جگہ بنا کر سونے کی تیاری میں تھی۔ اچانک سے زندگی بدل گئی تھی۔

دونوں کارہن سہن پہننا اوڑھنا بات چیت کرنے کا طریقہ سب الگ تھا۔

وہ ضدی مغرور مگر سلجھا ہوا شہزادہ تھا تو وہ معصوم مگر خود سر اور جھلی پھر بھی ہر بات مان جانے والی شہزادی۔

وہ اس سے اپنے حق کے لئے ضد کر رہی تھی اور وہ کسی کے لئے کچھ نہ چھوڑنے والا اسے اسکا حق دے رہا تھا
تھوڑا سا ہی صحیح مگر دے رہا تھا۔

"ایک میڈ کی شادی اسکے باس سے۔"

"یہ تو سچ میں سنڈریلا کی کہانی جیسا ہوا ہے سب مگر میرا شہزادہ تو پہلے سے کسی پری کو اپنا دل دے بیٹھا ہے اور
میں کونسا اسکی ملازمہ تھی۔" عجوہ چت لیٹے چھت کو گھورتی سوچ رہی تھی۔
جب کہ وہ کچھ بھی سوچے بغیر اسی کی طرح چت لیٹا چھت کو گھور رہا تھا۔

"یہ کیا سوچ رہے ہوں گے؟"

"ایلف کے بارے میں؟"

عجوہ نے زور سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

"سر آپ نے ایلف کو بتا دیا ہماری شادی کا؟"

وہ چھت کو گھورنا چھوڑا اسکی طرف متوجہ ہوا۔

سائیڈ بدل کر اسے دیکھنے لگا۔

"ہماری شادی؟" وہ بڑبڑایا۔

"مطلب آپ کی شادی ہو گئی ہے سر۔"

"مجھے سر کہنا بند کرو اب رک بلایا کرو سر کہہ رہی ہو تو ایسا لگ رہا ہے میں تمہارا پروفیسر ہوں اور تم میری سٹوڈنٹ

۔"

عجوہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے یہ اسے نام لینے سے منع کر رہا تھا اب جب وہ عمل کر رہی تھی تو

پھر سے ٹوک دیا۔

وہ اس سے نرمی سے بات کر رہا تھا اسے کچھ ہمت بندھی اور وہ بھی اسی کی طرح سائیڈ بدل کر اسے دیکھنے لگی۔
"ایلف کی یاد آرہی ہیں آپ کو؟" وہ اپنی شادی کی رات اپنے شوہر سے اسکی محبت کے بارے میں پوچھ رہی تھی
وہ اسکی فراخ دلی پر ہلکا سا مسکرایا۔

"تم سو جاؤ مجھے جو کرنا ہے میں خود کر لوں گا۔"

وہ چھت کو دیکھتی اچانک حواس باختہ ہو گئی۔

اسکی نظروں کے تعاقب میں اس نے دیکھا تو وہ بھی ہوش کھونے کے قریب تھا دونوں ایک دوسرے کے ساتھ
لگے بچنے کی کوشش میں تھے۔

"وہ ہمیں دیکھ رہی ہے۔" وہ کپکپاتی آواز میں بولی۔

"شش آہستہ بولوسن لے گی۔" آواز تو ابرک کی بھی لرز رہی تھی۔

"اسے ہماری زبان سمجھ میں آتی ہے؟"

وہ سرگوشی کرتی بولی مبادا وہ اسکی آواز سچ میں سن ہی نہ لے۔

"مجھے کیا پتہ میں نے کبھی چھپکلی سے بات نہیں کی۔" وہ دانت پیستہ سرگوشی کرتا بولا۔

"یہ بہت گندی دکھ رہی ہے اسکا کلر دیکھیں لگتا ہے نہاتی نہیں ہے۔" وہ چھت پر چپکی چھپکلی کو کن اکھیوں سے
دیکھتی سرگوشی کرنے لگی۔

"تمہیں بہت فکر ہو رہی ہے اس چھپکلی کی۔"

وہ اسکی طرف دیکھ کر غرایا۔

عجوبہ کے تاثرات کچھ نرم پڑے تو اس نے دوبارہ چھت پر دیکھا اب وہاں وہ بھدی سی چھپکلی نہیں تھی اس نے
شکر ادا کیا۔

مگر اگلے ہی لمحے عجمہ کی چیخوں سے وہ پریشان ہو گیا۔

وہ خوف سے بات بھی نہیں کر پار ہی تھی بس آنکھوں سے اشارہ کر رہی تھی چھت سے یہ چھپکلی انکے درمیان کمر ٹر پر گری تھی۔

ابرک نے پھرتی سے وہ کمر فرٹ جھاڑا اور دونوں کمر ٹر کے اندر محفوظ پناہ گاہ میں چھپ گئے۔

ڈرتے ڈرتے اسی پوزیشن میں لیٹے کب دونوں کی آنکھ لگی انہیں خود بھی اندازہ نہ ہوا۔

وہ پھیل کر سارے بیڈ پر قابض تھا اسے نیند میں بھی تھوڑی جگہ ہونے کے باعث کروٹ بدلنے میں مسئلہ ہو رہا تھا۔

صبح جب اسکی آنکھ کھلی ابرک اسے اپنے حصار میں لے کر اسکا مسئلہ حل کر چکا تھا۔

وہ کتنے ہی لمحے اسے دیکھتی رہی۔

"اب ہمیں ساری عمر ساتھ رہنا ہے۔ تم میرے شوہر میں تمہاری بیوی۔" وہ اسکے دلکش نقوش کو دیکھتی

مسکراتی ہوئی اپنی سوچ پر شرمائی۔ ابرک اسے مکمل اپنے حصار میں لئے ہوئے تھا وہ اسکے سینے پر سے سراٹھا کر

اسے دیکھتی سوچ رہی تھی۔ ابرک ہلکا سا کسمسایا تو وہ واپس اپنا سر اسکے سینے پر رکھ کر خود کو اسکے حصار میں قید

کرتی مسکراتے ہوئے اسکی دھڑکن سننے لگی۔

اسے یہ مشغلہ پسند آیا تھا۔ وہ بار بار سراٹھا کر اسے دیکھتی تو وہ ہلنے لگتا جیسے اسکی موجودگی اسے سکون دے رہی

ہو اور وہ اسکے دور ہونے پر بے آرام ہو رہا ہو۔ وہ ہنستی ہوئی واپس اسکے سینے پر سر رکھتی تو اسے پر سکون دیکھ کر

خوش ہو جاتی۔ کتنی دفعہ یہ کھیل کھیلنے کے بعد وہ اسکے سینے پر سر رکھے اسکی چوڑی ہتھیلی کو اپنے ہاتھوں میں لئے

اسکے اٹھنے کا انتظار کرنے لگی۔

ابرک کی آنکھ کھلی تو وہ اسکے سینے پر سر رکھے اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لئے نہ جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔ وہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہتا تھا مگر نہ جانے کیا سوچ کر وہ ایسا نہ کر سکا۔ کافی دیر تک انتظار کرنے کے بعد اس نے اپنا ہاتھ نکالنا چاہا۔ عجب وہ نے فوراً اسکا ہاتھ چھوڑ دیا جیسے کوئی چوری پکڑے جانے کا ڈر ہو۔

"تم فریش ہو جاؤ پھر میں جاؤں گا۔" رات والا غصہ اب کہیں نہیں تھا۔

"تم چلے جاؤ میں انتظار کر لوں گی۔" اس نے فراخ دلی کا ثبوت دیا۔

"کبھی کوئی بات نہ ماننا بس تم میری۔" وہ اسے گھورتا ہوا چلا گیا۔

"مطلب بھلائی کا تو کوئی زمانہ ہی نہیں۔" وہ اسکے جانے کے بعد خود کلامی کرتی سکول کے لئے تیار ہونے لگی۔

ہر طرف ابرک آفندی اور عجب آفندی کی شادی کا چرچہ تھا۔ بالٹن ہائی سکول میں وہ دونوں شادی کے بعد آج آئے تھے اور ایک سلیبرٹی کپل ماڈرن سینڈر یلا اور اسکا شہزادہ یا یوں کہہ لیں ہر وقت ڈسکس کیا جانے والا کپل بن چکے تھے۔

ہر طرف انکے ریسپشن کا شور تھا اب تک تو وہ دونوں مانچسٹر کے ینگ ٹین اتج میرڈ کپل کے نام سے مشہور ہو چکے تھے۔ اس کا انداز ان دونوں کو ہی آج سکول آکر ہوا تھا۔

جیڈ اور نشا خوش دلی سے دونوں ے ملیں۔ ابرک نے بھی اپنا سر دپن ایک طرف رکھ کر ان سے بات کی۔

"تم دونوں کے ریسپشن کی تصاویر بہت پیاری ہیں اور ہر طرف تم دونوں کا ہی تذکرہ چل رہا ہے۔" جیڈ نے اپنی خوشی کا برملا اظہار دونوں کو گلے مل کر کیا۔

"میں نے کہا تھا ناسارے سکول کو ٹیگ کروں گی۔ میں نے تمہارے نکاح اور ریسپشن کی پکچرز ہر جگہ سب کو ٹیگ کی ہیں۔" وہ اپنا کارنامہ بتاتی بہت خوش تھی۔

"اسکی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی۔" عجوہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیسے ضرورت نہیں تھی۔ ہماری بیسٹ فرینڈ کی شادی اس سکول کے سب سے ہینڈ سَم اور ٹاؤن کے سب سے اچھے اور مشہور لڑکے سے ہوئی ہے۔"

اس پکچر کا ہیش ٹیگ دیکھو۔

"ماڈرن سنڈریلا اور اسکا پرنس۔" نشانے دونوں کو وہ تصویر دکھائی جب عجوہ آنکھیں موندیں کھڑی تھی اور ابرک اسکی پیشانی چوم رہا تھا۔

نہ جانے کیوں عجوہ بلش کرنے لگی۔ ابرک اس لمحے کو اپنی دلکش نگاہوں میں بھرتا ان تینوں کو باتیں کرتے چھوڑ اپنی کلاس لینے چلا گیا۔

دونوں کا روزانہ کا معمول بن گیا تھا ایک دوسرے کے ساتھ سکول آنا اور روز کسی نہ کسی بات پر لڑکر پھر صلح کر کے سونا۔

سب کچھ نارمل تھا لیکن جو چیز نارمل نہیں تھی وہ تھی ابرار کی خاموشی اور جیسمین کا منظر سے غائب رہنا۔ ابتسام آفندی بھی دونوں کو روزانہ شادی کی اہمیت اور میاں بیوی کی وفاداری پر لیکچر دیتے۔

وہ دونوں ابھی پڑھ رہے تھے۔ پر ایک ساتھ رہتے تھے اور ابتسام آفندی کی شدید خواہش تھی اپنے پوتے کی اولاد دیکھنے کی۔ یہ خواہش فی الحال تو انہیں پوری ہوتی نظر نہیں آرہی تھی۔

شام کو سوئمنگ پول کے پاس بیٹھی عجوہ پانی میں کبھی اپنے پیر ڈالتی تو کبھی ہاتھ سے پانی کے سکوت میں لہریں بناتی خوش نظر آرہی تھی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ جاؤں؟" مردانہ آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔ نیل ہاتھ میں کافی کا مگ تھا مے چہرے پر مسکراہٹ سجائے اجازت کا طلب گار تھا۔

"بالکل تم یہاں بیٹھ سکتے ہو۔" وہ بھی جواباً مسکرائی۔

"تمہیں کافی پسند ہے؟" اس نے بات شروع کرنے کو موضوع تلاش۔

"نہیں۔" وہ پھر پانی سے کھیلنے میں مصروف ہو چکی تھی۔ نیل اسکی لاپرواہی پر بغور اسے دیکھنے لگا۔ وہ بہت معصوم تھی۔ مسکراتے ہوئے تو اور بھی زیادہ معصوم لگ رہی تھی۔

نیل بھی خاموشی سے کافی پینے لگا۔

"تم ہمیشہ سے یہی رہتے ہیں؟"

"جب سے مام نے شادی کی ہے میں آدھا سال ڈیڈ کے ساتھ اور آدھا سال مام کے پاس رہتا ہوں۔"

وہ بہت دھیمے لہجے میں نرمی سے بات کرتا تھا۔

"تو سکول کا کیا کرتے ہو؟"

"جب تک سکول تھا پر اہل علم تھا اب یونیورسٹی جاؤں گا تو ہاسٹل میں رہوں گا۔"

"یہ تو بہت اچھا ہو گیا۔" وہ خوش ہوئی تھی اسکی بات پر۔ نیل نے غور کیا وہ کسی کی اداسی والی بات سن کر اداس

اور خوشی کی بات سن کر خوش ہوتی تھی۔ کیا ایسا سب کے لئے کرتی تھی یا نیل کچھ خاص تھا؟ وہ اسے دیکھتا

سوچوں میں گم تھا مگر وہ دوبارہ پانی سے کھیلنے میں مصروف ہو چکی تھی۔

کافی دیر وہاں بیٹھ کر وہ اپنا مگ ہاتھ میں تھا مے چلا گیا۔

ایلف نے سوشل میڈیا پر ابرک کی شادی کی تصاویر دیکھی تھیں۔ وہ جلن کے احساس سے دوچار تھی۔ بار بار اسی نمبر سے کالز آرہی تھیں اسے جھنجھلاہٹ ہو رہی تھی۔

"میں نے بتایا ہے آپ کو میرا اب وہاں کوئی کام نہیں وہ شادی کر چکا ہے۔ میرا بہت اچھا دوست رہا ہے وہ پر اب وہ آگے بڑھ گیا ہے۔"

"وہ خوش نہیں ہے۔ اسے زبردستی شادی پر مجبور کیا گیا ہے اور تم۔ تمہیں فرق نہیں پڑتا کہ اسکی شادی ہو گئی ہے آخر وہ تمہاری محبت ہے۔"

وہ جو کوئی بھی تھا بار بار اسے احساس دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ غلط کر رہی ہے اپنی محبت کو کسی کے لئے چھوڑ کر وہ بھی اس طرح کہ وہ خوش نہیں ہے۔

"اسکی ریسپشن کی تصاویر دیکھ کر تو نہیں لگتا کہ وہ خوش نہیں۔ وہ جل کر طنز کرتی غرائی۔

تم وہاں اتنی دور بیٹھی ہو تو کیسے اندازہ لگا سکتی ہو وہ خوش ہے یا اداس۔"

وہ بہت غور سے ساری بات سن رہی تھی۔

"اور اگر خوش ہے بھی تو واپس آؤ اسے یاد دلاؤ کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے اتنی آسانی سے اپنی محبت کو کسی اور کا

ہونے دو گی؟ میں نے تو سنا تھا ایلف اپنا حق کبھی نہیں چھوڑتی۔"

وہ جو کوئی بھی تھا کیا نہیں جانتا تھا ایلف کو یہ سارا حق مل رہا تھا مگر اس نے خود سب کچھ چھوڑ دیا اپنی ایک خواہش کے لئے۔

"تمہیں وہ سب ملے گا جو تم چاہتی ہو بس تھوڑی سے مدد کرنی ہو گی تمہیں بالٹن واپس آنا ہو گا۔"

ان کی بات کافی دیر تک ہوتی رہی تھی۔ کال منقطع ہو چکی تھی اور ایلف نے اپنا ماسنڈ سیٹ کر لیا تھا وہ اپنا سارا کام وہیں چھوڑ کر پیکنگ کرنے لگی تھی۔

.....
"داداجی دیکھیں میں نے اب داڑھی رکھ لی ہے۔"

نیل ابتسام کے پاس ان کے کمرے میں بیٹھا تھا۔

"اچھے لگ رہے ہو۔"

وہ مسکرایا تھا۔

"مجھے مسلمان ہونا ہے۔"

"تم ہر بار یہی ایک بات کہتے ہو بیٹا یہ ایک دن کا جذباتی فیصلہ نہیں ہے اسے ساری عمر نبھانا پڑتا ہے۔

میں نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر اور اسلام کو سمجھ کر کیا ہے داداجی۔"

"اللہ تمہیں ثابت قدم رکھے۔" وہ طمانیت سے مسکرائے۔

نیل نے جب سے ابتسام آفندی سے اسلام کے بارے میں بات کرنا شروع کی تھی اسے یہ مذہب پسند آیا تھا اور

اب وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اسے اپنی زندگی کس طرح سے گزارنی ہے۔
.....

آج کافی دنوں بعد عجوہ کو بدلہ لینے کا موقع ملا تھا۔

"مجھے موٹی کہا تھا نہ اب بتاتی ہوں۔" وہ خود کلامی کرتی بیڈ پر لیٹی اور اپنے ساتھ اپنے سے بھی بڑا اور موٹا سا بھالو

پکڑ کر بیڈ لٹایا۔ اسے اپنے ساتھ لگائے آدھے سے زیادہ بیڈ پر قبضہ کئے وہ سو گئی۔

ابرک کمرے میں داخل ہوا تو حسبِ معمول عجوہ نے اپنا سارا سامان ہر طرف بکھیرا ہوا تھا۔ کتابیں بیگ کپڑے

جوتے اور میک اپ کا سامان۔

صرف یہی ایک فرق تھا ابرک کی شادی شدہ اور غیر شادی شدہ زندگی میں۔

وہ تاسف سے سر جھٹکتا آگے بڑھا اور اپنی عادت کے مطابق نہانے چلا گیا۔

فریش ہو کر لوٹا تو بیڈ کی طرف بڑھا جہاں اس کے لئے جگہ ہی نہیں بچی تھی۔

عجوبہ آفندی پورے استحقاق کے ساتھ اسکے بیڈ پر سو رہی تھی۔ اپنے ارد گرد کشن رکھے ساتھ میں بڑا سا ٹیڈی
بیسر کو اپنے حصار میں لئے وہ سو رہی تھی۔

ابرک نے سارے کشن وہاں سے ہٹائے۔ سب سے زیادہ غصہ اسے اس ٹیڈی پر آیا تھا۔

اس نے ایک جھٹکے سے اس ٹیڈی کو پیچھے کیا جس سے وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔

"کیا ہوا ہے؟" اسکے بال اسکے چہرے پر بکھرے تھے۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" جھنجھلاہٹ اسکے انداز سے عیاں تھی۔

"کون؟" وہ اپنے بال پیچھے کرتی ارد گرد دیکھتی ابھی تک نیند میں تھی۔

"یہ؟" ابرک نے زمین کی طرف اشارہ کیا۔

اسے اپنی حرکت یاد آئی تو وہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر ہنسی چھپانے لگی۔

"اور یہ کونسا طریقہ ہے سارے بیڈ پر قبضہ جما کر سونے کا؟" وہ کشن کو پیر مار کر پیچھے کر تا بیڈ کر اوٹن سے ٹیک لگا

کر بیٹھ گیا۔

"میں تمہارے لئے بہت جگہ چھوڑ کر سوئی تھی مگر تم شاید بہت موٹے ہو اسی لئے تمہیں جگہ کم لگی۔" آخر اسکے

الفاظ واپس اسے لوٹا ہی دئے وہ فخریہ گردن اکڑا کر اسے دیکھنے لگی۔

"موٹا میں نہیں موٹا یہ ہے بلکہ سائنڈ ہے آج کے بعد یہ مجھے یہاں اس بیڈ پر تمہارے ساتھ نظر نہ آئے۔" اس

نے بیڈ پر بیٹھے بیٹھے ہی اس ٹیڈی کو پھر سے ٹانگ ماری۔

"یہ بہت کیوٹ اور پریٹی ہے۔ موٹا سائنڈ اور کدو تم ہو جو میرے ٹیڈی کی خوبصورتی سے جل رہے ہو۔"

عجوبہ گھٹنوں کے بل چلتی ابرک کی ٹانگوں کو پھیلا گئی آدھی زمین پر جھک کر اس بڑے سے ٹیڈی کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگاتی اسی طرح بیٹھی تھی۔ وہ اسے پیار سے اسکے سر تو کبھی پشت پر ہاتھ پھیرتی کن آنکھوں سے ابرک کو دیکھ رہی تھی۔ ابرک آفندی اپنے سے زیادہ اس سانڈ جیسے بھالو کی خاطر مدارت پر سیخ پا ہوا اور اپنی ٹانگیں کچھ اوپر کو کیں جس سے عجوبہ آفندی کا بیلنس خراب ہوا اور وہ زمین پر گرنے ہی والی تھی جب ابرک نے اسے بیڈ پر گرایا۔ وہ کمر کے بل بیڈ پر سیدھی گری۔ ابرک اسکی طرف مڑا اور اسکے سیاہ آنکھوں میں جھانکتا گویا ہوا۔

"مجھے تمہارے آس پاس بھی یہ سانڈ نظر نہ آئے چھپکلی۔" وہ اسکا بازو اسکی کمر سے ٹکا چکا تھا اور نہ اب تک عجوبہ جوانی وار کر چکی ہوتی۔

وہ اسے حیرت سے دیکھتی وہاں سے نکلنے کی راہ ڈھونڈھ رہی تھی ابرک کے دونوں بازو اسکے چہرے کے ارد گرد تھے۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا کوئی رستہ نظر نہ آیا تو اسی کو دیکھنے لگی جو زیادہ مشکل تھا۔ وہ اسکے بالکل سامنے تھا۔

"چھپکلی نہیں ہوں میں۔" وہ احتجاج کرتی اسے گھورنے لگی۔ "چھپکلی ہی ہو تم اسی لئے تمہاری رشتہ دار آگئی تھی تم سے ملنے ورنہ کبھی ایسا نہیں ہوا۔" وہ بہت غور سے اسکے نقوش دیکھ رہا تھا نہ جانے کیوں عجوبہ کو اس طرح سے اسکا دیکھنا صرف اسے دیکھنا اچھا لگا۔ وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتی رہی۔

ابرک اس سے دور ہٹا اور واپس اپنی جگہ پر لیٹا۔ وہ بھی سونے کے لئے لیٹ گئی۔

رات کے کسی پہر جب عجوبہ آفندی اپنے شوہر کی پناہوں میں سمٹی پر سکون سی سو رہی تھی وہ بڑا سا بھالو زمین پر منہ بنا کر بیٹھا اپنی نہ قدری پر اداس تھا مگر ابرک آفندی نیند میں بھی چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے اس بھالو نما سانڈ سے اپنی جیت کی کامیابی پر خوشی منا رہا تھا۔

باب نمبر 5

"جلن دل کی لکھیں جو ہم دل جلے"

"تم تو بھول ہی گئی ہو ہمیں شادی کے بعد ایک دفعہ بھی ملنے نہیں آئی۔"
"امی آپ کیسی بات کر رہی ہیں ابھی وقت ہی کتنا ہوا ہے شادی کو۔"

"مجھے تو دن رات تمہاری فکر ستاتی رہتی ہے۔

"کہیں ایسا تو نہیں تمہیں ابرک نے منع کیا ہے؟"

حرا کی بات پر وہ اچھلی۔ موبائل کندھے اور سر کے درمیان رکھے وہ حرا کے شکوے سنتی اپنی کتابیں ایک طرف رکھتی اب مکمل طور پر حرا کی بات کی طرف متوجہ تھی۔

"امی ایسی کوئی بات نہیں ہے میں آج ہی داداجی سے اجازت لے کر آپ سے ملنے آؤں گی۔"

حرا کو تسلی دے کر اس نے فون رکھ دیا۔

ابرک کو کیا اعتراض ہو گا بھلا۔ حرا کا اس پر الزام لگانا عجوبہ کو برا لگا۔ کتنی ہی دیر وہ اسی طرح بیٹھی سوچتی رہی۔

"اتنی جلدی بھی کوئی بدلتا ہے بھلا؟" وہ حیران تھا اسے دیکھ کر جو بہت سلیقے سے کام کرنے کی کوشش کرتی تھی وہ الگ بات تھی اس سے کچھ بھی ڈھنگ سے ہوتا نہیں تھا۔

آج اس نے اپنی پسند کے برعکس ایک ایشین لباس زیب تن کیا تھا جو داداجی نے بڑے ارمانوں سے اسکے لئے خاص پاکستان سے منگوایا تھا۔

لباس زیب تن تو کر لیا تھا مگر اسے سنبھالنا اسے جان جو کھم کا کام لگ رہا تھا۔

ابرک آفندی ٹک ٹکی باندھے اسے نہار رہا تھا وہ چاند سی لڑکی اسے کوئی گڑیا لگ رہی تھی۔ سیاہ بالوں کو پونی میں قید کئے وہ اپنی ہی دنیا میں مگن تھی۔ مشرقی لڑکی کی خوبصورتی اسکے مکمل لباس میں ہی ہے اسکا یقین آج ابرک آفندی کو ضرور ہوا تھا۔ وہی لڑکی دن رات اسکے ساتھ اسکے سامنے رہتی تھی کبھی اسے اتنی دلکش نہیں لگی جتنی

آج لگ رہی تھی۔ ابرک آفندی ابھی انجان تھا کہ بات اسکے اپنے دل کی ہے جسے وہ چاند سی لڑکی ہر حال میں ہر روپ میں اچھی لگتی ہے۔

نیل نے اس سے کچھ پوچھا تھا۔ مسکراتی ہوئی گرے آنکھوں میں ناپسندیدگی کا عنصر چھلکا تھا۔

وہ ان دونوں کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا پھر سے داداجی کی جانب متوجہ ہوا۔

"میرا اب بالکل موڈ نہیں ہو رہا کہیں بھی جانے کا۔ میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔" وہ منہ کے زاویے بگاڑتا بچوں کی طرح بتا رہا تھا۔

"تمہارا فرض بنتا ہے کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ جاؤ۔" ابتسام آفندی نے چشمہ کو تھوڑا سا آنکھوں سے نیچے کر کے اسے گھورا۔

"آپ نے میری لائف کو کیا بنا دیا ہے۔ یہ کوئی عمر ہے بیوی کے آگے پیچھے گھومنے کی۔ ابھی تو زندگی انجوائے کرنے کا وقت ہوتا ہے۔" وہ اب تک ناراض تھا۔

"دیکھو بھئی یہی اصل مزہ ہے زندگی جینے کا۔ تم دونوں مل کر فیصلہ کرو کیا کرنا ہے کیسے زندگی گزارنی ہے اور گرل فرینڈ بنا کر بھی تو اسکے خزانے اٹھانے ہوتے ہیں۔ بیوی کے ساتھ عزت سے رہ لو۔"

"آپ اور آپ کی باتیں۔" وہ بڑبڑایا۔

"تمہیں آج کل کچھ زیادہ ہی زبان نہیں لگ گئی۔"

مصنوعی خفگی سے اسے دیکھتے وہ اس کی نظروں کا تعاقب کرتے اصل وجہ سمجھ گئے تھے۔ آخر اسکے دادا تھے بقول انکے انہوں نے بال دھوپ میں سفید نہیں کئے۔

"میری ساری لائف چینج ہو گئی ہے اور یہ میڈم کتنی خوش ہے۔" وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔

اسکے تاثرات سے اس وقت وہ بالکل بھنا ہوا کباب ہی لگ رہا تھا۔

"لڑکیاں اتنی جلدی ہی بدل جاتی ہیں شادی کے بعد۔ وہ بھی اپنے سسرال کے سٹیٹس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کے رنگ میں مکمل نہ صحیح تھوڑا سا ضرور ڈھل گئی ہے۔ چند دنوں ہی میں وہ ہمارے گھر میں ایڈجسٹ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

دادا پوتا ہال کمرے میں بڑے سے فانوس کے نیچے بیٹھے ایک دوسرے سے سرگوشی میں رازدارانہ طریقے سے بات کر رہے تھے۔ دونوں کا الگ ہی رومانس تھا جو کبھی ختم نہ ہوتا تھا۔

جیسمین ہمیشہ کی طرح فل میک اپ میں لبوں کو سرخ رنگ سے رنگ کر بالوں کا اچھا سا ہیئر سٹائل بنا کر تیار ہوئی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی پارٹی میں جا رہی ہے۔ وہ ہائی ہیل میں ٹک ٹک کر کے چلتی اپنے کمرے سے نکلی تھی۔ بارہ بجے اسکے دن کی شروعات ہوئی تھی۔

نیل اور عجوہ کو لان میں بات کرتے کھڑا دیکھ کر جیسمین نے آنکھیں سیٹھ کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔ وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔ عجوہ بھی اسے پھولوں کی طرف اشارہ کر کے کچھ بتا رہی تھی۔

اس نے نظریں گھما کر اس منظر کو نظر انداز کیا جب ہال میں صوفے پر بیٹھے دادا پوتا کھڑکی سے ان دونوں کو دیکھنے کی بجائے آپس میں بات کر رہے تھے۔

"یہاں تو سب کا اپنا اپنا رومانس جاری ہے۔" وہ سر جھٹکتی وہاں سے ٹک ٹک کی آواز پیدا کرتی چلی گئی۔ "ٹھیک ہے میں چلا جاؤں گا اسکے ساتھ۔" ابرک نے مسکرا کر دادا جی کا گال چوما اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

ابرک آفندی کے لئے کسی اور کے گھر آکر رہنا بالکل ایک نیا اور الگ تجربہ ہے۔ میں نہیں کر سکوں گا۔"

وہ ہمیشہ سے الگ رہنا اور کم بولنا پسند کرتا تھا۔ اسی لئے بضد تھا۔ دس منٹ پہلے وہ رضامندی سے تیار ہونے گیا تھا اور اب تیار کھڑا جینز ٹی شرٹ پہنے بالوں کو ماتھے پر بکھیرے نہ جانے کی خبر دینے آیا تھا۔ پر آج تک اسکی زبان نافرمانی میں کھلی تھی جو آج کھلتی۔

"شادی دو طرفہ تعلق ہوتا ہے اور لڑکا لڑکی دونوں کو ہی کہیں نہ کہیں سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے۔ اب مزید کوئی بحث نہیں جا کر فریش ہو اور بہو کے ساتھ جاؤ۔ کچھ دن وہیں رہنا کوئی شکایت نہ ملے مجھے۔" تنبیہ کی گئی۔

"آپکا حکم سر آنکھوں پر۔" اچانک اسکا موڈ خوشگوار ہو گیا۔

دادا جی نے مسکرا کر اسے اپنے کمرے کی طرف جاتی سیڑھیوں پر چڑھتے دیکھا۔ پھر اس جگہ دیکھا جہاں کچھ دیر پہلے نیل اور عجوہ کھڑے تھے۔ نیل وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ ابرک کے چند دنوں میں ہی بدلتے جذبات دیکھ کر مطمئن سے ہو گئے۔

عجوہ آفندی اور ابرک آفندی ڈنر کے لئے کچن میں موجود چھوٹے سے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے۔

رات کا کھانے پر وہ شدید پریشانی کا شکار تھا کہ سب سے کیا بات کرے۔ حاشر کے تو سوالات ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔ ابرک بس ہاں یا نہ میں سر ہلاتا وقت گزار رہا تھا۔

اسے خاص مشرقی داماد والا پروٹوکول دیا جا رہا تھا اور وہ لحاظ میں اب تک خاموش تھا پر اسکا معدہ مزید یہ پروٹوکول برداشت نہیں کر سکتا تھا اور اسکا اندازہ ابرک آفندی کے چہرے کے عجیب ہوتے تاثرات سے خوب لگایا جاسکتا تھا۔

گرے آنکھوں نے کتنی ہی دفعہ عجوہ کی طرف مدد کے لئے دیکھا تھا لیکن وہ تو سب سے اپنے لاڈاٹھوانے میں اس قدر مصروف تھی بے چارے ابرک کے معدے پیٹ آنتیں کسی کی بھی دہائی اسے سنائی نہ دی۔

کھانے کے بعد حرا اور زیشان اسکی بلائیں لیتے اپنے کمرے میں اور حاشر اپنے صوفے پر براجمان ہو گیا۔

ابرک کو اپنے کمرے میں لے کر جاتے ہوئے عجب کو تھوڑی جھجک محسوس ہوئی پر اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ گھر میں کمرے ہی دو تھے۔ حرا اور زیشان سونے جا چکے تھے۔ حاشر اپنا صوفہ سنبھال چکا تھا اب بچا تھا تو صرف عجب کا سنگل بیڈ والا چھوٹا سا کمرہ جہاں جگہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ وہ کمرہ اتنا چھوٹا تھا کہ شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جاتا۔

کوئی کتنا ہی کانفیڈنٹ کیوں نہ ہو زندگی میں اکثر مقامات پر احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتا ہے ایسا ہی اس وقت عجب آفندی کا حال تھا کہاں آفندی پیلس جیسا محل نما گھر اور کہاں اسکا مچس کی ڈبیا جیسا کمرہ۔ وہ اسے لئے اپنے کمرے کی طرف بڑھی گو کہ راستہ اتنا مشکل نہ تھا ہال کمرے سے چند قدم کا فاصلہ ہی تو طے کرنا تھا۔ "یہ میرا کمرہ ہے۔" عجب نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بتانا ضروری سمجھا۔

چھوٹا سا سنگل بیڈ سفید جھالی دار پردے اور

کمرے کے ایک کونے میں پڑا اسٹڈی ٹیبل۔ بس اتنا ہی تھا اس کمرے میں کچھ دکھانے یا بتانے لائق۔

ایک چھوٹا سا شیشہ بھی تھا جو الماری کے دروازے کے باہر کی طرف تھا۔

ابرک سارا کمرہ دیکھتا سونے کے لئے جگہ ڈھونڈھنے لگا کیونکہ اس چھوٹے سے بیڈ پر دونوں کا سونا یقیناً مشکل تھا۔

"تم کہاں سوؤ گی؟" ابرک نے بھنویں اٹھا کر استفسار کیا۔

وہ ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگی۔

"یہ میرا کمرہ ہے ابرک آفندی اور میں اپنے بیڈ پر ہی آرام کروں گی۔" وہ بیڈ کی طرف بڑھی جب ابرک نے

اسکا بازو پکڑ کر اسے روکا۔

"تو میں کہاں جاؤ پھر؟"

"مجھے کیا پتا؟" وہ لا پرواہی سے کہتی بیڈ پر لیٹ گئی۔

"تم کتنی احسان فراموش ہو؟ میں روزانہ تمہیں اپنے بیڈ پر سونے دیتا ہوں اسکا یہ صلہ مل رہا ہے مجھے؟" وہ صدمے میں اسے دیکھنے لگا۔

"احسان کہاں سے آگیا اس میں؟ بیوی ہوں میں تمہاری۔" وہ بیوی پر زور دیتی اٹھ کر بیٹھی۔

"تو میں بھی شوہر ہوں تمہارا۔" وہ بھی اسی کے انداز میں شوہر پر زور دیتا بیڈ پر بیٹھا۔

"یہاں جگہ سچ میں کم ہے۔" عجوہ نے شرمندہ ہو کر دل کی بات بتائی۔

"ایسا کرتے ہیں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔" ابرک نے اسکا اداس چہرہ دیکھتے ہی حل پیش کیا۔ اسکا اداس یا

شرمندہ ہونا اسے پسند نہیں آیا تھا۔

دونوں بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔

"تمہیں برا تو نہیں لگ رہا یہاں اس طرح رہنا۔"

"مجبوری ہے کیا کر سکتے ہیں" وہ بھی آج عجوہ کے ہی انداز میں کن اکھیوں سے اسے دیکھتا گویا ہوا۔

"میرے ساتھ تم ہمیشہ مجبوری میں پھنس جاتے ہو۔ چاہے شادی ہو یا کمرہ۔" نہ وہ اسکی طرف دیکھ رہی تھی نہ

اس کے چہرے پر کوئی شرارت یاد کھاوا تھا کچھ الگ ہی جذبہ تھا جو ابرک اندازہ نہ کر سکا وہ کیا ہے۔ دکھ 'اداسی'

حسرت یا شاید محبت؟ وہ اپنی سوچ کے گھوڑوں کو وہیں روکتا اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑکی کے پاس لے آیا۔

مطلب صرف اور صرف اسے اس جذبے کی رو میں بہنے سے روکنا تھا یا اسکے چہرے پر واپس وہی شوخی دیکھنا

تھا۔

"کیا ہے؟" وہ آہستہ آواز میں بولی۔

"یہاں اس جگہ سے دیکھو سب کتنا پرسکون ہے کوئی مجبوری نہیں بس اسکا کام ہے سب کو روشنی دینا۔" وہ کھڑکی کے پاس کھڑا اپنا اور اسکا رخ آسمان کی طرف کرتا انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ وہ سب بھول کر چاند کو دیکھنے لگی۔

"یہ چاند صرف روشنی دیتا ہے۔ کتنی بے لوث محبت ہے اسکی جو تاریکی کو ختم کر دیتی ہے۔" وہ روشن سفید چمکتے چاند کو دیکھتا اسکی خوبصورتی میں گم تھا۔ چاند کی روشنی ان دونوں کے چہروں کو مزید دلکش بنا رہی تھی۔ اسکی سرمئی آنکھوں کا رنگ اس وقت سیاہ لگ رہا تھا۔ اور وہ اپنی سیاہ آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ کیا کہنا چاہتا تھا؟ کیا وہ رات کی تاریکی کی طرح سیاہ ہے اور اسے چاند کی روشنی کی طرح عجبوہ کا بے لوث ساتھ چاہیے؟

عجبوہ آفندی تو یہ جانتی ہی نہیں تھی اسکی سیاہ آنکھیں اسے کتنی روشن لگتی ہیں۔ جہاں بے شمار جذبے ہیں جو اسے راتوں کو سونے نہیں دیتے۔ وہ چاند سی لڑکی اسے ایک روشن مستقبل کی امید لگتی ہے جسے وہ دونوں ابھی سمجھ نہیں پارے یا برک کے ارد گرد اتنی اداسی ہے کہ وہ کچھ صاف صاف دیکھ ہی نہیں سکتا۔

"اسکا کام ہے تاریکی کو ختم کرنا۔" عجبوہ نے بھی سیاہ آسمان میں اپنی پوری شان سے جگمگاتے اس گول سے روشنی کے تھال کو دیکھا۔

"تمہیں اور کیا پسند ہے؟" عجبوہ نے اسکی طرف رخ موڑا تو وہ بھی رخ موڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

اب دونوں کا آدھا چہرہ ایک دوسرے کے سامنے تھا۔ وہاں روشنی بہت کم تھی بلکہ نہ ہونے کے برابر۔ اگر روشنی تھی تو صرف اور صرف اس چاند کی جو ان دونوں کے اوپر اتنا جالا کر رہی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔

وہ تو جب بھی اسے دیکھتی کچھ لمحے اسکی دلکشی میں کھو جاتی تھی۔ ابرک کے لئے کسی کا اسے دیکھ کر ایسا محسوس کرنا نیا نہیں تھا۔ وہ ہر جگہ ہر کسی کی نظروں میں اپنے لئے ہمیشہ سے ستائش دیکھتا آیا تھا کبھی اپنے نام اور خاندان کی وجہ سے تو کبھی اپنی چار منگ پر سنیلٹی کی وجہ سے۔ پر اب کچھ الگ تھا وہ اسے گھورتی نہیں رہتی تھی۔ اسے احساس تک ہونے نہیں دیتی تھی کہ وہ اسے ستائشی نظروں سے دیکھتی ہے حالانکہ ایسا تھا تو کچھ غلط نہ تھا وہ اسکی بیوی تھی اور بالٹن میں اپنے کرش پر اپنا آپ نچھاور کرنے والوں کی کمی تو نہ ہوتی تھی۔ وہاں تو سب ٹین اتج میں اپنے اندر رونما ہونے والی تبدیلیوں کو وقتی وابستگی کی نذر کرتے رہتے تھے۔ کبھی ون نائٹ سٹینڈ کے نام پر کبھی ڈٹنگ اور ریلیشن شپ کے نام پر تو کبھی اپنی نئی نئی محبت کے نام پر۔

اگر اس سب میں کچھ نیا تھا تو وہ تھا اسکا ان سیاہ آنکھوں میں گم ہونا جو لا پرواہ بنی رہتی تھیں پھر بھی انکی مقناطیسی کشش اسے اسکی طرف کھینچتی تھی۔

"مجھے ایکٹنگ کرنے کا شوق ہے اور وہ لوگ بہت اچھے لگتے ہیں جو میرے جیسا شوق رکھتے ہوں۔"

"پھر تو مشکل ہے میں تمہیں اچھی لگوں۔" وہ منمنائی۔

پاجامہ اور ڈھیلی سی شرٹ پہنے وہ بہت معصوم لگ رہی تھی اس پر اسکا معصومیت سے کہا گیا جملہ۔ ابرک آفندی مسکرایا۔

"تمہیں کیا پسند ہے؟"

ابرک کے سوال پر اس نے اسے نظر اٹھا کر دیکھا۔

"مجھے گھومنا پھرنا پسند ہے۔ جیڈ اور نشا کے ساتھ سیلرز سے شاپنگ کرنا پسند ہے اور پڑھائی کرنا تو سب سے زیادہ

پسند ہے۔" خوشی سے بتاتی وہ اسکے بالکل سامنے کھڑی ہو چکی تھی۔ ان کے درمیان ہاتھ بھر کا فاصلہ تھا۔

وہ اسکے پرفیوم کی خوشبو کو قریب سے محسوس کر سکتی تھی۔ عجیب طرح کافسوں تھا جو ماحول پر چھایا تھا۔ وہ ایک دوسرے کے بالکل سامنے کھڑے تھے ہر طرف اندھیرا تھا ہلکی سی جو روشنی تھی وہ سیاہ رات میں جگمگاتے چاند کی چاندنی تھی۔ جس میں دونوں کے چہرے روشن اور واضح تھے۔

ابرک اسکے نزدیک ترین ہوا تھا۔ چاند سی لڑکی کو چاند کی چاندنی میں دیکھتا وہ اس لمحے کو ختم کر گیا تھا۔ "اگر اسی طرح جاگتے رہے تو صبح سکول کے لئے لیٹ ہو جائیں گے چلو کسی طرح اسی بیڈ پر سوتے ہیں۔" وہ دو قدم پیچھے ہوا عجوبہ جو ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی اسکی آواز پر جیسے ہوش میں آئی اور سر ہلا کر اسکے پیچھے چل دی۔

وہ دونوں تیار ہو کر ناشتے کی میز پر بیٹھے تھے۔ زیشان بھی تیار تھا آج سے اسے بھی واپس مالک کے پاس کام کر جانا تھا۔ حرا کا ایک پیرکچن میں تو دوسرا ہال میں صوفے پر گدھے گھوڑے بیچ کر سوئے حاشر کے پاس تھا۔ "خدا کا نام ہے اٹھ جاؤ کبھی تو مجھے سکھ کا سانس لینے دو۔" حرا نے قدرے آہستہ آواز میں کہا کہیں ابرک نہ سن لے اور حاشر جسے جاگنے کے لئے گلا پھاڑ کر چلانا پڑتا تھا اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ صبح ہو چکی ہے۔ ابرک اور عجوبہ ناشتے میں مصروف ہو چکے تھے۔ ابرک حرا کو بار بار کچن سے باہر جاتے دیکھ رہا تھا مگر انجان بنا کھانے میں مصروف رہا۔

دونوں ناشتے کے بعد ایک ساتھ سکول کے لئے روانہ ہوئے ہال میں صوفے پر سوئے حاشر کو دونوں نے ایک نظر دیکھا تھا مگر وہ ابھی تک سونے کا فرض انجام دے رہا تھا۔ ابرک کی گاڑی اور ڈرائیور انکے انتظار میں وہیں موجود تھا۔ گاڑی مخصوص راستوں سے ہوتی سکول پہنچ چکی تھی۔ اس دوران دونوں نے کوئی بات نہیں کی۔ عجوبہ مسکرا کر ابرک کو ہاتھ ہلا کر دیکھتی اپنی کلاس میں جانے کے لئے مڑی ہی تھی کہ کسی سے ٹکرائی۔

ابرک اسکے جانے کے انتظار میں وہیں کھڑا تھا جب وہ کسی سے ٹکرا کر لڑکھرائی وہ دوڑ کر اسکی جانب لپکا چند قدم کا ہی فاصلہ تھا جسے اس نے فوراً طے کیا اور اسے کمر سے پکڑ کر گرنے سے بچا لیا۔ آج وہ گرتے ہوئے بھی پر سکون تھی جیسے اسے یقین ہو وہ نہیں گرے گی ابرک اسے بچالے گا۔ "کبھی تو دیکھ کر چلا کرو اگر میں ابھی یہاں پر موجود نہ ہوتا تو؟" وہ اسے اپنے بازو کی گرفت میں لئے گرنے سے بچانے والے انداز میں ہی تھا مے کھڑا استفسار کر رہا تھا۔ وہ اسکے متفکر ہو کر ڈانٹنے پر مسکرائی۔

جب ابرک نے اسے گھورا اور سیدھا کیا۔ ہاتھ ابھی بھی اسکی کمر پر تھا۔ وہ کچھ کہنے ہی والا تھا جب ایک نسوانی آواز کے تعاقب میں دونوں نے مڑ کر دیکھا۔ "سرپرائز!" اس آواز میں اب خوشی بھی تھی۔

ابرک نے عجبہ کو سیدھا کھڑا کیا اور اپنا ہاتھ ہٹایا جب وہ ان دونوں کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی۔ عجبہ بلونڈ بالوں والی ایلف کو اپنے سامنے آنکھیں جھپکا کر دیکھ رہی تھی لیکن منظر وہی تھا وہ ایلف ہی تھی جو ان دونوں کے سامنے کھڑی تھی۔

وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور ابرک کو گلے لگایا۔

"میں نے تمہیں اتنا مس کیا کہ انتظار ہی نہیں کر پائی۔ اس لئے واپس آ گئی۔" وہ اسکی گردن میں اپنے بازو جامل کئے خوشی سے چمکتی اسکی گرے آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

ابرک حیران کھڑا تھا جیسے ابھی تک یقین ہی نہ کر پارہا ہو۔ عجبہ ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر اپنی کلاس میں چلی گئی۔

ایلف نے اسے جاتے دیکھا تو مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

ابرک نے اسکے بازو اپنی گردن سے ہٹائے اور حیرت ختم کرنے کو ہلکا سا مسکرایا۔

"تم اچانک یہاں واپس کیسے آ گئیں؟"

"تمہیں برا لگا میرا واپس آنا؟"

اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھتے ایلف نے سوال کرنا ضروری سمجھا۔

"چلو کلاس میں چلتے ہیں۔" مخصوص انگلش ایکسٹ میں بات کرتا وہ اسکے ہمراہ منظر اپنی کلاس کی طرف چل

دیا۔

کشادہ سیڑھیوں پر بیٹھی عجوہ جیڈ اور نشا باتوں میں مصروف تھیں۔ وہ نوٹس بناتی بار بار ذہن سے ان منظر کو جھٹکنے کی کوشش کر رہی تھی جو نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی نظروں کے سامنے آرہا تھا۔

"تم یہاں بیٹھی ہو تمہارا شوہر اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ گھوم رہا ہے۔" کسی لڑکی نے آکر طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسکے زخموں پر نمک چھڑکا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟" نشانے اس چست لباس والی لڑکی کو ناگواری سے دیکھا۔

"تم اپنے کام سے کام رکھو اور جاؤ یہاں سے۔" جیڈ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے تنبیہ کی۔

"میں تو بتا رہی تھی یہ فضول سی جاہلوں والی حرکت کر کے تم کیا سمجھ رہی ہو ساری زندگی سنڈریلا بن کر پرنس کے ساتھ رہو گی۔" اسکا اشارہ اسکی شادی کی طرف تھا۔ وہ اپنی مقامی زبان میں گوہر افشانی کرتی عام سی لڑکی کی کم عمری میں شادی کرنے اور بالٹن کے موسٹ پیچلر ہنک سے شادی کرنے پر اسکی اچھی خاصی دشمن بنی بیٹھی تھی۔

"میری لائف میں کیا ہو رہا ہے کیا نہیں تمہارا یا کسی کا کوئی لینا دینا نہیں۔ تم اپنے بوائے فرینڈ پر توجہ دو میں نے صبح اسے گرلز واش روم میں جاتے دیکھا تھا۔ وہاں تمہاری بیسٹ فرینڈ بھی تھی۔" وہ اس سے حساب برابر کرتی

اپنا بیگ اٹھا کر کھڑی ہوئی۔ وہ پلاسٹک کی طرح سفید نظر آتی لڑکی پیر پٹختی وہاں سے بھاگنے کے سے انداز سے غائب ہوئی۔

عجوبہ اپنے بالوں کی پونی کو ہاتھوں سے سنواری واپس اپنی جگہ پر اسی سیڑھی پر بیٹھ گئی جہاں تینوں بیٹھی پڑھنے میں مصروف تھیں۔

"کیا سچ میں اسکا بوائے فرینڈ اسے چیٹ کر رہا ہے؟" جیڈ نے پر جوش ہو کر پوچھا۔
"خود اپنے بوائے فرینڈ کا ہوش نہیں اور یہاں تمہارے شوہر پر طنز کرنے آئی تھی۔" نشانے بھی چہکتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی؟ اسکا بوائے فرینڈ اسے چیٹ کر رہا ہے اور وہ بھی اسکی بیسٹ فرینڈ کے ساتھ؟" معصومیت کی انتہا پر عجوبہ آفندی کو دیکھ کر وہ دونوں ششدر تھیں۔

"تم نے تو ابھی بتایا ہے اسے کہ صبح تم نے؟" جیڈ نے جملہ ادھورا چھوڑا۔

"اومائی گاڈ عجوبہ تم نے جھوٹ بولا؟" وہ دونوں ایک ساتھ حیرت سے گویا ہوئیں۔

"بالکل" وہ گردن اکڑا کر فخریہ بولتی فرضی کالر جھاڑنے لگی۔ تینوں نے قہقہہ لگایا۔

"اسکی شکل دیکھنے والی تھی۔" وہ ابھی تک اسکے چہرے کے تاثرات سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔

اچانک عجوبہ کی ہنسی تھمی جب اس نے ابرک کے ساتھ ایلف کو مسکرا کر بات کرتے دیکھا۔

وہ دونوں راہداری میں چلتے ہوئے آرہے تھے۔ صبح کی نسبت اب ابرک خوش اور مطمئن نظر آ رہا تھا۔

"پہلی محبت بہت پختہ ہوتی ہے جو دل کی سلیٹ سے مٹ نہیں سکتی۔" عجوبہ نے اپنی سوچ کو جھٹکا۔ "تم فکر نہیں

کر وہ دونوں بچپن کے دوست ہیں۔" جیڈ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی دی۔

عجوبہ سر ہلا کر اسے جواب دیتی واپس سے اپنے نوٹس پر کام کرنے لگی۔ اچانک سے اسے ارد گرد کا ماحول ضرورت سے زیادہ سرد لگنے لگا۔

"سب ٹھیک ہے جیلس ہونے والی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ میں بیوی ہوں اسکی۔" اس نے جیسے اپنے دماغ میں پھر سے خود کو یقین دلایا۔ لیکن ذہن جیلس لفظ پر رک گیا۔

"میں اس سے جیلس نہیں ہوں شوہر ہے وہ میرا برالگنا فطری بات ہے۔

کونسا وہ میری محبت میں رو میو بنا پھر رہا ہے۔" خود سے کئی باتیں سوچتی اپنا بیگ بند کرتی کندھے پر ڈال چکی تھی۔

ابرک کا موڈ آج خوش گوار تھا بات بات پر مسکرا رہا تھا اور عجوبہ کو یہ بات زہر لگ رہی تھی۔

کتنے دنوں سے دونوں ایک ساتھ سکول آتے اور واپس جاتے تھے سارا راستہ خاموشی سے کٹتا تھا مگر آج تو ابرک کی باتیں ہی ختم نہیں ہو رہی تھیں جو عجوبہ کو ذرا اچھی نہ لگ رہی تھی۔

وہ صاف ستھری کشادہ سڑک اور خوبصورت درختوں کو بے مقصد دیکھتی اپنے اندر پیدا ہونے والے اس جذبے سے لڑ رہی تھی جو اسے تکلیف دے رہا تھا۔ درختوں کی ہریالی اور پھولوں کے رنگ جو اسے ہمیشہ سکون بخشتے تھے آج اداس کر رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر کوئی رونے کی تیاری میں ہے۔ دل کے موسم سے ہی ہر موسم بہار سا لگتا ہے چاہے ارد گرد خزاں ہی کیوں نہ ہو مگر آج اسے بہار میں بھی خزاں نظر آرہی تھی۔

کشادہ سڑک پر ہوا کے دوش پر ہلتے پتے اور رنگ برنگے پھولوں کا نظارہ ہر دیکھنے والی آنکھ کا دل موہ رہا تھا سوائے عجوبہ آفندی کے۔ اسے شدت سے آج اس بات کا ادراک ہوا تھا شادی ہو جانے کے بعد اپنے پار ٹنر کو کسی اور کے ساتھ شئیر کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے پھر چاہے اس رشتے میں محبت ہو یا نہ ہو احساسِ ملکیت ہی بہت ہوتا ہے اور آج عجوبہ آفندی کو وہ احساس خود سے دور ہو تا دکھائی صاف نظر آرہا تھا۔ وہ اپنے برابر میں بیٹھے

سرخ سفید رنگت والے شہزادے کو دیکھتی اسکی ساحر آنکھوں سے بچتی واپس کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی جب گاڑی رکی۔

ابرک نے باہر نکل کر اسکے نکلنے کا انتظار کیا۔ ماتھے پر بل ڈالے وہ دروازہ کھول کر گاڑی کی بیک سیٹ پر وہاں تک جھکا جہاں عجوہ بیٹھی تھی۔

"آج گاڑی میں رہنے کا ارادہ ہے؟" ابرک نے اسے بازو سے جھنجھوڑا۔

وہ نہ میں سر ہلاتی اپنی جگہ سے سرکتی باہر آنے کو آگے بڑھی جب ابرک پیچھے ہوتا گاڑی سے باہر نکلا۔

دونوں گھر کے اندر داخل ہوئے تو حاشر موبائل پر گیم کھیلتا نظر آیا۔

"امی بس ابھی آتی ہی ہوں گی تم دونوں فریش ہو کر کچن میں آ جاؤ لچ کرتے ہیں" وہ سر جھکائے ہی بولا۔

وہ دونوں سر ہلا کر ہاں کرتے چلے گئے۔

ڈنپر حاشر کی نان سٹاپ باتوں کا سلسلہ چلتا رہتا وہ آج کے دن بھی کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا اگر حرا اسکی چلنے دیتی۔

"دیکھ حاشر میں کچھ نہیں جانتی تم اپنے کام کرنے کا طریقہ بدلو۔ آدھا دن سوتے رہنا اس طرح بھی کوئی کام ہوا ہے کیا کبھی؟"

"امی آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں جیسے روزانہ میں ایک وقت پر اٹھتا ہوں۔" وہ لا پرواہی سے کندھے اچکا تا بولا۔

"وقت کی ناقدری کرنے والوں کی وقت بھی قدر نہیں کرتا۔" زیشان نے بھی ٹوکا۔

ابرک اور عجوہ خاموشی سے کھانے میں مصروف تھے۔ حاشر کھانے میں مصروف تھا مگر حرا اسے ابرک کی پروا کئے بغیر ڈانٹ رہی تھی۔

"صبح تم اٹھنے کا نام نہیں لیتے۔ اس طرح ہڈ حرامی سے تو تم کچھ بننے سے رہے۔ روزانہ صبح صبح اٹھ کر کام پر جایا کرو تو کچھ بنو۔"

"امی آئن سٹائن یا نیوٹن نے کہا ہے انسان روزانہ ایک ہی کام کر کے کہتا ہے نتیجہ مختلف ہو۔ ایسا سوچنے والے پاگل ہیں۔ میں اس قول پر عمل کر کے روزانہ الگ الگ وقت پر جاتا ہوں کام پر۔"

"تم صرف اور صرف آوارا گردی کرنا اور سونا جانتے ہو۔" حرا نے اسے ابرک کی پرواہ کئے بغیر بے عزت کیا۔ عجوہ نے سب کو دیکھا جو اسے اور ابرک کو نظر انداز کئے ہوئے تھے۔

"کیا سوچتا ہو گا ابرک۔ کیسے لوگ ہیں کھانے پر بھی لڑتے ہیں۔" عجوہ نے اپنی سوچ پر سر جھٹکا۔

"یا اللہ! میرے ایسے نصیب کیوں بنائے ہیں۔ سکون سے کھانا بھی کھانے نہیں دیتے۔" مظلوم شکل بنا کر حاشر نے اپنے ماں باپ کو دیکھا جو اسے سمجھانے کی خاطر اپنا کھانا تک بھولے بیٹھے تھے۔

"ہر کوئی اتنا خوش نصیب نہیں ہوتا جسے ماں باپ جیسی نعمت ملے اور وہ اسے برے بھلے کی تمیز کروائیں تم بہت خوش نصیب ہو۔"

ابرک نے آج پہلی دفع انکے گھر کے معاملے میں بات کی انداز بہت سنجیدہ تھا لیکن نظروں میں جو طلب تھی ایک کسک تھی وہ عجوہ سے چھپی نہ رہ سکی۔

"میں ان دونوں کو ایمو شنل بلیک میل کر رہا تھا یا اب تم ایمو شنل نہ ہو جانا۔"

"تم سے بات کرنا ہی فضول ہے۔" حاشر کی رازدارانہ سرگوشی پر حرا نے اسے گھورا۔

دیر رات تک زیشان اور حاشر نے ابرک کو اپنے ساتھ باتوں میں مصروف رکھا۔ صبح ان دونوں کو واپس چلے جانا تھا۔

"تم دونوں ایک ساتھ خوش تو ہو؟"

"امی آپ کو بار بار ایک ہی سوال کیوں سوچ رہا ہے؟"

"میں نے غور کیا ہے تم کچھ اداس سی ہو کیا وجہ ہے کہیں ہم نے جلد بازی میں کوئی غلط فیصلہ تو نہیں لے لیا؟"

"اف میرے اللہ! ایسا کچھ نہیں ہے امی کیسے یقین دلاؤں آپ کو؟"

عجوبہ نے اپنی کتابیں سمیٹیں اور وہیں بیڈ پر بیٹھ گئی جہاں حرا بیٹھی تھیں۔

"میں جانتی ہوں تم یہ شادی نہیں کرنا چاہتی تھی زیشان پر کئے احسانوں کا بدلہ اتارنے کی خاطر تم نے شادی کر

لی۔ بس اس لئے کھٹکا لگا رہتا ہے کہیں کوئی غلط فیصلہ تو نہیں کر بیٹھے ہم۔"

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے ابرک بہت اچھا ہے اب آپ آرام سے اپنی نیند پوری کریں۔"

حرا کی فکر جائز تھی وہ ماں تھی اپنی بیٹی کی اداسی اسکے چہرے سے ہی بھانپ گئی تھیں۔

ماں کو خالق نے ایک الگ ہی مٹی سے بنایا ہے۔ دنیا میں کوئی رشتہ کتنا ہی عزیز اور سگا کیوں نہ ہو ایک ماں جیسی

بے لوث محبت کر ہی نہیں سکتا۔ اسکی بے لوث محبت اتنی خالص ہوتی ہے کہ اولاد کی ہر بات ہر احساس بغیر

بتائے ہی سمجھ جاتی ہے۔

حرا نے بھی عجوبہ کی ہنسی میں چھپی اداسی کو بھانپ لیا تھا۔ عجوبہ خود اپنے جذبات اپنے احساسات سمجھنے سے قاصر

تھی۔ حرا کو تو تسلی دے کر وہ اپنے کمرے میں آگئی۔ اپنی ساری کتابیں اور ضروری سامان جو وہ اپنے ساتھ لے

جانا چاہتی تھی پیک کر لیا پر دماغ میں وہ منظر چھپ سا گیا تھا جب ابرک اور ایلف ایک ساتھ ہنستے ہوئے چل

رہے تھے۔

"تم ایسا کرو یہاں بیڈ پر آرام سے سو جاؤ۔"

جیسے ہی ابرک کمرے میں داخل ہوا عجوہ نے اسے اپنا فیصلہ سنایا۔ اسکی بات پر ابرک نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔

"میں ساری رات پڑھائی کروں گی میرا ٹیسٹ ہے۔"

"کونسا ٹیسٹ ہے جو ساری رات پڑھائی کر کے تیار ہو گا؟" عجوہ کا اسے نظر انداز کرنا ابرک کو بری طرح کھٹکا۔

"تم سو جاؤ۔ میرا جب دل کرے گا میں آرام کر لوں گی ویسے بھی اس چھوٹے سے بیڈ پر تم اکیلے ہی سو سکتے ہو۔"

"تم کمپلیکس میں آنے والی لڑکی تو ہو نہیں پھر اس چھوٹے سے بیڈ پر سو جاؤ کہنے کی کیا منطق ہے؟"

وہ اسکی بات ان سنی کرتی اپنے نوٹس پر نظریں جمائے بیٹھی رہی۔ ابرک اسکے نوٹس بند کر کے اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے بیڈ تک لایا۔ عجوہ نے اپنا ہاتھ جھٹکے سے چھڑوایا۔

"عزت راس نہیں ہے تمہیں؟" عجوہ نے کہتے ہوئے ہاتھ کی مٹھی بنا کر ایک مکا اس کے پیٹ میں مارا۔

"تمہیں کونسا عزت راس ہے عجوہ ملک ماما کی شہزادی۔" وہ اسکی نقل اتارتا اسے گھورنے لگا۔

"میرے سامنے تو ایک بار بھی انٹی نے تمہیں شہزادی نہیں کہا۔" وہ بیڈ پر اسے زبردستی لٹاتا خود بھی اسکے

ساتھ جڑ کر لیٹتا طنز کرنے سے باز نہ آیا۔

کمرے میں ہلکی سی روشنی تھی جو کھڑکی کھلی ہونے کی وجہ سے آرہی تھی۔ ٹیبل لیمپ آن تھا لیکن اسکی روشنی

میز کی حد تک ہی محدود تھی۔ سفید پردے اندھیرے میں پھڑپھڑا رہے تھے۔ عجوہ کھڑکی کی طرف رخ موڑ کر

سمٹ کر لیٹ گئی اسکی پشت ابرک کی جانب تھی۔ ابرک نے اسکا بازو ہلکا سا مروڑا۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ؟" وہ رخ موڑے ہی چلائی۔

"تم مجھے ہر وقت مار نہیں سکتی میں بھی جواب دے سکتا ہوں۔" ابرک نے اسکا بازو چھوڑا اور خود اسکے قریب ہو

کر لیٹ گیا اتنے قریب کے عجوہ کی پشت اسکے سینے سے لگ گئی۔

وہ اپنا بازو سہلاتی سانس روکے لیٹی رہی۔

اسے بس رات گزرنے کا انتظار تھا۔

"جگہ کم ہے اور داداجی نے بتایا تھا لڑکی ہر حال میں اپنے شوہر کے ساتھ گزارا کر لیتی ہے۔ شوہر کو بھی ایسا کرنا چاہیے۔ میں بس ایڈ جسٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" وہ اسکے بالکل قریب تھا۔ ابرک نے اپنا ہاتھ اسکے گرد جمائل کیا جیسے وہ اسکا تکیہ ہو۔

"ہم دونوں ایڈ جسٹ ہی تو کر رہے ہیں پر کب تک؟" تاسف سے سر ہلاتی وہ اپنی کہنی ابرک کے پیٹ میں مارتی آنکھیں موند گئی۔ کم از کم کسی ایک سطح پر تو انکا رشتہ برابری کا تھا۔ ابرک بھی اسکی جوابی کارروائی سے محفوظ ہوتا آنکھیں موند گیا۔

خود سے سوال کرتی جلد ہی وہ بھی نیند کی وادی کی سیر کو چلی گئی جہاں ایلف کا دور دور تک سایہ نہیں تھا۔ ایلف نے اسکی زندگی میں قدم رکھ دیا تھا اسکا سایہ اب کیا کچھ اپنی لپیٹ میں لینے والا تھا اسکا تو کسی کو علم ہی نہ تھا۔

"بہت مبارک ہو بیٹا اللہ تمہیں ثابت قدم رکھے۔"

"بہت شکریہ۔"

دونوں مصافحہ کرتے ایک مسجد سے نکلے۔

"میں بتا نہیں سکتا کتنا خوش ہوں آج۔ تمہیں اس ذات نے بہت بڑا موقع دیا ہے۔" ابتسام آفندی نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ کی رہنمائی چاہیے بس۔" نیل نے خوشی سے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ ابتسام آفندی نے اسکے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا۔

نیل نے خوشی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گھر کے رستے پر گاڑی ڈال لی۔ سارا راستہ نیل مسکراتا ہوا گاڑی چلا رہا تھا آج اسکی زندگی کا سب سے اہم دن تھا۔ وہ دونوں اب آفندی پیلس کے وسیع و عریض سرسبز ہریالی والے لان میں موجود اعلیٰ اور جدید قسم کی پیور لکڑی سے بنی کرسیوں پر براجمان تھے۔

"بہت کم ایسے لوگ ہیں جنہیں قسمت ایک اور موقع دیتی ہے۔ تم نو مسلم ہو تمہارے ارد گرد بے شمار مسلمان ہیں۔ ہر کوئی پرفیکٹ نہیں ہے۔

کچھ لوگ جان بوجھ کر اور کچھ لاعلمی میں دین سے دور ہیں۔ میری دعا ہے تم ہمیشہ سیدھے راستے پر چلو۔ کبھی کسی مسلمان کو دیکھ کر اسلام کے بارے میں رائے قائم مت کرنا۔ تمہارے ارد گرد بے شمار لوگ ہوں گے جو مسلمان ہیں مگر نماز ادا نہیں کرتے۔ انہیں اسلام کی بنیادی باتوں تک کا علم نہیں ہے۔ شیطان تمہیں ورغلانے کی 'بہکانے کی کوشش کرے گا۔ وہ تم سے کہے گا۔ دیکھو کس دین میں داخل ہو گئے ہو یہ لوگ تو جھوٹ بولتے ہیں۔ گناہ کرتے ہیں۔ اللہ کے بنائے اصولوں کو توڑتے ہیں اور تمہیں اپنے رب کے اصولوں کا پابند بنا رہے ہیں۔"

نیل دادا کی ہر بات بہت غور سے اور خوش ہو کر سنتا تھا ابھی بھی وہ ہمہ تن گوش تھے اور نیل انکی پر شفیق شخصیت 'انکے علم اور عقل کی باتوں سے فیض یاب ہو رہا تھا۔

"تمہیں اپنا دین اپنے اعمال بہتر کرنے ہیں کسی دوسرے کے اعمال کی خامی یا کمزوری دیکھ کر اسے نہیں اپنانا۔ آخرت میں سب سے صرف اور صرف انکے اعمال کا حساب ہو گا۔"

"میں کوشش کروں گا کہ ثابت قدم رہوں۔"

نیل سفید شلوار قمیض اور سر پر سفید ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ وہ آج بہت پر سکون اور مطمئن تھا اس نے اپنے لئے ایک نئی راہ چنی تھی اور وہ اس سے خوش تھا۔

"تم میرے اکلوتے بیٹے ہو تمہاری خوشی مجھے ہر ایک سے بڑھ کر عزیز ہے۔"

"آپ دنیا کی بہترین ماں ہیں۔ آپ نہیں جانتی آپ نے کوئی اعتراض نہ کر کے مجھے کتنی خوشی دی ہے۔" نیل نے فرط جذبات سے جیسمین کو گلے لگایا۔

"تم اسلام قبول کرو یا کوئی اور مذہب اپناؤ مجھے صرف تمہاری خوشی سے مطلب ہے۔" جیسمین نے ایک پیار بھری شفیق مسکراہٹ لبوں پر سجائے کہا۔

"تھینکس مام!" نیل کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔

"مجھے تم سے بھی ایسی ہی امید ہے جلد تم میرا خواب پورا کرو گے۔" جیسمین نے اپنے کمرے میں موجود نفیس اور شاندار دیوان پر بیٹھتے ہوئے اسے نظروں سے ہی تکمیل کی تنبیہ کی۔

"مام آپ جو چاہتی ہیں وہ ممکن نہیں اور درست بھی نہیں۔" وہ اسکے سامنے نرم قالین پر بیٹھتا اسے دیکھنے لگا۔
"تمہیں یہ ممکن بنانا ہے۔ پہلے ہی آدھی پراپرٹی پر وہ جاہل عجوہ اور آدھی پراپرک نے قبضہ جما لیا ہے۔ ابرار کی پراپرٹی پر میرا حق ہے اور تمہیں وہ سب ابرک نہیں اپنے نام کروانا ہے۔ ورنہ ابرار تو سب اپنے بیٹے کو دینے کا خواہش مند ہے"

"آپ ایسا کیوں سوچتی ہیں۔ ڈیڈ کا اثاثہ بہت ہے میرے لئے۔ رہی بات ابرک اور عجوہ کی وہ ساری پراپرٹی اسکی ماں کی تھی اسکا حق ابرک ہی ہے۔" وہ نرمی سے اسے قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔
"اور ابرار؟" وہ مسلسل نیل کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی جہاں صرف نرم تاثرات تھے۔

"ان کی دولت پر بھی انکے بیٹے کا حق ہے۔"

"میرا بھی برابر کا حق ہے اس سب پر۔ میں ابرار کی بیوی ہوں۔" وہ اکڑ کر بولی۔

"آپ کا حق ہے وہ آپ کو ملے گا مجھے آپ انکل کے بزنس اور پراپرٹی کے چکر میں نہ ڈالیں۔"

"آج میرے لئے بہت اہم دن ہے میں اپنی زندگی کا سب سے بڑا قدم اٹھا رہا ہوں دعا کریں میں اس میں ثابت قدم رہوں۔"

"ہمیشہ خوش رہو۔" وہ نرمی سے اسکے ماتھے سے بال ہٹاتی دعا دینے لگی۔

"اس لڑکی عجب سے دوستی ہے تمہاری؟"

جیسمین نے بھنویں سکڑ کر سوال کیا۔

"اچھی لڑکی ہے وہ بہت۔" وہ مسکرایا۔

"یہ اچھی لڑکی صرف دوستی تک ہی محدود رہے اور یاد رکھنا وہ تو تمہاری دوستی کے بھی قابل نہیں۔" اس نے

حقارت سے عجب کو یاد کرتے ہوئے تنبیہ کی۔

وہ مسکرا کر اسکے شاندار آسائشوں سے بھرپور کمرے سے جا چکا تھا۔

وہ کچھ دیر تو کسی گہری سوچ میں گم رہی پھر اپنے ناخن فائلر سے برابر کرنے میں مصروف ہو گئی۔

باب نمبر 6

"عشق کا رنگ سفید پیا"

"کچھ مہینوں میں ہم یونیورسٹی میں چلے جائیں گے۔ یقین نہیں آتا۔" نشا اور جیڈ کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔ آج وہ تینوں ایک بڑے سے درخت کے نیچے رکھے لکڑی کے بیچ پر بیٹھی تھیں جہاں درخت سے نارنجی رنگ کے پتے گرتے ہوئے بہت حسین منظر پیش کر رہے تھے۔

عجوبہ آفندی کی صاف ستھری رنگت اب اکثر ہی دمکتی رہتی۔ ہر وقت چہرے پر ایک چمک رہتی۔

لباس بات چیت سب بدل گیا تھا وہ عجوبہ ملک نہیں رہی تھی جسے میک اپ کرنا، ہیلز پہنا اور برانڈڈ کپڑے پہنا نہیں آتا تھا اب وہ عجوبہ آفندی بن چکی تھی۔ بھلے ہی وہ ان سب چیزوں کو اہمیت نہ دیتی تھی لیکن اسکی شخصیت بدل گئی تھی۔ اس میں نکھار آ گیا تھا۔

عجوبہ کا دماغ تو اسی پلے میں اٹکا تھا جو ابرک کرنے والا تھا۔ آرٹ اور ڈراما ڈیپارٹمنٹ نے ہر سال کی طرح اس سال بھی مانچسٹر کے سب ہی سکولز کے بہترین طلباء کا انتخاب کیا تھا جو تھیٹر پلے کرنے والے تھے۔ وجہ ابرک کا پلے میں حصہ لینا نہیں تھا۔ اسکی اداسی اور غصے کی وجہ ایلف کا اس پلے میں اسکے ساتھ ہونا تھا جسے وہ ناچاہتے ہوئے بھی برداشت کرنے پر مجبور تھی۔

نشا اور جیڈ کب سے آنے والے کل کے منصوبے بنا رہی تھیں جب کہ عجوبہ وہ منظر یاد کر رہی تھی جب ابرک اور ایلف کا نام اناؤنس ہوا تھا۔ دونوں کتنی خوشی سے اپنے ٹیچر کی بات سن رہے تھے۔

"آپ کو نہیں لگتا یہ پھول اب زیادہ شوخ رنگ ہو گئے ہیں اور ان کو دیکھ کر لگتا ہے جیسے مسکرا رہے ہیں۔"

"پودے اور پھول اپنے ارد گرد ہونے والی ہر تبدیلی کو محسوس کرتے ہیں اگر تبدیلی پسند آئے تو خوشی سے کھل اٹھتے ہیں ورنہ مر جھا جاتے ہیں۔"

"آپ تو ہر وقت ان پھولوں کے ساتھ رہتے ہیں پھر یہ کیوں پریشان تھے؟" دادا کی بات اسے جیسے ہضم نہیں ہوئی۔ "تمہاری ہنسی اور زندہ دلی نے انکو بھی زندہ کر دیا ہے۔" ابتسام آفندی نے ایک ہنسنی رنگ کا پھول اتار کر اسے تھمایا۔ جسے اس نے اپنے کان کے پاس بالوں میں سجایا۔

"تم اس عمارت میں واحد زندہ دل انسان ہو اسکا اثر تو ہو گا ان پودوں پر اور اب تو احمد بھی یہی رہے گا اس کے آنے سے بھی مثبت اثر ہوا ہے۔"

"احمد کون؟" وہ پھولوں پر پانی ڈالتی
مسکرا رہی تھی اب رک کر دادا کو دیکھنے لگی۔
"نیل!"

"نیل نے اپنا نام احمد رکھ لیا ہے۔" عجوبہ کو خوش گوار حیرت نے آن لیا۔
دادا نے بس مسکرا نے پر اکتفا کیا۔

"کتنی خوشی کی بات ہے ناداداجی۔" وہ ابتسام آفندی کے ساتھ باغ کے اس حصے میں تھی جہاں پر رنگ برنگے
پھول تھے۔

کچھ وقت تک بات کرنے کے بعد وہ صبح کی نسبت بہتر محسوس کرتی وہاں سے چلی گئی۔

اسکے ہاتھوں پر ابھی بھی مٹی لگی تھی۔

"اب یہاں سے کہاں جانا تھا؟" وہ پر سوچ سی ماتھے پر ہاتھ رکھتی سوچ رہی تھی۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے
دائیں بائیں دیکھا ہر طرف ہریالی نظر آرہی تھی اور دیواروں پر بڑی بڑی کھڑکیاں۔

"کیسا پرسرار محل ہے یہ۔ بس راستے یاد کرتے رہو۔" وہ اپنی دھن میں چلتی کسی سے ٹکرائی۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھ ٹکراؤ روکنے کے لئے استعمال کئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنے والے کی اجلی سفید شرٹ پر مٹی کے نشان چھپ گئے۔

عجوبہ نے آنکھیں میچ کر خود کو مقابل کی نظروں سے چھپانا چاہا۔ آنکھیں کھول کر دیکھیں تو وہ اب تک وہیں تھا۔ "انگل میں نے کچھ بھی جان بوجھ کر نہیں کیا۔ غلطی ہو گئی۔" رک رک کر لفظ ادا کرتی وہ ابرار کے سخت تاثرات دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں بالکل طریقہ سلیقہ نہیں ہے کیسے رہتے ہیں گھر پر۔ ہر وقت چلاتی رہتی ہو اور آج۔۔۔" اس نے اپنی شرٹ اور پھر عجوبہ کو حقارت سے دیکھا۔ "انگل میں تو سوئمنگ پول کی طرف جا رہی تھی۔ راستہ بھول گئی۔ آپ کو نہیں لگتا اتنے بڑے محل میں گھومنے کے لئے ایک گاڑی اور ایک نقشہ ہونا چاہیے؟"

"تم جس دو کمرے کے گھر سے آئی ہو تم سے ایسی بات کی ہی امید کی جاسکتی ہے۔"

"میں بس مذاق کر رہی تھی لیکن آپ ہنسنا بھول چکے ہیں اس لئے بری ساس کی طرح طنز کر رہے ہیں۔" وہ ایک سانس میں بولتی اب وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

"بری ساس؟" ابرار نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔

"ایسا صرف ساس کرتی ہے بہو کو طعنہ دینا ڈانٹنا اور اسکے کام میں سے نقص نکالنا۔ میں نے ایشین ڈرامے دیکھے ہیں۔"

"تم یہاں اس گھر کو چڑیا گھر نہیں بناؤ۔" وہ رعب سے کہتا اسکے رف سے حلیے پر ایک نظر ڈالتا چلا گیا۔

"اتنا کچھ بتا دیا۔ راستہ نہیں بتایا۔" وہ منہ بنا کر ہاتھ جھاڑتی پھر سے چلنے لگی۔
"نیل!" اس نے آواز لگائی۔

وہ اسکی طرف بڑھا۔ اسکے ہاتھوں میں بھی وہی بنفشی پھول تھے جیسا اس نے اپنے بالوں میں سجا رکھا تھا۔
"لگتا ہے میرے باغیچے سے پھول توڑ کر لائے ہو۔" وہ اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتی مسکرائی۔
"بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔"

"اب تم نے میری اجازت کے بغیر پھول لئے ہیں تو اسکے بدلے میں تمہیں کچھ کرنا ہو گا۔"
"کیا؟" اس نے بھنویں اٹھا کر پوچھا۔

"مجھے اس سوئمنگ پول کا راستہ بتاؤ جس کا پچھلا حصہ میرے کمرے کی طرف ہے۔ کب سے ڈھونڈ رہی ہوں
مل ہی نہیں رہا۔"

"تم اپنے کمرے کے بیک ڈور سے وہاں جاسکتی ہو۔" نیل کے مشورے پر اس نے پھر سے مٹی والا ہاتھ اپنے
ماتھے پر رکھا۔

"یہ خیال ہی نہیں آیا۔ اب یہاں سے راستہ بتا دو اگلی دفع ایسا ہی کروں گی۔" وہ اسکے ساتھ چلتا ہوا اس جگہ آگیا
جس کے لئے وہ کب سے گھن چکر بنی ہوئی تھی۔

"آگیا تمہارا کمرے کے سامنے والا پول۔"

نیل نے پانی کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔

وہ جانے لگا جب عجب کی آواز پر رکا۔

"احمد!" وہ اپنا نیا نام سن کر خوشی سے اسکی طرف الٹے پیروں گھوما۔

"مبارک ہو۔ دادا نے بتایا تم مسلمان ہو گئے ہو۔" وہ اسکی طرف بڑھی۔

"بہت شکریہ!"

"اسی لئے تم نے داڑھی رکھی ہے نا؟"

"ہاں سوچا اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی تھوڑا سا عمل شروع کر دوں اس لئے داڑھی رکھ لی تھی۔"

"تم پر داڑھی اچھی لگ رہی ہے۔"

ان دونوں کو ہنستے ہوئے بات کرتے ابرک نے ٹیرس سے دیکھا۔ وہ تازہ ہوا کے لئے وہاں کھڑا تھا مگر ان دونوں کو دیکھ کر ہوا تو کیا آکسیجن بھی کم لگنے لگی۔ اس نے تنے ہوئے تاثرات سے انہیں دیکھا۔ بات کرتے کرتے عجوبہ کا بالوں میں لگایا پھول گر گیا۔

وہ گیلے فرش سے پھول اٹھانے لگی جب احمد نے اپنے ہاتھ میں پکڑے پھول اسکی طرف بڑھادئے۔

"یہ تم رکھ لو۔"

"نہیں اسکی ضرورت نہیں۔"

"ایک حسین لڑکی نے آج میری تعریف کی ہے اتنا تو میں کر سکتا ہوں۔"

اس نے مسکرا کر وہ پھول اسکے ہاتھ سے لے لئے۔

"تم انجوائے کرو میں چلتا ہوں۔"

وہ سر ہلا کر اسے جاتا دیکھتی رہی۔

جب احمد نے اسے پھول دیے ابرک کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا وہ فوراً اپنے کمرے کا سلاٹنگ ڈور اوپن کرتا اس

جگہ پہنچا۔

عجوبہ مسکرا کر ان پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے انکی خوشبو محسوس کرنے کے لئے انہیں اپنے چہرے کے

قریب کیا تو وہی خوشبو محسوس ہوئی جو اسے اب بہت پسند تھی۔

"ابرک" اس نے پھولوں والا ہاتھ نیچے کیا اور اسے دیکھنے لگی۔

"کیا کر رہی ہو تم یہاں؟"

"پانی میں پیر رکھنے آئی تھی سوچا تھوڑی ریلیکس ہو جاؤں گی۔"

"پھول ہاتھ میں کیوں پکڑ رکھے ہیں؟"

وہ جواب دینے لگی پھر صبح جو خوشی ابرک کے چہرے پر دیکھی تھی اس نے جواب دینے سے روک دیا۔ وہ اسے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کرتی خود نیلے ٹھنڈے پانی میں اپنے نرم ملائم پیر رکھتی بیٹھ گئی۔ اس نے ان پھولوں میں سے ایک پھول پھر سے کان کے پیچھے بالوں میں سجایا۔ ابرک نے اسے پھول بالوں میں لگاتے دیکھا تو اسکی طرف بڑھا۔ مقصد اسکے بالوں سے وہ پھول اتار کر دور پھینکنا تھا۔

"آ جاؤ تم بھی ریلیکس کرو۔ اچھا لگے گا۔" وہ پانی میں پیر ہلاتی اسکی طرف دیکھتی پھر سے پانی کو دیکھنے لگی۔

شام ڈھل رہی تھی پانی سرد شام میں مزید ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ چاند نے اپنی چاندنی بکھیرنا شروع کر دی تھی۔ پانی میں دو عکس تھے ایک چاند کا دوسرا اس چاند سی لڑکی کا۔ ابرک کے عجبہ کے عین پیچھے کھڑے ہونے سے اب وہاں تیسرا عکس اس ساحر آنکھوں والے مغرور اور ضدی شہزادے کا عکس تھا جس نے سب مکمل کر دیا تھا۔ وہ اپنے جذبات سمجھنے سے قاصر تھا یا انکی سمجھ تو اسے تھی انکو پہچاننا وقت طلب تھا۔

وہ چاند کی چاندنی میں اس چاند سی لڑکی کو دیکھتا سب بھول کر مسکرایا جب اسکے ماتھے پر مٹی جی ہوئی نظر آئی۔

مٹی کا نشان بہت دھندلا تھا لیکن چاند سی لڑکی کے چہرے کے شایانِ شان نہیں تھا۔ وہ اسکے دائیں جانب تھا جہاں اس نے کان کے پیچھے بنفشی پھول بالوں میں سجا رکھا تھا۔ ساحر آنکھوں والے مغرور شہزادے نے اسکے دائیں جانب کھڑے جھک کر اپنی مٹھی میں پانی بھرا اور اسکی پیشانی سے وہ گرد اپنے ہاتھ میں بھرے پانی سے صاف کرنے لگا۔

وہ پانی میں پیر ہلاتی اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی جب ابرک کے عکس کو اپنے ساتھ دیکھ کر وہ مسکرائی۔ اچانک اسکی خوشبو کا حصار اسے بے حد قریب محسوس ہوا جب وہ اسکے نزدیک تر ہوا۔ اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی جب اس نے اپنی پیشانی پر اسکا لمس محسوس کیا۔ وہ اسکی پیشانی صاف کر رہا تھا جب ساحر گرے آنکھیں خود ان سیاہ آنکھوں کے سحر میں قید ہو گئیں۔

وہ اسکی پیشانی سے گرد صاف کرتا اسکے ساتھ ہی ماربل ٹائلز سے بنے فرش پر بیٹھ گیا اور اپنے دودھیا سفید پاؤں اس نیلے ٹھنڈے پانی میں رکھ دئے۔

وہ پھر سے پانی میں اس چاند سی لڑکی کو دیکھتا جیسے یقین کر رہا تھا اب اس عکس پر کوئی داغ نہیں۔ وہ اسے دیکھتا مسکرایا جب اس چاند سی لڑکی نے اپنے مٹی والی ہتھیلیاں اسکی ساحر نگاہوں کے سامنے کیں۔ مطلب صاف تھا۔ وہ مسکرا کر اپنے ہاتھ میں پھر سے پانی بھرتا اسکی نازک ہتھیلیوں کو صاف کرتا اب انہیں اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھے دیکھ رہا تھا۔ عجبہ کے ہاتھوں کی پشت اسکی چوڑی ہتھیلیوں پر ٹکی تھی۔ ابرک نے اسی طرح اسکے اور اپنے ہاتھوں کو تھوڑا سا نیچے کی جانب جھک کر ہاتھوں کو ہلکا سا خم دے کر ان میں پانی بھرا اور پھر سیدھے بیٹھ کر اپنے ہاتھ جن میں عجبہ کے ہاتھ بھی قید تھے اسکے چاند سے روشن چہرے پر پھیرے۔ اسکا نکھرارنگ مزید رنگوں سے نکھر گیا۔ پانی کی کچھ بوندیں اسکی گردن پر بھی گریں۔

ابرک نے اپنے ہاتھوں کی گرفت سے اسکے ہاتھ آزاد کر دئے لیکن وہ ابھی تک اسی طرح اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو سیدھا گود میں رکھے اس لمحے کی قید میں تھی جب ابرک نے اسکے کان کی پیچھے سجا اسکے بالوں کی زینت بنا وہ پھول اتار کر پانی میں بہا دیا۔ وہ ششدر سی اسکے اس عمل کو دیکھنے لگی۔

"تمہیں پھول بالوں میں لگانا پسند ہیں تو مجھے بتاؤ میں لا کر دیا کروں گا۔"

وہ پانی کو گھورتا اسے بہت کچھ باور کروا رہا تھا۔ اس نے پھر سے ایک بنفشی پھول اٹھایا اور اپنے کان کے پیچھے سجایا۔ وہ اسکے عکس کو دیکھ مطمئن سا تھا جب پھر سے وہ پھول نظر آیا جو اسکے حسن کو مزید دو آتشہ کرتا برک کو زہر سے بھی زیادہ برا لگ رہا تھا۔ اس نے رخ موڑ کر اسے گھورا اور دوبارہ وہ پھول اسکے بالوں سے نکال کر پانی میں بہا دیا۔

اس سے پہلے کہ وہ پھر سے وہی حرکت کرتی ابرک نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکی بائیں جانب رکھے سارے بنفشی پھول پانی میں بہا دئے۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟" وہ آنکھیں سکیڑ کر اسے تکنے لگی۔

"جیسے تم میرے منع کرنے پر یہ پھول بار بار لگا سکتی ہو۔ اب میں اسے تمہارے بالوں میں نہ دیکھوں۔"

عجوبہ نے منہ کے زاویے بنا کر اسے ترچھی نظروں سے دیکھا۔

"میں نے کہا نا تمہیں پھول لادوں گا اب اس طرح شکلیں مت بناؤ۔"

"ان میں کیا خرابی تھی؟"

"یہ نیل نے دیئے تھے۔"

"نہیں یہ احمد نے دیئے تھے۔ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔"

"تمہیں نیل نے بتایا؟" اسے خوش گوار حیرت ہوئی۔

"مجھے دادا نے بتایا۔"

اس نے سر ہلایا۔

"یہ پھول احمد نے مجھے اسی خوشی میں دیئے تھے۔" وہ خوشی سی چہکی۔ پھر ادا سی سے گویا ہوئی۔

"تم نے پانی میں بہا دئے۔"

"میں تمہیں نئے پھول لادوں گا۔ انہیں کان کی بالیاں بنانا یا گلے کا ہار لیکن صرف وہ پھول جو میں لا کر دوں گا۔"

"جاؤ پھر لا کر دو؟"

"اندھیرا دیکھا ہے کیسے بڑھ رہا ہے سردی بھی بڑھ گئی ہے۔ چلو اٹھو اندر چلو۔ کل لادوں گا۔"

"تم ہو ہی نکمے۔ داڑھی تک نہیں رکھتے۔ لڑکے داڑھی میں کتنے ڈیشننگ لگتے ہیں احمد کی طرح۔ ایک تم ہو چھلے ہوئے کدو۔" وہ ہاتھ جھاڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ابرک اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا جو اسے کدو اور احمد کو ڈیشننگ کہہ رہی تھی۔

وہ اکڑ کر چلتی گیلے ماربل پر ننگے پاؤں اپنا بیلنس برقرار نہ رکھ سکی اور گرنے لگی جب ابرک نے کھڑے ہوتے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما۔ ابرک کی پشت پانی کی طرف تھی۔ گیلے فرش پر اسکا اپنے ساتھ عجوبہ کو تھام کر اچانک کھڑا ہونا مشکل تھا اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا دونوں چھپاک کی آواز پیدا کرتے پانی میں جا گرے۔

ابرک نے اب تک اسے کمر سے تھام رکھا تھا۔ وہ منہ کھول کر سانس لینے کی کوشش کرتی اپنے ہاتھوں سے چہرے پر آئے گیلے بالوں کو پیچھے کرتی سیدھی کھڑی تھی۔ وہ اسکی حالت دیکھ کر قہقہہ لگاتا ہنسا اور اپنا ہاتھ اسکی کمر سے ہٹا لیا۔ وہ پانی میں خوف سے دونوں ہاتھ زور زور سے مارتی سیدھی کھڑی تھی۔

"پیر بھی مار لو شاید کوئی بات بنے۔" وہ طنز کرتا اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ایک طرف کرتا خود باہر جانے لگا جب عجوبہ نے اسکا ہاتھ تھام کر منت کرنے کے سے انداز میں اسے دیکھا۔

وہ اسکا ہاتھ تھام کر پول سے باہر نکلا۔ دونوں مکمل بھیگ چکے تھے۔

"سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے میں سکون سے پانی میں پیر رکھ کر بیٹھی تھی۔" اپنے گیلے بالوں کو نچوڑتی وہ جانے لگی اور پھر سے پھسلی مگر اب ابرک نے اسے مضبوطی سے بازو سے تھاما اور اپنے قریب کیا۔

"میں کدو ہوں تو خود کو دیکھو چھپکلی۔ میرے علاوہ تمہیں کوئی جھیل نہیں سکتا۔" وہ اسے بچوں کی طرح اپنے ساتھ لگائے پول کے سامنے بنے اسکے بیڈ روم کے بیک سلائڈنگ ڈور سے اندر گیا اور اسکا بازو چھوڑا۔
"میں چھپکلی نہیں ہوں سمجھے تم۔" وہ غرائی۔

وہ مسکراتا ہوا ڈریسنگ روم سے اسکے لئے ہاتھ روب لایا اور اسکے منہ پر اچھالا جسے بروقت کچج کر لیا گیا۔
"تم ہو چھپکلی۔" وہ اسکا مذاق بناتا خود اٹیچ ہاتھ روم میں چلا گیا۔

"موٹا کدو سانڈ۔" وہ بند دروازے کو دیکھ کر چلائی اور اپنے لئے نائٹ ڈریس نکالنے لگی۔ پھر سے بند دروازے کو کن انکھیوں سے دیکھا تو اسے لگا جیسے وہ دروازہ بھی اسکا منہ چڑھا رہا ہے۔ وہ پیر پٹختی ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔

ساری رات دونوں منہ موڑے ایک دوسرے سے روٹھ کر سوئے تھے صبح جب عجوبہ کی آنکھ کھلی ابرک وہاں موجود نہیں تھا۔ وہ نرم بستر پر انگڑائی لیتی دونوں ہاتھ ہوا میں لہرائے نیند بھگانے کی تگ و دو میں تھی جب ہاتھوں سے بالوں کو جوڑے میں قید کرنا چاہا تو اسے اپنے کان کے پیچھے کچھ نرم سا محسوس ہوا۔ وہ مسکرائی اور ہاتھ روم کی طرف بڑھی۔ شیشے میں خود کو دیکھتی وہ شرمیلی مسکان لبوں پر سجائے کان کے پیچھے بالوں کی زینت بنے سفید پھول کو دیکھنے لگی جو اسے صبح بخیر کہہ رہا تھا۔ اچانک سے صبح خوشگوار پر مسرت اور حسین ہو گئی تھی اتنی حسین کہ کسی حسین خواب میں بھی ایسا حسین منظر نہیں دیکھا تھا۔
"کدو" وہ مسکراتی ہوئی بڑبڑائی۔

سفید لانگ سکرٹ اور سفید کی ٹاپ جو گھٹنوں سے تھوڑی اوپر تھی جس پر سلور گرے کلر کے بڑے بڑے شیشوں سے بارڈر پر پیٹی بنی تھی اسے زیب تن کئے وہ پنک کلر کاٹنٹ ہونٹوں پر لگائے تیار کھڑی تھی۔ گلے میں ایک سادہ سا چین پہن رکھی تھی جو اسے مزید دلکش بنا رہی تھی۔

ابرک ٹراؤزر اور سیلو لیس شرٹ پہنے دادا کے ساتھ جاگنگ میں مصروف تھا۔ دن کتنا ہی مصروف گزرتا وہ دونوں جاگنگ ہمیشہ ساتھ کیا کرتے تھے۔ دادا پوتے کا پیار ایسا ہی تھا جس میں وہ ایک دوسرے سے ملے بغیر اپنے دن گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

صبح کی ہریالی آنکھوں کو ٹھنڈک بخش رہی تھی اور دل کا موسم بھی خوشگوار تھا وہاں محبت کی پھوار ہونا شروع ہوئی تھی جو اسکی روح کو شاداب کر رہی تھی۔ وہ مسلسل مسکرا کر جاگنگ کر رہا تھا۔
"دادا!" اس نے پھولی سانس سے پکارا۔

ابتسام آفندی نے اسے گھاس پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ خود بھی پسینے میں شرابور تھے ٹریک سوٹ میں وہ اپنی عمر سے قدرے کم دکھائی دے رہے تھے۔ دونوں ہری گھاس پر بیٹھ گئے۔ ابرک نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر گھاس پر جمائے۔

"آپ نے کبھی دادی کو پھول دئے تھے؟"

"یہ سارا باغیچہ جو ہر رنگ و نسل کے پھولوں سے سجا ہے۔ تمہاری دادی کو تحفہ دیا تھا۔"

"کیا مطلب ہے تحفہ؟"

"میں نے اپنے چھوٹے سے گھر میں ایسا باغیچہ بنایا تھا کیونکہ تمہاری دادی کو پھول بہت پسند تھے۔ پھر جب وقت بدلہ اور آسائشوں میں اضافہ ہوا وہ رہی نہیں کہ میری ترقی اور ایک باپ کی ناکامی دیکھنے کو۔"

"آپ اداس مت ہوا کریں۔ میں بھی تو آپکا بیٹا ہوں کبھی آپ کو کوئی شکایت ہونے دی؟ آپ ایک کامیاب انسان ہیں۔" وہ بچوں کی طرح انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

"کبھی کبھی لگتا ہے تم ابھی بچے ہی ہو تمہیں شادی میں پھنسا دیا مگر تمہاری ماں کی یہی خواہش تھی۔" وہ اسکے پسینے والے بالوں کو اسکی صبح پیشانی سے ہٹاتے ہوئے بولے۔

جیسمین یہاں ہوتی تو اس منظر پر یقیناً غش کھا کر گرتی۔ اسی لئے تو وہ دادا پوتے کے رومانس سے خائف رہتی تھی۔ ابرار یہاں ہوتا تو ضرور ڈیڈ سے خار کھاتا۔ کیسے اسکے بیٹے کو اپنے ہاتھوں پر ڈال کر ایک گنوار کے پلے باندھ دیا۔

مگر یہاں وہ دونوں نہیں تھے۔ یہاں وہ تھی جسے رشتوں کی قدر تھی۔ اسے احساس تھا کہ زندگی کی ہر دھوپ چھاؤں ہر سرد گرم سے بچانے کے لئے یہی رشتے ساتھ دیتے ہیں۔ وہ ہال کمرے سے نظر آتے لان کے اس جذباتی منظر پر خوش تھی۔ دونوں ایک ساتھ گھنٹوں باتیں کرتے تھے۔ وہ دیکھ رہی تھی وہ نک چڑا کدو کسی اور سے ایسے بات نہیں کرتا تھا جیسے دادا سے۔ سچائی اور معصومیت سے وہ انکی گود میں سر رکھے باتیں کر رہا تھا۔ وہ ناشتہ کرنا تک بھول گئی اور ان دونوں کی دل ہی دل میں بلائیں لینے لگی۔

"ابرار ہمارا کلو تا اور لاڈلا بیٹا۔۔۔ اسکے لاڈاٹھاتا میں اسے صحیح غلط کی تمیز سکھانا بھول گیا۔

دولت کمانے کی دھن اور ابرار کی خواہشیں پوری کرنے کا جیسے نشہ تھا مجھے اور نشہ کسی بھی طرح کا ہو حرام ہی ہوتا ہے۔" وہ دکھی سی ہنسی ہنسے۔

"آپ نے ہی بتایا تھا اولاد اور دولت فتنہ ہے آزمائش ہے اور آزمائش میں ہر کوئی پورا تھوڑی اترتا ہے۔"

ابرک کی بات پر دادا نے ہنکارا بھرا۔

"میں نے اسے وقت پر روکا ہوتا لگام ڈالی ہوتی تو آج تمہاری ماں کی نظروں میں شرمندہ نہ ہوتا۔"

"آپ بھول گئے ہیں تو یاد دلادوں۔ مام نے آخری وقت میں کہا تھا آپ سے انہیں کوئی شکایت نہیں وہ آپ سے ناراض بھی نہیں تھیں۔ بس آپ کے ابرک کو ابرار آفندی بننے سے روکنا چاہتی تھیں۔"

ابرک اٹھ کر بیٹھ گیا اور ابتسام آفندی کے جھریوں والے گالوں پر بہتے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کئے۔

"میں آپ سے پھولوں کا پوچھ رہا تھا۔" اسکے کسرتی بازو ہلکے سے نمایاں ہوئے جب اس نے بازو سینے پر باندھے

"کیا پوچھ رہے تھے؟"

"آپ دادی کو تحفے میں پھول کیوں دیتے تھے؟"

"اسکے چہرے کی خوشی بڑھ جاتی تھی جب میں اسے کچھ بھی تحفہ دیتا پھر چاہے وہ ایک پھول ہی کیوں نہ ہو۔

پھول بہت قیمتی تحفہ ہیں یہ قیمت میں بھلے سستے ہوتے ہیں لیکن رشتوں میں بہت مہنگی مضبوطی لاتے ہیں۔"

"آپ کو دادی کی ہنسی سے اتنا فرق کیوں پڑتا تھا؟" وہ دادا کی بات میں سے اپنے مطلب کا نقطہ نکالتا سوال کرنے

لگا۔

"کیونکہ مجھے اسکا دادا اس چہرہ اچھا نہیں لگتا تھا۔" وہ مبہم سا مسکرائے۔

"کیوں؟" وہ طوطے کی طرح ایک ہی رٹ لگاتا ابتسام آفندی کو چھوٹا سا بچہ لگا۔
"کیونکہ وہ میری بیوی تھی۔"

"بس؟"

"بیوی ہونا چھوٹی بات ہے؟ شریکِ حیات 'بیڑہاف' آپ کے دکھ 'سکھ' خوشی 'غم' بانٹنے والی خود موت کے منہ میں جا کر آپ کو اولاد کی نعمت سے نوازنے والی عورت ہوتی ہے بیوی۔"
"مجھے گھمائیں مت جواب دیں۔"

"تم نے عجوہ کو پھول کیوں دئے تم بتاؤ؟"

"اسے بالوں میں لگانے تھے کل سے منہ پھلایا ہوا تھا اسی لئے"

"تمہیں کیا فرق پڑتا ہے وہ منہ پھلایے یا خوش ہو؟"

وہ خود تو جواب نہیں دے رہے تھے الٹا اسے سوالوں میں الجھا دیا۔

"وہ کسی اور سے پھول لے کر بالوں میں سجائے اس سے بہتر ہے میں اسے خود پھول دوں۔"

اسے احمد سے حسد ہوا تھا۔

"جس دن تمہیں سمجھ آئے گی پھر نہیں پوچھو گے دادا کیوں؟" وہ قہقہہ لگاتے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے اٹھ کھڑے ہوئے جب زیشان ملک دھوپ میں چلتا انکے پاس آیا۔

"انگل آپ دونوں کام کریں میں فریش ہو کر آتا ہوں۔" ابرک انہیں ہری نرم گھاس پر چلتا اس عالیشان عمارت کے اندر جاتا دکھائی دیا۔ عجوہ اسے اندر آتا دیکھ پر دے برابر کرنے لگی۔

ہال سے اپنے کمرے کی طرف جانے والی سیڑھیوں کی طرف قدم اٹھاتا وہ آگے بڑھ رہا تھا جب اسکے قدم زنجیر ہوئے۔

چاند سی لڑکی شیشے کی دیوار نما کھڑکی کے پردے برابر کرتی سامنے دیکھتی اپنی ہی دھن میں تھی جب چلتے چلتے کسی کے سامنے آجانے سے قدم وہیں روک لئے۔

ساحر آنکھیں اسکا طواف کرنے میں مصروف تھیں۔ وہ سفید لباس میں ملبوس دلکش لگ رہی تھی۔ اسے سرتاپا دیکھتیں نظریں اس سفید پھول پر رکی تھیں جو اسکے حسن کو دو آتشہ کرتا ساحر آنکھوں کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

وہ اسکی بے باک نگاہوں سے نروس ہوتی بال کان کے پیچھے کرتی پلکوں کی چلمن کبھی اٹھاتی تو کبھی گراتی۔

ابرک نے بہت غور سے اسکے بالوں کی زینت بنے اس سفید پھول کو دیکھا لبوں پر خوبصورت مسکان نمودار ہوئی۔ قدموں نے راستہ بدلا۔ وہ اسکی طرف بڑھتا ان سیاہ آنکھوں کی مقناطیسی کشش میں جکڑا جا چکا تھا۔ کہنے والے اس مغرور شہزادے کو ساحر آنکھوں والا کہتے تھے مگر وہ ساحر آنکھیں تو ان سیاہ نگاہوں کی مقناطیسی کشش کو کبھی جھٹلانہ پاتی تھیں۔

عجوبہ آفندی سے سانس لینا محال ہو گیا وہ وہیں پتھر بنی اسکی پیش قدمی دیکھ رہی تھی۔ نظر باوردی ملازموں پر گئی تو رہاسہا کا نفیڈ نس بھی ہوا ہوا۔ ملازم تو رو بوٹس کی طرح اپنے کام میں مصروف تھے جیسے نہ انکی آنکھیں ہیں نہ کان۔ لیکن عجوبہ تو سب کو دیکھتی شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی۔

وہ اسکی طرف بڑھتا بالکل اسکے سامنے آن کھڑا ہوا۔ اس نے راہ فرار حاصل کرنا چاہا پر ہائے رے قسمت۔
گلاس وال نے دغا دے دیا۔

وہ اسکے بالکل سامنے کھڑا اسکے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا جب عجبہ نے اسکی دائیں جانب سے گزرنا چاہا
ابرک نے اپنا دایاں بازو اسکے سامنے گلاس وال پر ٹکا دیا۔ وہ بائیں جانب مڑی تو اس نے بایاں بازو اسکے بائیں
جانب ٹکا دیا۔ وہ حلق تڑکرنے کی سعی کرتی اسے نظر اٹھا کر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی جب نظر بھٹک کر
اسکے گہرے گلے سے ہوتی اسکی سیلیولیس شرٹ سے نظر آتے شانوں سے ہوتی ہوئی اسکے بازوؤں پر گئی۔ وہ
اسکے سامنے چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی۔ اسے دیکھتی وہ گہرا سانس لیتی کچھ بولنے ہی والی تھی جب ابرک نے
بہت غور سے اسکے گلابی ہونٹ دیکھے جو آج عام دنوں سے زیادہ گلابی ہو رہے تھے۔

"تم نے پھر سے پھول بالوں میں سجایا؟"

اسکی نظریں اسکے ہونٹوں پر ٹکی تھیں۔

اسے اب بھی اعتراض تھا۔ خود پھول اسکے بالوں میں لگایا اب سوال بھی خود کر رہا تھا۔

"تم نے کہا تھا آج کے بعد پھول تم لاؤ تو ہی بالوں میں سجاؤں۔ مجھے یہ پھول اتنے پسند آئے اور پھر تم لائے تھے

کیسے انکو پھینک دیتی۔ اس لئے میں نے خوشی خوشی یہ پھول بالوں میں لگالیا"

وہ بولنے کی ہمت کرتی مگر اسکی نظریں کچھ بولنے ہی نہیں دے رہی تھیں اس نے آسان حل تلاش اور آنکھیں

میچ کر جلدی جلدی بولنے کی کوشش میں جو منہ میں آیا بول گئی۔

تمہیں پسند آیا؟ اس کے سوال پر عجبوہ نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جو ابھی بھی اسے نہار رہا تھا۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا جب وہ اسکی حرکت سے حظ اٹھاتا مزید اسکے چہرے کے قریب ہوا وہ سانس روک کر آنکھیں پھیلانے اسے دیکھنے لگی۔ جب وہ اسکے چہرے کے بالکل قریب ہوتا اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

"بیوٹی فل اینڈ مسمرائزنگ!" اسکے تنکھے نقوش اور لرزتی بند پلکوں کو دیکھتا اسکے کان کے بالکل قریب سرگوشی کرنے سے خود کو روک نہ پایا۔ نظریں ہنوز اسکے چہرے پر ٹکی تھیں۔

کچھ دیر تک وہ بند آنکھوں سے وہیں اسی طرح کھڑی رہی جب نہ اسکی قربت محسوس ہوئی نہ وہ مخصوص خوشبو جو اب اسے بے حد پسند تھی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ اس سے کچھ قدم کے فاصلے پر کھڑا ابھی تک مسکرا رہا تھا۔ اب کی ہنسی اور کچھ دیر پہلے والی ہنسی میں فرق تھا۔

وہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی کچھ لمحے قبل چہرے اور نگاہوں میں شرم تھی جو اب غصے میں بدل گئی۔
"تمہیں کیا لگاماما کی پرنسز؟" وہ آنکھیں سکیڑے اسے گھور رہی تھی جو اسکا مذاق بنا رہا تھا۔

"میں ناشتہ کرنے جا رہی ہوں۔" وہ اپنی شرمندگی مٹانے کو چلنے لگی جب ابرک نے اسکا ہاتھ تھام کر اسے روکا۔
وہ مسلسل اسکی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہ رہی تھی اسی لئے ہاتھ لال ہو رہا تھا۔

"ویسے تم چاہو تو جو تمہیں لگا۔۔۔ وہ رکا پھر شوخی سے اپنا چہرہ اسکے قریب کیا جس پر بال ماتھے پر بکھرے تھے پسینے کی بوندیں ابھی بھی اسکے چہرے اور گردن پر چمک رہیں تھیں۔

"تم مجھے تھینکس کر سکتی ہو۔" اسکا شوخی سے اسکے قریب ہو کر بولا گیا جملہ ادھورا رہ گیا جب ابرک نے اپنا پیر ہوا میں اٹھایا۔ ہاتھ پر گرفت ڈھیلی پڑی تو وہ ہاتھ چھڑواتی دور ہوئی۔

"ابھی صرف پیر توڑا ہے اب کوئی فضول بات کی تو منہ توڑ دوں گی۔" وہ اپنا ہاتھ سہلاتی وہاں سے بھاگ گئی۔ وہ قہقہہ لگاتا اس چاند سی لڑکی کو سفید سرخ رنگوں میں نہایا دیکھ خود بھی دل کی تال پر رقص کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

وہ ہال میں بنے پلر کے پیچھے کھڑی اسکے جانے کا انتظار کرتی رہی جب قدموں کی چاپ سنائی دینا بند ہوئی تو دل پر ہاتھ رکھتی گہرے سانس لیتی اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل کرتی کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"سکول میں نیو ایئر کی چھٹیاں اور پھر تھیٹر پلے۔ فائنل ایگزامز اور پرام نائٹ۔ میں بہت ایکسائٹڈ ہوں۔ سب سے زیادہ ایکسائٹڈ تو میں تمہارے گھر ہونے والی نیو ایئر پارٹی کے لئے ہوں۔"

"تم جانتی ہو اس پلے میں حصہ لینا میرے ڈریمنز میں سے ایک ہے جو اب پورا ہو گا میں بالٹن کے تھیٹر میں سب سکولز کے سامنے پر فارم کروں گا۔"

ریہرسل روم میں سیٹج پر ابرک اور ایلف سپاٹ لائٹ کی روشنی میں ایک دوسرے کے روبرو کھڑے تھے۔ سکول یونیفارم میں وہ سیٹج سے سامنے نظر آتی خالی کرسیاں، سیٹج کے اطراف لگے سرخ پردے جو ابھی ایک طرف کئے گئے تھے۔ جیسا اکثر پلے شروع ہونے سے پہلے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے۔ وہ ان کرسیوں پر ہزاروں لوگوں کو بیٹھے دیکھ رہا تھا جو پردہ گرتے ہی تالیوں سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اس کی نگاہیں کسی شکاری کی طرح ان داد دیتی تالیوں کی گونج اور سراہتی نگاہوں پر جمی تھیں۔ جب ایلف کی آواز نے اسکا خواب توڑ دیا وہ واپس خالی کرسیوں کے سامنے تھا جہاں نہ پردہ اٹھانے والا نہ کسی نے تالی بجائی نہ نظروں سے داد دی۔ دہلی ابھی دور تھا۔

"تمہارے ڈریمز میں سے ایک مجھ سے شادی کرنا بھی تو ہے۔" ایلف نے ایک قدم اسکی جانب بڑھایا۔
 "ہر ڈریم پورا نہیں ہوتا۔ تم سے شادی کا ڈریم تھا جو آنکھ کھلتے ہی ٹوٹ گیا اور اب ہم پہلے کی طرح اچھے دوست ہیں۔"

ایلف کو اسکے یہ الفاظ بار بار اسے ٹھکرانا عجزوہ سے رقابت کا احساس دلارہا تھا وہ لڑکی جو نہ شکل میں نہ ٹیلنٹ میں نہ کسی اور چیز میں اس سے بڑھ کر تھی۔ بڑھ کر تو کیا اسکے اسٹینڈرڈ کے آس پاس بھی نہ تھی جسے سوائے کتابوں کے کسی اور چیز کا کبھی علم نہ ہوا تھا وہ جب بھی کہیں نظر آئی کتابوں کے ڈھیر میں دبی نظر آئی۔
 "تم بھول رہے ہو تم نے خود مجھے شادی کے لئے پروپوز کیا تھا۔" وہ چند قدم کا فاصلہ مٹاتی اسکے نزدیک ہوئی۔
 "یقیناً میں نے پوچھا تھا مجھے لگتا تھا تم میری بیسٹ فرینڈ ہو اور تم سے بہتر نہ کوئی مجھے جانتا ہے نہ میں کسی کے ساتھ ایڈجسٹ کر سکتا ہوں۔"

ایلف مسلسل اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا پر ایلف کے چہرے پر نظر آتے جذبات نہ اسے قائل کر سکے نہ اس میں کوئی جذبہ پیدا کر سکے۔

"تم اب مجھ سے محبت نہیں کرتے؟" اسکی آنکھیں نم ہوئیں۔

"بالکل کرتا ہوں۔" ابرک نے مسکرا کر اعتراف کیا تو ایلف کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔

"تم میری بیسٹ فرینڈ ہو بچپن سے جوانی تک میری صرف اور صرف تم اکلوتی دوست رہی ہو تم سے زیادہ میں

کسی سے محبت کر سکتا ہوں بھلا۔"

اسکے اعتراف کے ساتھ ہی ایلف کی مسکراہٹ مدھم ہوئی۔

"ایک فرینڈ لی ہگ تو میں تمہیں کر سکتی ہوں نہ۔" دل کے درد کو بالائے طاق رکھتے ایلف اسکے گلے لگی۔ ابرک

نے ہنستے ہوئے اسکی کمر کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھا۔ جب ایلف نے خالی کرسیوں کے پار کھڑی عجوہ کو

چیلنجنگ انداز میں دیکھا۔ جیسے نظروں سے ہی اپنا حق جتا رہی ہو عجوہ آفندی کو ابرک کی زندگی میں اپنی اہمیت

اور اسکا غیر ضروری ہونا بتا رہی ہو۔

عجوہ آفندی ان دونوں کو ہگ کرتے دیکھتی ڈبڈباتی آنکھوں سے وہاں سے باہر نکل گئی۔

"میں اس ماحول اس تصویر میں آڈون آؤٹ ہوں۔ بالکل غیر ضروری۔۔۔ کیا تک بنتی ہے تمہاری کہ تم

ریہر سلز دیکھنے جاؤ صرف اس لئے کہ وہاں ابرک ہے۔ اس نے خود کو ڈپٹا۔"

اس کے دل نے چلا چلا کر کہا صرف ابرک نہیں تمہارا شوہر ابرک ابھی واپس جاؤ اور اس چڑیل لمبی ٹانگوں والی ایلف کو دور ہٹاؤ ابرک سے کیسے چپک کر کھڑی ہے اسکے ساتھ۔ نہ صرف اس لمبی ٹانگوں والی ایلف کو دو لگاؤ اس کو (ابرک) کو چار لگاؤ۔ تمہارا شوہر ہوتے ہوئے کیسے اس ٹرکش سیڑھی کے ساتھ چپک کر کھڑا ہے۔

"دونوں کتنے خوش اور اچھے لگ رہے ہیں۔ اس سے بات کرتے ہوئے وہ مسکراتا ہے۔ خوش رہتا ہے اسکے ساتھ۔" دل کو ڈپٹی اور جھٹلاتی وہ چلتی ہوئی باسکٹ بال کو ڈٹک پہنچ گئی جہاں کچھ لڑکے لڑکیاں اپنے شوق میں مگن بالکل اسی طرح خوش تھے جیسے ابرک اس سیڑج پر تھا مگر عجوبہ تو اس سیڑج پر بھی دکھی تھی اب یہاں بھی اداس تھی۔ وہ درمیان میں کھڑی سب کو چلتا ہنستا مسکراتا اور خود کو تنہا محسوس کرتی ساکت تھی جب کسی نے بال اسکے سر پر مارا اسکے سیاہ لیئر کٹ ہئیر بال لگنے سے اس کے چہرے پر آگرے۔

"موو!" کچھ آوازوں نے اسے سکتے سے باہر نکالا۔

"میں نے بالکل صحیح کہا تھا ابرک آفندی۔ تم اپنا سول میٹ ڈھونڈھنا اور میں اپنا۔ تمہارے پاس تو آلریڈی تمہاری سول میٹ ہے۔ میں پہلے ایک بزنس وو من بنوں گی پھر کچھ اور سوچوں گی۔" وہ نم آنکھوں سے مسکراتی ان سب کی سر دنگا ہوں کو انور کرتی اسی درخت کی طرف بڑھ گئی جہاں بیچ پر بیٹھ کر اسے پڑھنا پسند تھا۔

عجوبہ اپنا سامان سمیٹی مڑی جب ایلف کو اپنے طرف آتے دیکھا تو ناگواری سے چہرے پر در آئی۔

"کیسی ہو عجوبہ؟"

"گڈ!" وہ سادہ سا جواب دیتی جانے کے لئے مڑی جب ایلف نے اسکا بازو تھام کر اسے روکا۔
"میں نے نیوز پیپرز میں دیکھا ایک ماڈرن سنڈریلا۔ یعنی ایک میڈ۔" اس کے طنز پر عجوبہ نے
اسے گھورا۔

"کیسا لگ رہا ہے اس پیلس میں رہنا جہاں کے خواب ہر لڑکی دیکھتی ہے۔ تمہاری شادی پتہ نہیں لیگل ہے یا نہیں
انگلینڈ کے لاء کے مطابق۔" وہ آنکھیں گھما کر اسکی طرف مسکراہٹ اچھالتی کہہ رہی تھی جب عجوبہ نے اسے
ٹوکا۔

"ہمارے مذہب میں میری اور ابرک کی شادی بالکل لیگل ہے شاید تم نکاح کے بارے میں نہیں جانتی حالانکہ تم
بھی مسلمان ہو اور ال لیگل تمہارا میرے ہبینڈ کے گلے پڑنا میرا مطلب گلے ملنا ہے۔"

عجوبہ کی بات پر اسکی مسکان مزید گہری ہوئی۔

"ابرک کی بیوی ٹین اتج بسٹ کپل کا ٹیگ میڈیا بھی تمہاری خبر دیتا ہے۔ ظاہر ہے تم بہت انجوائے کر رہی ہو پر
ابرک کی خوشی کا کیا عجوبہ؟" اچانک سے وہ روہانسی ہو گئی۔

عجوبہ نے اسکے تاثرات دیکھے تو الجھن کا شکار ہوئی وہ سیلفش نہیں تھی نہ اسے ابرک سے محبت تھی۔ ایلف نے
اسے آئینہ دکھایا تھا وہ کس کے لئے دکھی ہو رہی تھی؟ ابرک کی محبت اس سے دور ہوئی ہے اور اداس وہ کیوں
ہو رہی ہے جیسے ایلف نے اس سے ابرک کو چھینا ہے جب کہ عجوبہ ان دونوں کے درمیان آگئی تھی۔

حقیقت سے شناسائی نے اسکے اندر کے بزنس کرنے والے دماغ کو جگادیا تھا فیئر ڈیل کرنے والی عجوہ کو اب ایلف بالکل صحیح اور وہ ایک ولن لگ رہی تھی جو دولت کی خاطر ابرک اور اسکے درمیان آئی۔ عجوہ بزنس کرنا چاہتی تھی اور بزنس کا سب سے پہلا اور اہم اصول کہ فیصلے دل سے نہیں دماغ سے کئے جاتے ہیں سب سے پہلے اپنا فائدہ سوچا جاتا ہے اسے یاد ہی نہیں تھا۔

"مانسڈ مت کرنا پلیز لیکن تم بالکل اس قابل نہیں ہو۔" عجوہ نے اسکے تلخ جملے پر نظر اٹھا کر اسے دیکھا جو مراقبے میں تھی مانو اب ہوش آیا ہو۔

"میرا مطلب ہے تم اور وہ نار تھ اور ساؤتھ ہیں۔ آپس میں کوئی میل نہیں۔"

"میں جانتی ہوں میں کیا ہوں! میں بس ابرک کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔" وہ بڑے دل کا مظاہرہ کرتی وہاں سے چلی گئی۔

ایلف اپنے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔

بالٹن میں موسم زیادہ تر سرد ہی رہتا ہے بارش اکثر برستی رہتی ہے اور نیو ایئر کے موقع پر برف باری بھی ہوتی ہے۔ یہاں کی گرمیاں بھی زیادہ دیر تک نہیں رہتی اور گرمی میں بھی موسم بہت زیادہ گرم نہیں ہوتا بلکہ شام اکثر سرد ہی ہوتی ہے۔ ایسے سرد موسم میں عجوہ آفندی بارش میں بھیگتی اپنے اندر کی گھٹن کو کم کر رہی تھی جو سرد پانی سے بھی کم نہیں ہو رہی تھی۔

ابرک نے اپنا بیگ کندھے پر ڈالے بارش میں بھیگتی عجمہ کو دیکھا تو آنکھیں سیڑھیاں اس تک پہنچا جو اپنی سوچوں میں گم تھی۔

"اب گرنے کے ساتھ ساتھ بھیگنے کا بھی پلان بنالیا ہے؟" وہ اس کے اوپر اپنے یونیفارم کے کوٹ سے چھتری بناتا اسے اور خود کو بھیگنے سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا جس کا بھیگا سراپا اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

"سکول کی بلڈنگ سے بھی پر اہلم ہے تمہیں؟

یا میرے اس سکول میں ہونے سے؟" وہ اس کا کوٹ اپنے اوپر سے جھٹکتی پھر سے گیلی گھاس پر چلنے لگی۔

"تمہارے گراؤنڈ میں بے قوفوں کی طرح بھیگنے سے پر اہلم ہے۔"

وہ پھر سے اسے بازو سے پکڑتا کوٹ کے اندر چھپا گیا۔ چھٹی کا وقت تھا سب ہی وہاں سے گزرتے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جو نیلے رنگ کے کوٹ میں گراؤنڈ کے درمیان میں کھڑے تھے۔ سب ان دونوں کو رشک اور حسد سے دیکھتے وہاں سے گزر رہے تھے جو مسلسل کوٹ میں کھینچا تانی کر رہے تھے۔

سٹوڈنٹس کو وہ منظر کچھ ایسا نظر آ رہا تھا برستی بارش، سرد ہوا میں جھومتے اور ان دونوں کو دیکھ کر رقص کرتے رنگ برنگے درختوں کے پتے اور گہرے نیلے رنگ کے سکول یونیفارم کے بلیزر کے نیچے کھڑے دو نفوس اور مسلسل ہلتا ان پر چھتری بنے ٹکا بلیزر جو ان دونوں کے چہرے تو مکمل چھپا چکا تھا۔

"لوو برڈز!"

"کریزی ان لوو!"

"کیل گولز!"

وہاں سے گزرتے لڑکے لڑکیاں انہیں مختلف ناموں سے پکار رہے تھے۔ کچھ رشک سے تو کچھ حسد سے جب کہ ایک گروہ ایسا تھا جو انکو بالکل نظر انداز کرتا گزر رہا تھا۔ سب وہاں کی مقامی زبان میں ہی بات کرتے۔ آفندی پیس میں بھی سب وہی زبان استعمال کرتے مگر گھر میں دادا پوتا اور انکی بہو اپنی مادری زبان ہی بولتے۔ اب بھی کچھ حاسد اور کچھ جلن کے مارے طعنے اور جملے کس رہے تھے۔

“Will they be soul mates ?”

“No one find their soul mates at this age .”

“Silly !”

کسی لڑکا لڑکی کی آواز انکی سماعتوں سے ٹکرائی۔ وہ جملے کستے وہاں سے جا چکے تھے۔ عجوبہ اب بھی اس سے لڑ رہی تھی۔ لڑتے تو وہ ہمیشہ ہی تھے انہیں شاید علم نہیں تھا جہاں زیادہ پیار ہوتا ہے وہاں زیادہ لڑائی ہوتی ہے پتہ ہوتا تو شاید دوستی کر لیتے کہ پیار محبت نامی بلا سے دور رہتے۔

”چھوڑو میرا ہاتھ موٹے ساند!“ عجوبہ مسلسل اسے مختلف القابات سے پکارتی اپنا ہاتھ چھڑوا رہی تھی جب ابرک نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا تو وہ بھیگی ہوئی چاند سی لڑکی اسکے سینے سے جا لگی وہ اسکا ہاتھ اپنے دل پر رکھے اسے مزید نزدیک کر چکا تھا جب اچانک عجوبہ کے ہاتھ کی حرکت رکی۔ اسے اپنے ہاتھ کے نیچے بے ترتیب دھڑکنوں کی تال محسوس ہوئی وہ اسے دیکھتی کچھ کہہ نہ سکی۔ چند لمحوں میں وہ اسکے بے حد قریب ہوا تھا بال جتنا فاصلہ تھا دونوں کے درمیان۔

ابرک آفندی کو لفظوں سے جذبات کا اظہار کرنا نہیں آتا تھا سوائے دادا جی اور اپنی بیسٹ فرینڈ ایلف کے کسی سے کچھ خاص بات کبھی کی ہی نہیں تھی۔ اب جیسا اظہار اس نے کر دیا تھا عجب آفندی کو اس پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ وہ اب بھی اسکے دل کی دھڑکن محسوس کر سکتی تھی۔

گیلی مٹی کی خوشبو اور سرد ہوا اسکے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج کر رہے تھے اوپر سے سامنے سر اپا امتحان بنی وہ بار بار اس سے دور جانے کی کوشش کر رہی تھی۔ سب کچھ بہت اچانک تھا۔ وہ خود بہ خود اسکی طرف بڑھ گیا آج سے پہلے اسے نہ بارش پسند تھی نہ گیلی مٹی کی خوشبو۔ آج کے بعد اسے یہ سب پسند آتا یا اس سے محبت ہوتی یہ تو آنے والا وقت بتانے والا تھا۔

"ضروری ہے ہر بار تم ضد کرو اور دور چلی جاؤ؟"

وہ اپنے گیلے بال جو ماتھے پر بکھرے تھے بائیں ہاتھ سے ہٹا تا دائیں ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھامے اب اپنے دل کے مقام پر رکھے ہوئے تھا۔ اسکے دور جانے کی کوشش پر جو دھڑکن بے قابو تھی اسکے رک جانے سے ایک ردھم میں آگئی۔

عجب نے کچھ بولنے کے لئے لب واہ کئے مگر لفظ ہی نہ ملے۔ ابھی تو اس نے دور جانے کا سوچا تھا اور آج ہی وہ یہ سوال پوچھ بیٹھا۔ اتفاق تھا یا وہ اسکے دل و دماغ میں چلتے سوالوں کو پڑھ چکا تھا۔

"خاموشی سے گھر چلو۔" اسے پارکنگ کی طرف اشارہ کرتا وہ اپنے ساتھ لگائے چلنے لگا۔

"میں خود جاسکتی ہوں۔" اس نے ہلکا سا احتجاج کیا۔

"تم چلتی کم گرتی زیادہ ہو۔" وہ اسکے کندھوں پر گرفت مضبوط کرتا مسکرایا۔

"کدو۔" وہ اسکے متفکر ہونے پر مسکرائی کیسے وہ اسے حفاظتی حصار میں لے جا رہا تھا جیسے پارکنگ تک نہیں بغیر پاسپورٹ کے کسی دوسرے ملک داخل ہونا ہے۔

جذبات کا یہ مدوجزر جس میں دونوں پھنس چکے تھے نہ اسے سمجھ پارہے تھے نہ اس سے نکل پارہے تھے۔
دونوں ایک دوسرے پر حق جتا رہے تھے۔ کسی دوسرے کے ساتھ بات تک کرنا برداشت نہیں ہو رہا تھا لیکن آپس میں بات کرنا تو دونوں کو ہی نہیں آتا تھا۔ پرواہ 'جلن' خیال سب تھا ان کے درمیان۔ اس کے علاوہ ایک خاص رشتہ تھا جسے سمجھ کر اسے مضبوط کرنا دونوں کو فی الوقت نہیں آتا تھا۔ آج عجوہ نے فیصلہ کیا تھا ابرک کو اسکی خوشی دلانے کا اور آج ہی ابرک نے اپنی دھڑکن اسے سنوائی تھی۔

راستہ کیسا بھی ہو منزل دونوں کی ایک ہے۔ اگر وقت رہتے انہیں یہ بات سمجھ آ جاتی تو کیا ہی بات تھی۔

"لال ٹماٹر کی طرح لگ رہی ہے تمہاری ناک۔" ابرک نے شرارت سے اسکی ناک دبائی تو وہ اچھلی جس سے نرم موٹے میٹرس پر ہلکا سا ارتعاش پیدا ہوتا جب وہ سر تا پیر کمفر ٹراوڑھے بیٹھی کانپتے ہوئے کبھی آگے تو کبھی پیچھے ہوتی بالکل پینڈولم کی طرح۔

ابرک کو اسے پینڈولم کی طرح حرکت کرتے دیکھ ہنسی آرہی تھی۔ ہونٹ دبائے ہنسی روکنے کی وجہ سے اسکا چہرہ سرخ پر گیا۔

"اچھا اب کوئی مذاق نہیں بناتا بس ہلنا بند کرو۔" وہ اسکے ساتھ بیٹھتا اسے کندھوں سے تھامے اسکی حرکت روکنے کی سعی کرتا پھر سے قہقہہ لگانے لگا۔

"تم ایک نہایت بد تمیز انسان ہو۔" وہ کانپتی آواز میں غرائی۔

"میں نے کہا تھا بارش میں نہاؤ؟"

"منع بھی تو نہیں کیا تم مجھے منع کرت۔۔۔۔" اسکے لفظ بے ساختہ آنے والی چھینک نے روکے۔

"ہمیشہ میں عقل کی بات بتاؤں۔ تم اپنی عقل رینٹ پر دے کر آئی ہو؟ جب سردی برداشت نہیں ہوتی تو کیوں گئی تھی؟" وہ اسکی کنپٹی پر انگلی لگاتا جیسے اسے عقل دے رہا تھا۔

"یہ سوپ پیو۔" وہ آرڈر دیتا اسکے ہاتھ میں سوپ کا پیالہ تھماتا اسے گھورنے لگا۔

"تم گھورتے بہت ہو۔" وہ منمنائی۔

"تم گرتی بہت ہو۔" جب وہ کافی دیر تک کچھ نہ بولی تو ابرک نے سوپ میں سے سپون اٹھایا اور عجوبہ کے سامنے کیا۔

"مجھے نہیں پینا۔"

"کبھی میری بات نہیں مانتی تم۔" وہ زبردستی اسکے منہ میں سوپ کا چمچ ٹھونستا ہوا بولا۔

سوپ پلانے کے بعد وہ اسے لٹاتا کمفرٹر اسکے اور اپنے اوپر برابر کرتا لیٹ گیا۔

"اپنی سائیڈ پر جا کر لیٹو۔" وہ تھوڑا سا پیچھے کھسکتی ہوئی بولی جب ابرک نے اسے کسی نرم ٹیڈی بئیر کی طرح اپنے حصار میں لے لیا۔

"میں بھالو نہیں ہوں اگر کسی کو ہگ کر کے سونا ہے تو میرا ٹیڈی لے سکتے ہو یا تکیہ لے لو۔" عجوبہ نے پھر سے فاصلہ بناتے ہوئے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔

"تم اپنے مفید مشورے اپنے پاس رکھو۔" وہ پھر سے اسے کمر سے کھینچ کر اپنے قریب کر چکا تھا۔
"ابھی کوئی کہہ رہا تھا میں عقل کی بات بتاتا۔"

وہ اسے بالکل ایک ٹیڈی کی طرح اپنی گرفت میں لیتا سرگوشی کرتا اسے زچ کر گیا۔
"ایسا نہیں کہا تھا نہ ہی یہ عقل مندانہ مشورہ ہے۔"

"عقل مندی تو اور بھی بہت ہے جس سے تم فوراً ٹھیک ہو سکتی ہو لمحوں میں سردی ختم۔"
وہ اپنی ہنسی چھپاتا شرارت پر اتر اہوا تھا۔

"مام کی وصیت یاد ہے؟" وہ اسکی قربت سے پریشان ہوتی منمنائی۔
"اگر ہم نے بچوں کے بغیر طلاق لی تو ساری دولت کسی ٹرسٹ کو چلی جائے گی۔" ابرک کی آدھی ادھوری بات پر اس نے باقی وصیت یاد دلوانا ضروری سمجھا۔

"اور اگر بچوں کے بعد طلاق ہوئی تو جو بچوں کی کسٹڈی لے گا دولت اسکی۔" عجوبہ نے باقی وصیت سنائی۔
"دولت بچانے کا بس ایک ہی طریقہ ہے کہ ہمارے بچے ہوں۔" ابرک نے جیسے اسکے سر پر بم پھوڑا۔
"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"سب کہا تھوڑی جاتا ہے۔"

وہ ہنسی چھپاتا اسکے بالوں میں اپنا چہرہ چھپا گیا۔

"موٹے کدو تم میرا فائدہ اٹھانا چاہتے ہو؟" وہ اسکے پیٹ میں کہنی مارتی چلائی۔

"چھپکلی تم بھول رہی ہو ہم ہر بینڈوائف ہیں۔"

ابرک نے اسکے دونوں ہاتھ اسکے اسکی کمر کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی اٹھارہ سال کی بھی نہیں۔۔" وہ اسے اپنے اوپر دیکھ کر رونے لگی۔

ابرک اسکے ہاتھ چھوڑتا اس سے دور ہٹا۔

وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونے میں مصروف تھی جب ابرک کی ہنسی کی آواز پر اسکی طرف دیکھا۔ چہرہ

اب بھی ہاتھوں میں چھپا رکھا تھا دو انگلیوں میں تھوڑا سا گیپ بنا کر وہ اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم اٹھارہ کیا اٹھائیس کی ہو جاؤ تو بھی بچی ہی رہو گی۔" وہ ہنستے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا اور اسکے ہاتھ اسکے چہرے

سے ہٹائے اور اسے اپنے سامنے بٹھا دیا جو اس سے نظریں ملانے سے انکاری تھی۔ سرخی مائل آنکھیں اور

پھولے گالوں پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان۔ وہ دلکش لگ رہی تھی۔ ابرک رات کے اس پہر اسے اپنے

سامنے یوں دیکھتا ضبط کے مراحل طے کرتا اسکے آنسو صاف کر کے اسکے ہاتھ تھام کر بیٹھ گیا۔

"اگر تم اٹھارہ سال کی نہ ہوتیں تو تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوتا؟" وہ گھمبیر لہجے میں سوال کر رہا تھا۔

"تم وصیت پوری کرنے کے لئے ایسا پوچھ رہے ہو؟ بچوں کے بعد مجھ سے علیحدہ ہو کر خوش رہو گے۔ ٹھیک ہے

تم ایلف کے ساتھ خوش رہنا میں بزنس کروں گی۔" وہ اب بھی اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔

ابرک کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تم صرف اس لئے کہ تم آزاد ہو جاؤ؟ اسکے علاوہ تمہیں۔۔۔" وہ جملہ ادھورا چھوڑ گیا۔

"اپنی محبت کا ساتھ ہر کسی کو پیارا ہوتا ہے میری وجہ سے تم اور ایلف الگ ہو گئے ہو۔"

"میں صرف مذاق کر رہا تھا اور اگر تمہیں لگتا ہے بچوں کے بعد تم آزاد ہو سکتی ہو تو یہ تمہاری بھول ہے عجوہ

آفندی۔" وہ اپنی شہادت کی انگلی سے اسکی کنپٹی پر دستک دیتا غرایا اپنا تکیہ اٹھایا اور اسٹڈی میں سونے چلا گیا۔

اسکے ردِ عمل پر وہ تکیے میں منہ دے رونے لگی۔

"وہ ایسا کیسے سوچ سکتی ہے۔ مجھے چھوڑ دے گی الگ ہو جائے گی اور میں جانے دوں گا۔" وہ تکیہ ایک طرف غصے سے پھینکتا مسلسل چکر لگا رہا تھا۔ اضطرابی کیفیت میں اسے اب گھٹن محسوس ہونے لگی۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کے بالوں پر دباؤ ڈالتا کچھ دیر رک کر لمبے گہرے سانس لینے لگا۔ بے چینی کم نہ ہوئی تو پھر سے ٹہلنے لگا۔ آدھی سے زیادہ رات اس نے کھڑے کھڑے یا ٹہلنے میں گزاری۔ اب اسے اپنے مذاق پر غصہ آرہا تھا۔ خود پر افسوس ہو رہا تھا۔

"کیا ضرورت تھی ایسا مذاق کرنے کی۔ نہ وصیت کی کوئی بات کرتا نہ وہ ایسا کچھ کہتی۔"

"جب ہمیں اپنے سول میٹس مل جائیں گے ہم الگ ہو جائیں گے۔" اسے عجوہ کا کہا جملہ یاد آیا تو گرے آنکھیں لہو رنگ ہو گئیں۔

"میں بچوں کے بعد الگ ہو جاؤں گی۔"

"وہ کسی اور کی تلاش میں ہے میں اسے کبھی پسند تھا ہی نہیں۔" ابرک نے سب باتیں ایک ساتھ جوڑ دیں۔ پہلے صرف بے چینی تھی اب دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔

"وہ مجھ سے الگ ہو جائے گی؟" یہ سوال اسکے دماغ میں ہتھوڑے برسا رہا تھا۔
"مجھے کیا فرق پڑتا ہے وہ میرے ساتھ رہے یا مجھے چھوڑ جائے۔" اس نے جیسے دل کو تسلی دی اور ٹیس پر چلا گیا۔

"تازہ ہوا میں بہتر محسوس کروں گا۔" سرد ہوا اسکے وجود سے ٹکرائی تو اس نے آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں۔ دل میں اٹھتے درد اور دماغ میں پختے سوالوں کو وقتی نیند سلاتا وہ چہل قدمی کرنے لگا۔

"اچھی باتیں سوچو اس عجز کی نہیں۔" وہ دماغ سے لڑتا اچھی یادیں سوچنے لگا۔
چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ نے پہر ادا کیا۔ کوئی بہت حسین یاد لبوں پر مسکان لے آئی۔
عجز ریڈ میکسی پہنے اسکے ساتھ کھڑی تھی اور وہ اس چاند سی لڑکی کے چہرے پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے کر رہا تھا۔

مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔ جب اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول دی۔

وہ ایک لمحہ کسی خاص احساس کا تھا۔ ایک ایسا جذبہ جو اسکے دل میں اٹھتے درد اور ٹیسوں کو دماغ میں بجتے ہتھوڑوں کو روک چکا تھا۔ اب تو اسکے دل کے ریگستان پر نرم اور ٹھنڈی بوندیں ایک پھوار کی صورت برس رہی تھیں۔ وہ پھر سے ایک گہرا سانس لیتا آسمان کو تنکے لگا جو ایک نئی صبح کی نوید لئے اسے دیکھتا مسکرا رہا تھا۔

"یاد آئی وہ پہلی بارش"

اناؤنسمنٹ سنتے ہی وہ چاروں اس آواز کی جانب متوجہ ہوئے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔
تم تو بہت دکھی ہوئے ہو گے اس دن؟ روشیل نے سوال کیا۔
اب وہ سب کم عقلی اور بے وقوفی لگتا ہے ہر بات پر ایکسٹریمری ایکشن دینا اور آپس میں بات نہ کرنا۔ "ابرک
نے تحمل سے جواب دیا۔

"یہ موسم خرابی اچھا بہانہ بنی تمہاری کہانی سننے کا موقع ملا۔" کیون نے عجوبہ کی کہانی پر تجزیہ دیا۔
"مجھے بھی اچھا لگا موسم کی خرابی اکثر اچھی یادیں دے جاتی ہے خاص کر بارش۔" عجوبہ نے مسکرا کا کہا۔
وہ دونوں ماضی کے اوراق پلٹ رہے تھے۔
"حاشرا ٹھوگے یا نہیں؟"

وہ صوفے پر اوندھے منہ لیٹا سو رہا تھا جب حرا کی آواز نے اسے نیند سے بیدار کیا لبوں پر مسکراہٹ جو نیند میں
نظر آرہی تھی اب کہیں نہیں تھی۔ اب وہاں صرف ماتھے پر بل تھے۔

وہ اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا سا منے شیرنی کی طرح دھاڑتی اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔
"اب اگر تم نے کام پر جانا چھوڑا تو یاد رکھنا میں تمہیں اس گھر سے نکال دوں گی۔"

حرا کے غرانے پر وہ آنکھیں سکیڑ کر کان میں اگلی ٹھونس کر اس کی غصیلی آواز کم سننے کی کوشش میں تھا۔

حرا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکے کان کے نیچے ایک چپت رسید کی۔

"اب اگر تم باز نہ آئے تو میں سچ میں تمہیں اس گھر سے باہر کا رستہ دکھاؤں گی۔"

"ٹھیک کہتے ہیں لوگ۔ پیسہ ایسی چیز ہے جو خون سفید کر دیتا ہے۔" وہ ابھی تک اپنا سر سہلارہا تھا جہاں حرا نے ہاتھ جڑا تھا۔

"شرم نہیں آتی ماں کو ایسا کہتے ہوئے؟"

"اور کیا کہوں؟ سب جانتا ہوں۔ آپکا شوہر کام پر جانے لگا ہے آپ کی بھی اچھی خاصی نوکری ہے۔ بیٹی بیاہ دی
اب بچا کون ان سب میں؟"

"ایک کام چور نکھٹو نکما حاشر۔"
اسکی اوور ایکٹنگ پر حرا نے تعریفی قلعہ تعمیر کر دیا۔

"یہ سب جو تم کر رہے ہو اس سب کے بعد تمہیں گھر پر جگہ دی ہے یہی بہت بڑا احسان ہے میرا۔"
"نہ تم پڑھنے میں دلچسپی لیتے ہو نہ کام میں۔"
"میں کام پر جاتا ہوں۔" وہ صدمے میں تھا مگر پھر بھی جواب دینا اپنا فرض سمجھا۔

"کام پر نہیں جاتے تم ہمیں بے وقوف بنانے جاتے ہو۔ مکینک کی جاب بھی تمہیں مشکل سے ملی ہے۔"
"فون آیا تھا نکال دیا گیرج والے نے تمہیں۔"

زیشان نے کہتے ہوئے کچن کا رخ کیا۔

جب وہ آنکھیں کھول کر ہوش میں بیٹھا نظر آیا تو حرا کچن میں چلی گئی اور اب وہاں سے چلا رہی تھی۔ اسکی نیند
بھک سے اڑی۔

"نہیں امی! مذاق کر رہے ہیں نہ آپ پاپا؟ وہ آنکھیں ملتا سوال کر رہا تھا۔

"بیٹا ایسا مذاق کوئی کیوں کرے گا؟" زیشان نے کچن کی طرف بڑھتے ہوئے نرمی سے جواب دیا۔

"پاپا وہ!" حاشر شرمندہ ہوتا سر جھکا کر وہیں بیٹھا رہا۔ اسے ان دونوں کی آواز سنائی دے رہی تھی مگر وہ نظر نہیں آرہے تھے۔

"میں اس سے بات کروں گا ایسے کیسے وہ میری نوکری چھین سکتا ہے؟" حاشر کو اب معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا تھا۔

"رزق عزت اور ذلت اللہ دیتا ہے حاشر!"

وہ وسیلے دنیا میں بنا دیتا ہے۔ تم اسے ایک وسیلہ سمجھو آگے بڑھنے کا۔ "زیشان نے نرمی سے بات سمجھانا چاہی۔

"اللہ نے ہمیں کیوں کم رزق دیا ہے ہم تو محنتی لوگ ہیں اللہ کے دوست ہیں محنت کر کے حلال کما کر کھانے والے۔"

"شکوہ نہیں شکر کرنا سیکھو۔ آزمائش نیک بندوں پر آتی ہے۔ لیکن اس پر پورا کوئی کوئی اترتا ہے۔"

باپ بیٹے کی دلیلیں سنتے حرا کے ہاتھ مزید تیزی سے انڈے پھینٹنے میں مصروف ہو گئے۔

"ہم تو پیدائش سے ہی آزمائش کا شکار ہیں۔ ہمارے حال پر رحم نہیں آتا اللہ کو۔"

"توبہ کرو! کفر یہ کلمات مت ادا کرو۔" حرا نے اسے ہاتھ میں پکڑا ایک بیٹر دکھا کر ڈرانا چاہا۔

"غریب کی کوئی اوقات ہی نہیں دنیا والوں کی نظر میں۔ مجھے نوکری سے نکال دیا بغیر کسی وجہ کے۔ میں سارا کام

ایمانداری سے کر رہا تھا۔

نہ غریب کی نہ پردیسوں کی۔ جتنا مرضی ان لوگوں کے ساتھ مخلص ہو جاؤ پھر بھی اپنا نہیں سمجھتے۔" وہ اداسی

اور غصے سے وہاں سے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

"گڈ تو سی یو ہیئر!" جلدی میں اپنی رسٹ واپس پر ٹائم دیکھتا ابرار اسے گلے ملتا عجلت میں وہاں سے چلا گیا۔ ہمیشہ کی طرح اس نے سیاہ رنگ کا تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا۔ شاندار پر سنیلٹی والا وہ شخص کسی سے پانچ منٹ بھی فرصت سے بات کرنے کو وقت کا ضیاع سمجھتا تھا۔

ایلف نے اسکے مہنگے کپڑوں جوتے نیز اسکی شخصیت میں نکھار لاتی ہر شے کو اور مکمل ابرار آفندی کو ستائشی نظروں سے دیکھا۔

"انکل! آپ۔۔"

"لیٹر آن ایلف!"

ایلف بھی سر جھٹکتی اندر چلی گئی۔

Lookin stunning lady

ایلف نے جیسمین کو گلے ملتے ہوئے دونوں گالوں پر پیار سے بوسہ دیا عموماً ایلپیٹ کلاس کے لوگ مرد عورت کی تمیز کئے بغیر اسی طرح سے بغل گیر ہوتے بوسہ لیتے ہیں۔

"تمہیں یہاں دیکھ کر بہت تازہ دم محسوس کر رہی ہوں۔" جیسمین ہمیشہ کی طرح سچی سنوری اس سے مخاطب تھی۔ سچی سنوری تو ایلف بھی رہتی تھی۔ یہ سب تیاری ان کے لئے عام ہوتی لیکن جب سے ایشین طور طریقوں والی عجوہ ملک نے آفندی پیلس میں انٹری دی تھی یہ سب بہت خاص لگنے لگا تھا۔ وجہ اسکا مادی اشیا اور

بناوٹ کی زندگی سے دوری تھی۔ اب دادا جی ابرک نیل اور وہاں کے ملازم ایسی تیاری کو کسی خاص موقع کی تیاری ہی سمجھتے۔ ورنہ تو وہ سادہ سی بغیر میک اپ کے گھومتی۔

"تم جانتی ہوں سوئیٹ۔ کلاس اور سٹیٹس نامی کوئی شے نہیں ہے اب اس پیلس میں۔"

"ایسا کیوں کہہ رہی ہیں آپ مسز جیسمین؟"

"تم خود دیکھ کر سمجھ جاؤ گی جب کچھ گھنٹے اس چڑیا گھر میں گزارو گی۔" جیسمین نے گردن اکڑا کر کہا اور اسے لئے باہر لان کی طرف چہل قدمی کرنے لگی۔

"ایسا کیا ہو گیا؟" ایلف کی بات ادھوری رہ گئی جب اسے گلاس ڈور کے سامنے کا منظر نظر آیا۔

عجوبہ سادہ سی سکرت شرٹ پہنے اپنے سیاہ لیئر کٹ بالوں کو پونی میں قید کئے پول کو ایک بڑے بڑے سے ڈنڈے سے صاف کرنے میں مشغول تھی۔ جس کے سامنے نیٹ لگی تھی۔

ایلف نے آنکھیں حیرت سے بڑی کر کے جیسمین کو دیکھا جو سر تا سف سے ہلاتی اسے لئے باہر کی طرف بڑھ گئی۔

"یہی سب ہوتا ہے ملازم کی بیٹی سے رشتہ جوڑنے کا انجام۔ میں تو کسی کٹی پارٹی میں بھی اسکا ذکر نہیں کر سکتی۔ جو واہ واہ ہوئی ہے ابرار کی اس کو بہو بنانے پر وہ مجھے کسی بھی طرح کی خبر بریک کرنے سے روک رہا ہے۔"

"مسز جیسمین! ابرک کیسے یہ سب برداشت کر رہا ہے؟"

"پورسول! اسے کہاں کچھ بولنے کا حق دیا ہے اس سنڈریلا کو پرنس دے دیا ہے ابتسام آفندی نے۔ وصیت ہی ایسی بنائی ہے یہ گلے کی ہڈی نہ اگلی جا رہی ہے نہ نگلی۔" زہر خند لہجے میں جیسمین نے جملہ مکمل کیا۔

"کیسی وصیت؟"

ایلف کے سوال پر جیسمین نے اسے حیرت سے دیکھا اور کچھ بتانے لگی۔

"میم! آپ ہمیں نوکری سے نکلوادیں گی۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

عجوبہ جوش و خروش سے نیلے پانی کی صفائی ستھرائی میں مصروف تھی۔

"ابرک آج صبح سے کہیں غائب ہے۔ داداجی اور احمد کا کچھ پتہ نہیں۔ کب سے پھولوں سے باتیں کر کے تھک گئی ہوں ابرار انکل تو صبح صبح ایسے غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ ہاں بڑے ہیں یہ نہیں کہنا چاہیے۔ چلو نو دو گیارہ ہو گئے۔ وہ پلاسٹک کی میم۔ میرا مطلب ہے جیسمین آنٹی۔ انکو تو میرے ساتھ بات کرنا بھی پسند نہیں جیسے انکے ساتھ میری بچپن کی دشمنی ہو۔ تو اس محل میں کیا کروں؟"

وہ مسلسل پانی میں سٹک چلاتی زبان کا بھی برابر استعمال کر رہی تھی۔ وہ تو اچھا تھا اردو میں بات کر رہی تھی اور ان گوروں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ سمجھ آ بھی جاتا تو مالک کے سامنے زبان کون کھول سکتا ہے۔ عجوہ بھی تو اب اس پیلس کی مالکن تھی وہ اسکے سامنے زبان نہیں کھول سکتے تھے۔

"میم پلیز!" وہ اسکے ہاتھ سے سٹک پکڑنے کی کوشش کرتا تو عجوہ اپنا ہاتھ پیچھے کر لیتی۔

بچوں کی طرح وہ سارے ملازموں کو لائن میں لگائے اپنی من مانی کر رہی تھی۔

"میم یو کانٹ!"

"انگریزوں کے اس ملک میں بھکاری بھی یہی بولی بولتے ہیں۔ منہ نہیں تھکتا ہر وقت ٹیڑھا منہ کر کے۔۔۔ میم

۔۔۔" وہ انکی نقل اتارتی پھر سے پانی دیکھنے لگی۔

کافی دیر تک آدھے سے زیادہ ملازموں کی فوج کو وہ اپنے ساتھ الجھا کر خود سکون سے اپنا کام کر رہی تھی۔

"بل شٹ!" ایلف نے یہ نظارہ دور سے دیکھا اور جھرجھری لی۔

"اسکا اور ابرک کا بے بی۔ پورا ابرک!"

"یہی افسوس ابراہر کو بھی ہے۔ ابتسام صاحب نے اچھا نہیں کیا۔"

"اچھا تو ابرک کی ماما نے بھی نہیں کیا۔ کون گارنٹی دے سکتا ہے شادی کب تک چلے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ کوئی شادی کرے۔ ہو سکتا ہے دو لوگ شادی کے بغیر خوش رہیں۔"

"یہ ایشین ایسے ہی ہیں ساری زندگی کے لئے جانوروں کی طرح باندھ دیتے ہیں بچوں کو ایک ساتھ۔"

دونوں کی آزاد خیال سوچیں اس وقت ماتم کناں تھیں۔

"دو ایڈلٹس کو کیسے ایک ساتھ کیسے باندھا جاسکتا ہے جب کہ یہ تو عیاشی کرنے کے موج مستی کرنے کے دن ہیں

اور شادی کسی کا بہت ذاتی فیصلہ ہے۔ پرسنل بلیک میل کر کے شادی کروانا۔"

ایلف نے جیسمین کی بات پر لمبا سانس لیا۔

"تم جو کرنے آئی ہو وہ کام کرو مجھے اب کہیں جانا ہے۔" وہ ایلف سے گلے ملتے اسکے گال چومتی وہاں سے چلی

گئی۔

کافی دیر تک پول پر ہنگامہ کرنے کے بعد وہ فریش ہو کر پڑھنے کی نیت سے اپنے بیڈ روم میں بند ہو گئی۔

کتابوں کو اپنے ارد گرد پھیلانے نوٹس بنا کر سامنے رکھتی وہ لیپ ٹاپ کو بیڈ کے درمیان میں رکھے خود آڑھی ترچھی لیٹ کر جیڈ اور نشا سے ویڈیو چیٹ کرنے میں مصروف تھی۔ اس دوران ابرک بیڈ روم میں آیا تھا ڈریسنگ روم میں بھی گیا۔ ان دونوں نے اسے ہاتھ ہلا کر ویو بھی کیا۔

عجوبہ اپنی دوستوں اور پڑھائی میں مصروف ہو گئی۔ ابرک کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ وہ اسکی پشت کو دیکھتا تیار ہو کر چلا گیا۔

اسکے جانے کے بعد عجوبہ نے کال بند کی اور اسکا انتظار کیا کہ شاید آکر کوئی بات کرے لیکن وہ واپس نہیں آیا۔
"خود غرض انسان! میری کال بند ہونے کا انتظار ہی کر لیتا موٹا۔" وہ دانت پیس کر بولی اور باہر کا رخ کیا۔

"تم کب سے یہ ایک ہی لائن پر رکی ہو۔ ڈائلا گزیاد نہیں ہو رہے؟"

"ایسی بات نہیں ہے کسی الگ کونے میں چل کر ریہرسل کرتے ہیں۔"

ایلف نے آنکھیں پٹیٹا کر کہا۔ ہرے نین کٹورے اور خوبصورت نقوش۔ بلاشبہ وہ بے حد حسین تھی اور جب اداؤں سے معصوم بنتی تو کوئی بھی لڑکا اسکے اشاروں پر ناچ سکتا تھا۔

"یہاں کیا پر اہلم ہے یہی پریکٹس کرتے ہیں۔" گرے آنکھیں بے زار ہوئیں۔ کب سے ایک ہی لائن پر اٹکی تھی اسکی سوئی۔

"میں کفر ٹیبل نہیں تو کیسے ہوگی ریر سل۔" وہ اداسی سے اسے دیکھتی امید کر رہی تھی وہ اسے مایوس نہیں کرے گا۔

"چلو کسی تنہا کونے میں جہاں کوئی نہ آئے۔" ابرک اسکا ہاتھ تھامتا اپنے ساتھ دادا جی کے اپنے ہاتھوں سے سجائے اس خوبصورت حصے میں لے گیا جہاں کوئی نہیں جاتا تھا سوائے دادا اور بچوں کے۔
"بیوٹی فل!"

ابرک نے سر ہلا کر داد و وصول کی۔
"یہ جگہ کبھی نہیں دکھائی تم نے؟"

"یہ دادا جی کی پسندیدہ جگہ ہے یہاں کسی کا آنا بین تھا۔"

"بین تھا؟" ایلف نے اسکے چہرے کو بغور دیکھا۔

"اب یہاں آسکتے ہیں کیونکہ اب یہ میری بیوی کا ہے۔" خوشی سے کہتے ہوئے وہ ایلف کا حلق کڑوا کر گیا۔
وہ جھوٹی مسکان لبوں پر سجائے اب ہر پھول سے حسد محسوس کر رہی تھی۔

"اب اپنا بولو اب اپنا ڈائیلاگ۔"

"ذرا میرا احساس ہی نہیں کسی کو۔" وہ اپنے دھن میں چلتی کسی سے ٹکرائی اور دو قدم پیچھے ہو کر شرمندہ سی سامنے دیکھنے لگی۔ سامنے داداجی اور احمد تھے۔

"معاف کیجیئے گا میں نے دیکھا نہیں تھا۔" سامنے احمد اور داداجی کو دیکھا تو شکوہ یاد آیا۔
"مگر میں ناراض ہو آپ دونوں سے تو بات ہی نہیں کر رہی۔" وہ ہاتھ سینے پر باندھ کر چہرے کا رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔

دونوں نے ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کر کے پوچھا۔

"اسے کیا ہوا؟"

جواب بھی دونوں کا سیم تھا۔

"پتہ نہیں۔"

"کیوں ناراض ہو؟"

"کیونکہ آپ دونوں نے میرا ایک اینڈ خراب کیا ہے۔ سارا دن پاگلوں کی طرح گھر میں اکیلے گھومتی رہی ہوں۔
پڑھ پڑھ کر بھی بور ہو گئی تھی۔"

"یہ تو بہت غلط ہوا لیکن تمہارا شوہر نام دار کہاں ہے؟" دادا نے افسوس کرتے ہی سوال بھی داغ ڈالا۔

"اللہ جانے کہاں ہے۔ میں نے ایک دفعہ شکل دیکھی ہے بس صبح سے اسکی۔ پھر نظر نہیں آیا۔"
"میں اور دادا جی ایک محفل میں گئے تھے اسلامک لیکچرز بھی تھے وہاں اور نعت بھی سنائی گئی۔" احمد اسے خوشی سے بتا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر تمہارے شوہر کی خبر لیتا ہوں۔" وہ بھی اسکے سر پر ہاتھ رکھتے چلے گئے۔
وہ بھی منہ بنا کر وہاں سے چلی گئی۔

"تم کیوں نہیں سمجھتے ہماری محبت کو یہ دنیا کبھی قبول نہیں کرے گی۔ ہم دونوں اپنی الگ دنیا بساتے ہیں۔"

ایلف شدت جذبات سے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے گرے آنکھوں میں جھانک رہی تھی جو اتنی ہی محبت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

عجوبہ اب بھی اسی رف سے حلیے میں تھی۔ وہ دادا جی کے فریش ہو کر یہاں آنے تک ابرک کو کال پر پوچھنا چاہتی تھی وہ کہاں ہے۔ باغیچے میں شام کی تازہ ہوا میں پھولوں کی بھینی خوشبو میں اسے ابرک کی خوشبو کی کمی محسوس ہوئی۔ ابرک کو کال ملانے کے لئے موبائل ہاتھ میں تھا مابجب سامنے وہ دونوں محبت کا اقرار کرتے نظر آئے۔

وہ ان دونوں کو حیرت سے ایک ساتھ دیکھ رہی تھی جہاں دونوں طرف محبت اور ناجانے کتنے جذبے تھے اسکی آنکھ سے آنسو کب گال پر پھسل گیا اسے علم نہیں ہوا۔

وہ آنکھیں جھپکتی اپنے آنسو چھپانے کی کوشش میں زمین پر بچھی ہری گھاس کو دیکھنے لگی۔
تبھی ابرک نے ایلف کو اپنے سینے سے لگایا۔ ابرک کی پشت عجوبہ کی طرف تھی اور ایلف شاطر مسکراہٹ لبوں پر سجائے عجوبہ کو جتلا رہی تھی کہ وہ ابرک کی زندگی میں کیا مقام رکھتی ہے۔
ناجانے وہ اسے کیا کچھ کہہ رہا تھا جب عجوبہ نے وہاں سے جانا بہتر سمجھا اور مڑ گئی۔
سامنے داداجی کو دیکھ کر وہ پھیکا سا مسکرائی۔

وہ اسکے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے اسے واپس اپنے ساتھ لئے انکی طرف بڑھے۔
"کس کی اجازت سے تم اس لڑکی کو یہاں اس حصے میں لائے ہو مہمانوں کا یہاں داخلہ ممنوع ہے۔" وہ ضبط کرتے ہوئے بات کر رہے تھے۔ انکی آواز سے ابرک اس سے الگ ہوتا انکے سر د اور عجوبہ کے اداس تاثرات دیکھتا بات سن رہا تھا۔

"بہت خوبصورت جگہ ہے یہ داداجی۔ ایسا لگتا ہے جیسے کسی اور ہی دنیا کا حصہ ہو۔"

"یہ واقعی کسی اور ہی دنیا کا حصہ ہے مس ایلف"

انکے اتنے فارمل رویے پر وہ شرمندہ ہوئی ساری شوخی پل میں ہوا ہوئی۔

"ابرک تم جانتے ہو مجھے مہمانوں کا اس حصے میں آنا سخت نہ پسند ہے۔"

"آپ شاید بھول گئے ہیں یہ جگہ اب میری بیوی کی ہے۔ آپ نے اسے گفٹ کی ہے۔"

"تمہاری بیوی کو گفٹ کی ہے یہاں اسکے ساتھ تم آسکتے ہو یہ غیر لوگ نہیں۔"

ایلف ان دونوں کی بحث دیکھتی انکی زبان سمجھنے سے قاصر تھی پر ماحول میں چھائی اداسی دیکھ کر مسکراہٹ اسکے لبوں پر سجی تھی۔

"شک کا بیج تو بودیا ہے میں نے۔" وہ خود سے تصور میں مخاطب تھی۔

"دادا جی ہم ریہرسل کر رہے تھے یہ جگہ پر سکون ہے۔"

"اپنے اس شوق کو سکول میں پورا کرو تھیٹر میں پورا کرو۔ گھر میں یہ سب لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ غصے میں ایک دفعہ پھر ایلف کو دیکھتے بہت نرمی سے ایک جملہ بول کر چلے گئے جو ایلف کو بھی سمجھ میں آجائے اس لئے اسی کی زبان میں بولا۔

“Out Siders are not allowed here .“

انکے کہے جانے والے جملے پر ایلف کو ہتک کا احساس ہوا مگر عجوبہ کی حالت دیکھتے ہوئے وہ سکون سے وہاں سے چلی گئی۔

وہ دونوں آمنے سامنے تھے عجوبہ عام دنوں کی نسبت خاموش تھی اور ابرک کے سرد تاثرات میں بھی اضافہ ہوا تھا۔

"داداجی کو اتنا تو سوچنا چاہیے تھا وہ میری دوست ہے۔ کیا سوچتی ہو گی؟" وہ تاسف سے سر جھٹکتا اسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

"اس طرح تم دونوں کو دیکھ کر تمہاری بیوی کیا سوچتی ہو گی؟" عجوبہ نے خود سے سوال کیا۔

"ایم سو سوری ایلف!" وہ اسے پارکنگ تک چھوڑنے آیا تھا۔

"کوئی بات نہیں ہر جگہ پر اصول ہوتے ہیں۔" وہ اداسی سے مسکرا کر اسے ملتی گاڑی میں بیٹھی اور چلی گئی۔

"داداجی مجھے میزبانی کے آدب سکھاتے رہتے ہیں اور خود آج۔" وہ سر جھٹکتا انکے کمرے کی طرف بڑھا۔

"آپ ایسے کیسے کہہ سکتے ہیں اسکے سامنے۔ اسکے جانے کے بعد بھلے میرے کان کھینچ لیتے۔"

داداجی نے نظر کا چشمہ لگا رکھا تھا اور کچھ پڑھنے میں مصروف تھے جب ابرک کی بات پر نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور دوبارہ سر جھکا گئے۔

"میری انسلٹ کرنی تھی تو بعد میں بھلے دو جوتے مار لیتے کسی غیر کے سامنے ایسے۔" وہ انکے سامنے بیٹھا جب دادا جی اسکے لفظ اچک لئے۔

"اسی کا مطلب سمجھو تم کہ وہ ایک غیر لڑکی ہے۔ تمہارا اسے تنہائی میں گلے ملنا انتہائی نامناسب عمل ہے۔" ابرک نے ماتھے پر بل ڈالے انہیں دیکھا۔

"وہ میری بچپن کی دوست ہے۔"

"بچپن گزر چکا ہے ابرک آفندی اور اب تم شادی شدہ ہو۔"

"دوستی تو ختم نہیں ہوئی۔" اس نے دلیل دی۔

"دوستی کی حد کو سمجھو تم نادان نہیں ہو۔ رشتوں کی قدر کرنا سیکھو۔" وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

ابرک بھی سر جھٹکتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ پانی میں پیر ڈالے آسمان کو تک رہی تھی۔

وہ منظر بار بار دل دکھا رہا تھا جسے وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی لیکن سوچ بھٹک کر باغیچے میں لے جا رہی تھی جہاں وہ دونوں ایک ساتھ تھے۔

"آج میری دوست بہت اداس ہے؟"

احمد اسکے پاس کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"شام اداس ہے۔ سردی کا موسم اور اسکی شام اداس ہوتی ہے۔" وہ پھیکا سا مسکرائی۔

"میں نے تو سنا ہے اسے رومانٹک شام کہتے ہیں۔" وہ شوخی سے اسے دیکھتا پھر آسمان کو دیکھنے لگا۔

"تو لانگ ڈرائیو پر جاؤ اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ۔"

وہ بھی شرارت سے بولی۔

"میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔"

"جھوٹ!"

"یہی مسئلہ ہے ہینڈ سم ہونے کا۔ سنگل بھی ہوں تو لڑکیاں یقین نہیں کرتی۔"

"یقین کرنا تو بہت مشکل ہے لیکن خیر۔۔۔ تم کہتے ہو تو مان لیتی ہوں" وہ آدھا جملہ کچھ توقف سے اس پر احسان کرنے کے سے انداز میں بولی۔

"یہ حرام ہے اسلام میں۔" اسکی دلیل پر عجوہ منہ کھولے اسے تکتے لگی۔

"میں نے دل سے اسلام قبول کیا ہے دوست۔" وہ اب بھی آسمان کو دیکھ رہا تھا۔

وہ ابھی ابھی اپنی مرضی سے اس مذہب میں داخل ہوا تھا اور ساری پابندیوں کی پاسداری کر رہا تھا اور پیدائشی مسلمان کیا کر رہے تھے۔ اسکی باتوں سے عجوہ ششدر سی اسے دیکھتی دل میں شرمندہ ہوئی۔

احمد اسکی خاموشی کو سمجھ گیا تھا شاید۔

"اسلام ایک مکمل دین ہے عجوہ لیکن اسکے ماننے والے مکمل نہیں ہے۔"

"مومن رستہ بھٹک چکے ہیں۔ گرل فرینڈز بھی بناتے ہیں اور حرام کام بھی کرتے ہیں۔" عجوہ نے آہستہ آواز میں کہا۔

"کامل ذات تو ہمارے آخری نبیؐ کی ہے۔ ہمیں ان کے بتائے ہوئے راستے اور دین پر عمل کرنا ہے۔ دوسروں کو انکے اعمال سے بچ نہیں کرنا۔"

احمد کی بات پر وہ پھر سے خاموش ہو گئی۔

"ابرک برا انسان نہیں ہے۔ وہ دو حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک طرف دادا کی تربیت اور دوسری طرف سوسائٹی جس میں وہ رہتا ہے۔ وہ دل سے بھلے وہ سب کرتا ہے جو دادا نے سکھایا ہے۔ لیکن رہن سہن بھی تو اپنا رنگ چھوڑتا ہے۔"

تم نے اس میں کوئی برائی دیکھی ہے اب تک؟
اس کے سوال پر عجوہ نے نفی میں سر ہلایا۔
"تو ایلف کے آنے سے اداس نہیں ہو کیونکہ ابرک کی زندگی میں اسکی جگہ نہیں ہے۔"
وہ خاموشی سے پانی کو دیکھنے لگی۔

"تم اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی میں بھی کچھ نہیں کہوں گا آخر یہ تم دونوں کا پرسنل میٹر ہے۔ لیکن بد گمان مت ہو۔"

احمد کی باتوں نے اسکی اداسی کچھ حد تک ختم کی اور وہ اسے دیکھتی مسکرائی۔ وہ اسکی کنپٹی پر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے عقل دینے کے سے انداز میں ایک محسن کی سی ہنسی ہنستا وہاں سے چلا گیا۔

وہ پھر سے نیلے پانی اور نیلے آسمان کو دوستی دیکھنے لگی جو مل کبھی مل نہیں سکتے۔

میں اور تم بھی ایسے ہی ہیں۔ وہ آسمان اور پانی کو دیکھتی تخیل میں ابرک سے مخاطب تھی جو آسمان تھا اور عجمہ زمین یا شاید اس پر بہتا پانی۔

چاند کی چاندنی اور نیلے پانی نے وہاں ایک اور نفوس کو بھی دیکھا تھا جو ہاتھ میں سفید رنگ کے پھول لئے مسکراہٹ لبوں پر سجائے نئے نئے جذبے کے زیر اثر اس چاند سی لڑکی کی طرف بڑھ رہا تھا لیکن جب اسکے پاس احمد کو بیٹھ کر باتیں کرتے اور پھر مسکراتے ہوئے دیکھا تو ایک نئے جذبے نے سر اٹھایا۔

وہ پھول ہاتھوں میں مسلمانا کے نتھنے پھلائے انہیں دیکھتا رہا جب احمد نے اسکی کنپٹی پر اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا اور وہ مسکرائی ابرک سے یہ برداشت نہیں ہو اور وہ آگے بڑھا اسے اپنے سارے جسم پر چبوتیاں ریختی محسوس ہوئیں پھولوں کو اتنی بے دردی سے ہاتھوں میں مسلا کہ بازو کی رگیں تن گئیں۔ وہ غصے میں بھرا ہوا اسکی طرف بڑھا لیکن وہ وہاں سے بیڈروم کی طرف بڑھ گئی اور ابرک آفندی اسی جگہ کھڑا اپنے اندر بڑھتی گھٹن کو ہوا کے سپرد کر تا گھرے سانس لینے لگا۔

"آج میں نے شک کا بیج بو دیا ہے جلد یہ کھیل ختم ہو جائے گا اور میرا ابرک واپس مجھے مل جائے گا۔" وہ موبائل کان سے لگائے بہت خوش تھی۔

"میں نے وصیت کو ہی ڈھال بنانے کا سوچا ہے۔" ایلف نے مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ اس طرح کہ ابرک کے بچے کے نام ہوگی پر اپرٹی۔ وصیت میں صرف ابرک کے بچے کا ذکر ہے وہ عجوہ کا بھی بچہ ہو یہ تھوڑی لکھا ہے۔"

وہ بیڈ پر لیٹی کبھی دائیں طرف مڑتی تو کبھی بائیں طرف۔ خوشی کا اظہار وہ قہقہہ لگا کر کر رہی تھی۔ اتنی سادہ سی بات کسی کے ذہن میں کیوں نہیں آئی۔ اپنی عقلمندی پر وہ خود کو داد دینے لگی۔

ڈنر کے بعد بھی وہ بیڈ روم میں جانے سے کتراتی رہی۔ پھر ہمت کر کے بیڈ روم کا رخ کیا۔ ابرک رات کو اسکی کہی باتوں پر اور اب احمد کے ساتھ اسے دیکھنے پر خاموشی سے ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا۔

عجوہ نے نائٹ سوٹ پہنا۔ تکیہ اور کمفرٹر اٹھایا اور کاؤچ پر براجمان ہو گئی۔ کتابیں اور نوٹس پکڑتی وہ سونے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی۔ ابرک اسکی حرکتوں کو دیکھتا اونڈھے منہ بیڈ پر لیٹ گیا۔

وہ آج سیاہ بالوں کو جوڑے میں قید کئے پڑھنے بیٹھی تھی کچھ آوارا لٹیں اسکے رخساروں پر بوسہ دے رہی تھیں۔

ابرک نے سونے کی کوشش کی لیکن نیند ہی نہیں آرہی تھی جب وہ کروٹ بدل کر لیٹتا اسے تکلنے لگا۔

وہ کتاب چہرے کے سامنے کئے پڑھنے میں مگن تھی۔ جب کسی کی نظروں کی تپش خود پر محسوس ہوئی۔

اس نے کتاب ہاتھ میں اسی زاویے پر پکڑے گردن موڑ کر دیکھا تو وہ اسی طرح منہ پر تکیہ دئے ہوئے تھا فرق بس اتنا تھا پہلے اوندھے منہ لیٹا تھا اب کروٹ بدل کر۔

وہ اسکی اور ایلف کی قربت کا خیال آتے ہی افسردہ نظر آنے لگی۔

اسکے دودھیا سفید کسرتی بازو نمایاں ہو رہے تھے۔ وہ کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی پھر واپس نظریں کتاب پر جمالیں۔

کچھ دیر پڑھائی کرنے کے بعد وہ وہیں سو گئی۔ رشتوں میں اپنا حق چھوڑ کر منہ موڑ کر یا بات نہ کر کے صرف اور صرف دوریاں اور بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ بات اگر وقت رہتے ان دونوں کو سمجھ آ جاتی تو کیا ہی بات تھی۔

صبح جب اسکی آنکھ کھلی۔ وہ بیڈ پر سو رہی تھی۔ ہر صبح کی طرح ابرک کی پناہوں میں۔ وہ خوش گوار حیرت میں مبتلا ہوتی اسکے کندھے پر سر رکھے اسکے خوبصورت نقوش کو تنکے لگی۔

"تمہیں میری فکر ہے؟" سرگوشی میں سوال کیا تھا یا بتایا تھا کہنا مشکل تھا۔

"اظہار کرنے کے معاملے میں زیر و ہو۔ لیکن تم اچھے انسان ہو۔" وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتی پیچھے ہوئی جب ابرک نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

وہ اسکی بات سن چکا تھا یا نیند میں ہی تھا اس نے بس منظر سے غائب ہونا بہتر جانا۔ عجوہ بے یقینی سے اسے تکتی فریش ہونے چلی گئی۔

اسکے وہاں سے چلے جانے کے بعد ابرک دلکش ہنسی ہنسا۔ عجوہ کی آواز اسکی سماعتوں میں پھر سے رس گھولنے لگی۔ وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ لمحہ یاد کرنے لگا جب رات کو وہ کتاب سینے پر رکھے سو گئی تھی۔ گردن کاؤچ سے نیچے ڈھلک رہی تھی اور وہ ہزار جتن کرنے کے باوجود سو نہیں پایا تھا اسے سب سے زیادہ غصہ اس کتاب پر آیا تھا جو وہ اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھی۔ وہ بہت احتیاط سے اسکی کتاب کو ایک طرف کرتا اسے اٹھا کر اسکی جگہ پر لٹاتا اب پر سکون نظر آ رہا تھا۔

اسے سکون سے سوتے دیکھ کر وہ مسکرایا۔ ایک پر حدت لمس اسکی پیشانی پر چھوڑا اور اسکے ساتھ اپنی جگہ سنبھال لی۔

رات کا منظر یاد آنے پر وہ مسکرایا اور ڈریسنگ روم کی طرف چلا گیا۔

"نیل! ایم سوپر اوڈ آف یو۔"

"پلیز انکل کال می احمد!"

ابرار اپنی اسٹڈی میں احمد کے ساتھ فائلز سامنے رکھے خود میز کے ایک طرف بیٹھا تھا جب کہ دوسری طرف نیل بیٹھا تھا جو اسے ستائشی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم جس لگن اور محنت سے کام کر رہے ہو بہت نام بناؤ گے بزنس میں۔"

"انکل بس کوشش کر رہا ہوں اور آپ جیسا مینسٹور ہونا خوش نصیبی ہے۔"

"نیل۔۔۔" اسکے لفظ احمد نے وہیں اچک لئے۔

"انکل پلیر احمد۔" وہ بہت نرمی سے ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے بات کر رہا تھا۔

"احمد۔" ابرار نے ہنستے ہوئے کہا مگر اسکی ہنسی بہت کم وقت یا یوں کہہ لیں سیکنڈز کی ہوتی جیسے ہنسنے پر پابندی ہو یا پھر اکڑ اور غرور اس قدر تھا کہ ہنسی سے بھی وہی جھلکتا۔

میری بہت خواہش ہے ابرک کو بھی عقل آجائے اور فضول بچگانہ شوق چھوڑ کر بزنس کی طرف آجائے۔ آخر یہ سب اسی کا ہے اور اسے ہی سنبھالنا ہے۔"

احمد نے اسکی بارعب آواز پر ہنس کر تائید کی۔

اسی وقت جیسمین اسٹڈی میں داخل ہوئی تھی۔ دونوں کو ایک ساتھ کام کرتے دیکھ اسکے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ در آئی لیکن جب ابرار کی بات سنی تو ہنسی حسد اور جلن میں بدل گئی۔
چند ہی ساعتوں میں وہ خود کو کمپوز کرتی اندر داخل ہوئی۔

"یو آر لکی مائی سن!" وہ ابرار کو ستائش سے سراہتی پیپر ویٹ سے کھیلنے لگی۔

"میں اب اجازت چاہوں گا۔" وہ دونوں کو مسکرا کر کہتا منظر سے ہٹ گیا۔

"ابرک کا بزنس میں آنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے ڈارلنگ۔ تم چاہو تو نیل کو اپنے ساتھ بزنس میں انوالو کر سکتے ہو۔" وہ اسکی گود میں بیٹھتی اسکی شرٹ کے کالر پر انگلی سے لائن بنانے لگی۔ جب اسکا ہاتھ ابرار نے تھام کر اسے روک دیا۔

"نیل اچھا لڑکا ہے محنتی ہے بہت آگے جائے گا۔ لیکن وہ ابرار آفندی کا وارث نہیں ہے۔ میرا وارث میرا نام اور کام آگے بڑھانے والا صرف اور صرف ابرک آفندی ہے۔" غرور سے بھرپور لہجے میں وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ کلس کر رہ گئی۔

سکول میں تھیٹر پلے کی تیاری جاری تھی ڈرامہ پڑھنے والے سٹوڈنٹس کے ساتھ ساتھ سارے سکول کے لئے یہ خاص اور اہم دن تھا۔

"ابرک رومیو بنے گا میں بہت ایکسائٹڈ ہوں۔"

"کتنا چارمنگ ہے"

"آئی ویش میں جیولٹ بنتی اور ابرک کو کس کرتی۔"

عجوبہ دس دفع کوئی کو نہ ڈھونڈھ چکی تھی اور ہر کونے میں لڑکیوں کی ایسے ریمارکس ہی سننے کو مل رہے تھے۔
غصے سے دانت پیستی وہ کاریڈور سے بھی اٹھ گئی بریک کا یہ وقت گزارنا اسے بہت مہنگا پڑ رہا تھا۔

"ابرک اور ایلف کی جوڑی بیسٹ ہے یہ ماڈرن سینڈریلا ان کے درمیان آگئی۔" کسی لڑکی نے بہت حقارت سے
عجوبہ کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ایلف کی ایک کلاس ہے ایک سٹینڈرڈ ہے۔ دونوں بچپن سے ساتھ ہیں۔ بیچاری ایلف کا بوائے فرینڈ چھین لیا
اس غریب لڑکی نے۔" اسکے ساتھ کھڑی دوسری لڑکی بھی اپنا حق سمجھ کر عجوبہ کو دیکھتی ہوئی اتنی بلند آواز میں
ضرور بولی کہ عجوبہ کے کانوں تک انکی آواز پہنچ جائے۔

"کسی کا دل توڑ کر زبردستی کسی کی زندگی میں شامل ہو جانے سے کوئی خوش نہیں رہ سکتا۔"
وہ تین لڑکیوں کا گروپ تھا جو ایلف کی ہمدردی میں پیش پیش تھا۔

"جیڈ اور نشا کو بھی آج ہی نہیں آنا تھا۔" عجوبہ نے اپنے غصے کو قابو کرنے کے لئے پین کو مضبوطی سے تھام رکھا
تھا۔

"ان سب کی بکواس میں تو کچھ ہو گا نہیں۔" وہ اپنا بیگ اٹھاتی وہاں سے جانے لگی جب کسی لڑکی نے پاؤں اسکی ٹانگ کے آگے کر دیا وہ اپنی دھن میں چلتی زمین پر گر گئی۔

"بیچاری سینڈریلا گر گئی۔" تینوں نے افسوس کا اظہار ایک ساتھ کیا۔

"یہی تمہاری اوقات ہے ماڈرن سینڈریلا مائے فٹ۔" ایک لڑکی کی آواز پر اس نے خود کو سنبھالا اور اٹھ کر اسکے سامنے کھڑی ہو گئی۔ عجوبہ بھرتی ہوئی اسکے چہرے کو اپنے ناخنوں سے زخمی کرنے کو آگے بڑھی جب اسکی دوستوں نے اسے بازوؤں سے پکڑ لیا۔ وہ اپنے کندھے جھٹکتی خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔

"کیا کہا تھا تم نے اس دن؟ میرا بوائے فرینڈ میری بیسٹ فرینڈ کے ساتھ باتھ روم میں بند ہے۔" غصے اور نفرت سے وہ لڑکی اسکی طرف بڑھی۔

"میرے ہاتھ چھوڑو پھر بتاتی ہوں تم تینوں کو ڈرپوک ہو بہت تم تینوں۔" وہ غصے سے پھنکاری۔
"آج تمہاری وہ دونوں چچیاں تمہارے ساتھ نہیں ہیں سوچو میں تمہارا کیا حشر کر سکتی ہوں۔" وہ فرنگی لڑکی اسکے جبرے کو اپنے ہاتھ میں دبو جتی ٹھہر ٹھہر کر لفظ ادا کرتی اسے غصہ دلار ہی تھی۔

عجوبہ نے اسکے پیر پر اپنا پیر مارا تو وہ کراہتی اس سے دور ہوئی اسکی دوستیں بھی عجوبہ کو چھوڑا اسکی طرف لپکی جب عجوبہ نے اپنا بیگ گھما کر ان تینوں کو ایک ساتھ مارا۔

"بیچ!" اس لڑکی کو گھورتی وہ وہاں سے بھاگ گئی۔

"اتنا آرام دہ اور بڑا کاؤچ ہے میرے جیسی نازک سی لڑکی اس پر آرام سے سو سکتی ہے" وہ اب بیڈ پر سونے سے کترانے لگی تھی۔ ابرک کا اس رات پوچھا گیا سوال اسے اکثر تنگ کرتا تھا۔

"کیا صرف مجھے اسی بات سے اعتراض ہے کہ میں ابھی اٹھارہ سال کی نہیں ہوئی؟"

"میں اس رشتے کے لئے تیار ہوں؟"

"ہمارا فیوچر کیا ہو گا؟"

"اسکے دل میں پہلے سے ایلف ہے وہ اسکی محبت ہے میرا تو اسکی زندگی میں کوئی خانہ ہے ہی نہیں جہاں میرے لئے جگہ ہو۔" وہ دماغ میں چلتے سوالوں پر زور سے آنکھیں بند کر کے کھولتی تکیہ سیٹ کر کے لیٹ گئی۔

آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ سامنے وہ ساحر گرے آنکھوں والا مغرور شہزادہ آگیا جو اسے کمر سے تھامے بارش میں اسکے سامنے کھڑا تھا دونوں کے سر پر ڈارک بلیو بلیززر رکھے وہ اسے بارش سے بچا رہا تھا۔ وہ اسکا دل اپنی ہتھیلی کے نیچے دھڑکتا محسوس کر رہی تھی۔ سیاہ آنکھیں اس مغرور شہزادے کے چہرے پر جمی تھیں جب وہ بال برابر فاصلہ جو انکے درمیان تھا اسے ختم کر گیا۔

عجوبہ کا دل جیسے اچھل کر حلق میں آگیا۔ وہ اس سے دور ہٹا تو اسکی مخصوص خوشبو کا حصار اسے اپنے آس پاس محسوس ہوا۔ وہ بند آنکھوں سے ہی مسکرائی اچانک اسکے چہرے کو روشن کرتی اسکی مسکراہٹ تھمی اور سماعتوں میں زہر خند لہجے میں کہے گئے الفاظ گونجنے لگے۔

"ابرک اور ایلف کی جوڑی بیسٹ ہے یہ ماڈرن سینڈریلا ان کے درمیان آگئی۔"
وہ نیند سے بیدار ہوتی گہرے سانس لینے لگی۔
پیشانی پر پیسینے کی بوندیں چمکنے لگیں۔

"سب کچھ ایک خواب تھا عجوبہ مگر تم ایک ولن نہیں ہو۔ ایلف اسکی محبت ہے اور تم۔۔۔" خود کو تسلی دیتی وہ رک گئی پھر جیسے خود کو یاد دہانی کروائی۔

"تم اسکی بیوی ہو۔" ناجانے کیوں اسکی آنکھ سے چند موتی ٹوٹ کر بے مول ہو گئے۔
واش روم کے ڈور کا ناب گھومتا دیکھا تو عجوبہ لیٹ کر آنکھیں موندتی سونے کی ایکٹنگ کرنے لگی۔

ابرک گیلے بالوں میں تولیہ رگڑتا ہاتھ روب میں تھا۔ ایک نظر کاؤچ پر سوئی اس چاند سی لڑکی پر ڈالتا ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ ٹراؤزر اور سیلیو لیس سیاہ رنگ کی ٹی شرٹ پہنے وہ اسکے پاس گیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اسے تنکے لگا۔

تیکھے نقوش شفاف چہرہ سیاہ مقناطیسی کشش والی آنکھیں بند تھیں لیکن پلکیں لرز رہی تھیں۔

وہ اسکی کنپٹی سے اپنی شہادت کی انگلی سے ایک لکیر کھینچتا عجبہ کی سانسیں بھی کھینچ گیا۔ وہ بہت غور سے اسکے نقوش دیکھنے میں مگن تھا اسکی انگلی مسلسل اسکی کنپہویئے ہوتی اسکی ٹھوڑی تک پھر واپس ٹھوڑی سیے ہونٹ تک گئی تو اسکی نظریں اسکے ہونٹوں رک گئیں وہ چاہ کر بھی اس سے نگاہ نہ چرا سکا۔

گرے آنکھیں ایک جذبے کا پتہ دیتیں ایسی چمکیں جیسے ان میں کتنے ہی جگنو جگمگا اٹھے ہوں۔

وہ اس لمحے کے زیر اثر بے خود سا اسکی طرف بڑھا اور اپنے ہونٹ بے حد نرمی سے اسکی ٹھوڑی پر ٹکا دیئے۔ اسکا دل چاہا اور اس نے دل کی بات پر لبیک کہتے ہوئے آج بھی اسے اپنی بانہوں میں بھرا اور بیڈ پر لٹا دیا۔ اسکی پلکوں کی لرزش اسکے نیند میں نہ ہونے کا ثبوت تھی لیکن وہ ڈھیٹ بنا اس بات کو نظر انداز کرتا اسے اپنے حصار میں لئے سو گیا۔

عجبہ کو جب اسکی مدہم سانسوں سے یقین ہو گیا کہ وہ سو گیا ہے تو اس نے آنکھیں کھولیں تو اسے ہر طرف تتلیاں اڑتی نظر آئی۔

یہ خیال ہی دل گد گد آنے لگا کہ ابرک۔۔۔ اس سے آگے وہ کچھ سوچنا سمجھنا نہیں چاہتی تھی وہ اسکے کندھے پر سر ٹکا کر سکون سے سو گئی۔

دونوں اس بات کو مانتے یا نہیں لیکن ایک دوسرے کی ایسی عادت انہیں ہو گئی تھی کہ الگ رہنا ان کے بس میں نہیں رہا تھا۔

"جیڈ اور نشا آج پہلی دفعہ عجبہ آفندی کے گھر آئی ہیں کچھ تو خاص ہونا چاہیے۔"

عجبہ کی خوشی سے چمکتی آواز پر جیسمین کو چڑسی ہوئی اور وہ اپنی کٹی پارٹی میں چلی گئی۔

"اب یہ بھی وقت آنا تھا جنہیں بات کرنے کا ڈھنگ نہیں وہ بھی آفندی پیلس آرہی ہیں۔" تینوں دوستوں کو ایک دوسرے کے ساتھ خوش دیکھ کر جیسمین آنکھیں گھماتی طنز کر کے چلی گئی جب کہ وہ تینوں ایسی بہری بنی جیسے اسے سنا ہی نہ ہو۔

"تمہاری ساس ہر وقت ایسی ہی باتیں کرتی ہیں؟" نشانے تجسس سے پوچھا۔
"ساس تو کچھ نہیں کہتی آج نہ جانے کیسے اتنا لمبا جملہ بول دیا۔"

"میرے تو سر کے طنز اور طعنے ختم نہیں ہوتے۔"
ابرار آفندی کا خیال آتے ہی اس نے جھر جھری لی۔
"سینڈریلا کی سٹیپ مام تھی میرے تو سر کسی ایول کوئین سے کم نہیں۔"

"اب تمہیں سنووائیٹ بھی یاد آگئی۔" جیڈ نے اسے ٹوکا وہ دو فینٹیسز ایک ساتھ کیسے ملا سکتی تھی۔

"ہاں تو میں ڈزنی پرنسز سے کم تھوڑی ہوں۔" وہ اپنے منہ میاں مٹھو بنتی ان دونوں کو سنیکیس سرو کرنے لگی۔
اچھی خاصی پارٹی کے بعد وہ اپنی بیسٹ فرینڈز کو اپنا بیڈ روم دکھانے لے گئی۔

"آج کا ویک اینڈ اچھا ہے۔ ورنہ تو اکیلی ہی بور ہوتی ہوں۔" وہ اپنے نرم بستر پر براجمان ہوتی ان دونوں کی خوش گوار حیرت سے محظوظ ہوئی جو منہ کھولے اسکا کمراد بیکھ رہی تھیں اور جب بالکونی میں دونوں سے لان میں دیکھا تو دونوں کی ہنسی تھم گئی۔

"یہ ایلف چڑیل یہاں کیا کر رہی ہے؟"
"وہ تھیٹر پلے کی ریہرسل کرنے اکثر یہاں آتی ہے۔"

جیڈ کے سوال پر اسکی پھیکی سی آواز آئی۔
"تم ابرک سے بات کرو یہ سب تمہیں نہیں پسند"
نشانے غصے سے ایلف کو گھورتے ہوئے کہا۔

"میں ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔" وہ بغیر کسی تاثر کے جواب دیتی ان کے پاس جا کھڑی ہوئی۔
"تم اسکی وائف ہو اسے منع کرنے کا حق رکھتی ہو۔"

"نام کے رشتے دیر پا نہیں ہوتے ان میں سمجھوتہ ہوتا ہے اور سمجھوتے والے رشتوں میں حق نہیں ہوتا بس فرض ہوتے ہیں۔"

عجوبہ نے ان دونوں کو خوشی سے ایکٹنگ کرتے دیکھ کر سرد لہجے میں کہا۔

"کچھ حق رشتوں کے جڑتے ہی مل جاتے ہیں لیکن اپنا حق خود ہی چھوڑ دینا بہادری نہیں بے وقوفی ہے۔"

"نشا تم اس فضول بحث کو چھوڑو میری برتھ ڈے کی تیاری کرو کیا گفٹ دو گی تم دونوں مجھے؟"

"اس بار تم ہمیں ٹریٹ دو کہیں گھمانے لے کر جاؤ۔"

"اب تو اتنے بڑے خاندان کی بہو ہو۔"

جیڈ اور نشا اسے چھیڑتی ہوئی شوخ ہوئیں۔

"تم ابرک کے ساتھ مل کر کچھ پلان کر لو کہاں گھومنے جانا ہے ہمیں۔" وہ ابرک کے نام پر اسے چھیڑتی اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھیں پر وہ اداس ہو گئی۔

ابرک اور عجوبہ نے ایک دوسرے کو انگور کرنے کی جیسے قسم کھالی تھی۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے ضد لگا بیٹھے تھے۔ عجوبہ اسے ایلف کو سونپ دینا چاہتی تھی اور ابرک اس کے گریز کو اسکی ناپسندیدگی سمجھ کر اپنی انا کے خول میں بند ہو گیا تھا۔

"تم ناراض نہیں ہو ایلف۔۔ دادا جی اصول توڑنے پر مجھ سے براہم تھے۔"

"ہم بیسٹ فرینڈز ہیں ابرک!" وہ یہ جملہ دن میں پچاس بار دہراتی تھی اب بھی اسی کی رٹ لگائے بیٹھی تھی۔

"بیسٹ فرینڈز ناراض نہیں ہوا کرتے۔ موڈ ٹھیک کر لو۔"

ابرک کے پیار سے کہنے پر ایلف مسکرائی۔

"میں تمہاری گرل فرینڈ بھی ہوں اسی بات کا لحاظ کر لیتے تمہارے دادا جی۔" وہ آنکھوں میں آنسو لاتی نرمی سے اسکا ہاتھ تھام کر گویا ہوئی جب ابرک نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑوا لیا۔

"تم میری گرل فرینڈ نہیں ہونہ کبھی تھی۔ بیسٹ فرینڈ ہو اور ہمیشہ رہو گی۔"

"سارا سکول جانتا ہے میں تمہاری گرل فرینڈ ہوں ابرک۔" وہ پھر سے اسکے قریب ہو کر اسکا ہاتھ تھام کر ایک امید سے بولی۔

"انکے جاننے سے کچھ نہیں ہوتا یہ صرف انکی خام خیالی ہے جو بہت بڑھ گئی ہے میں نے کبھی تمہیں اپنی گرل فرینڈ نہیں کہا۔" تم دوست سے بہت بڑھ کر تھی اسی لئے شادی کا پوچھا تھا لیکن گرل فرینڈ نہیں۔" ابرک نے اسکا ہاتھ سہلاتے ہوئے بہت نرمی اور پیار سے اسکا دل توڑ دیا۔

"اس بحث میں نہیں پڑتے۔ تھیٹر میں تو تم میرے رومیو ہونا۔" وہ شوخ ہوئی۔

"اپنی بیسٹ فرینڈ کی ایک بات مانو گے؟"

"ضرور!"

"میری پینٹنگ مکمل کر کے دو مجھے جو تم اپنی برتھ ڈے پر مجھے گفٹ کرنے والے تھے۔" وہ گردن اکڑا کر فرمائش کرتی اسکی آنکھوں میں جھانک رہی تھی۔

"جو حکم!" وہ سر کو خم دیتا رضامندی ظاہر کر گیا۔

"اب دوست کا موڈ ٹھیک کرنے کے لئے اتنا تو کر ہی سکتا ہوں۔" وہ کینوس پر رنگ بکھیرتا اپنے جملے سے ایلف کا سارا موڈ تباہ کر گیا۔

جب سے تھیٹر پلے کی تیاری شروع ہوئی ایلف اکثر آفندی پیلس میں پائی جاتی۔

"اس طرح سے ٹھیک ہے؟ ہاں اسی پوز میں۔"

ہری گھاس کے بیچ و بیچ ابرک نے ایلف کو اپنے سامنے ایک شاندار سی کرسی پر بٹھایا جو پرنسز بنی شہزادیوں والے روایتی پوز میں بیٹھی تھی۔

ابرک کے ہاتھ کسی ماہر آرٹسٹ کی طرح اسکے حسن کو اپنے ہنر کی مدد سے رنگوں میں قید کر رہے تھے۔

"تم نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا میری تصویر ہی بنا رہے ہونا؟" ایلف نے بے زار لہجے میں کہا۔

ابرک کے جڑے تنے ہوئے تھے اسکی ساحر آنکھیں ہنوز کینوس پر ٹکی تھیں۔ سنہرے بال دھوپ میں مزید سنہرے لگ رہے تھے اور وہ مغرور شہزادہ کوئی جواب نہیں دے رہا تھا جیسے وہاں موجود ہی نہ ہو۔

"ابرک اور کتنی دیر اس طرح بیٹھنا ہے میری کمر اکڑ گئی ہے۔" ایلف نے محبت سے کہا عین اسی وقت عجوبہ وہاں پہنچی اسے ابرک اپنے سامنے مصروف دکھائی دے رہا تھا اور عجوبہ ابرک کو مصروف اور مشغول دیکھ رہی تھی۔

کچھ بہت زور سے ٹوٹا تھا عجوبہ آفندی کے اندر جس کی چھن سانس لینے میں دشواری پیدا کر رہی تھی۔

"اہم" ان کے نزدیک پہنچ کر عجوبہ نے گلا کھکھنارا۔

ابرک نے اب نظر اٹھا کر دیکھا عجوبہ ایلف کے ساتھ کھڑی تھی گرے آنکھیں ایلف سے ہوتی عجوبہ پر ٹھہرین جو کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ خود نہیں جانتی تھی اسے کس بات پر غصہ آیا تھا لیکن اسکا دل چاہا تھا وہ ابرک کی بنائی اس پینٹنگ کو جلا کر رکھ کر دے۔

ابرک ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بار بار کینوس پر نظریں دوڑاتا اب عجوبہ کو دیکھ رہا تھا ایلف نے ابرک کو اس کی طرف بڑھتے دیکھا تو فوراً عجوبہ کے سامنے یاہوں کہنا بہتر ہے ابرک اور عجوبہ کے درمیان کھڑی ہو گئی۔

"تم دونوں آ جاؤ ڈنر ریڈی ہے۔" ابرک نے ہاتھ بڑھا کر اسے روکنا چاہا مگر وہ اسے نظر انداز کرتی چلی گئی۔

ڈنر کے دوران ابرک نے جب بھی عجوبہ کو مخاطب کرنا چاہا وہ نظر انداز کر گئی۔ وہ اب تک اس منظر پر اپنے اندر ایک جنگ لڑ رہی تھی اسے کیا فرق پڑتا ہے آخر وہ خود ان دونوں کے درمیان سے نکل جانا چاہتی تھی پھر ایسا کیوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دل پر کسی نے ہتھوڑے سے ضرب لگائی ہو۔

وہ اسکی توجہ چاہ رہا تھا پر کیوں؟ عجوبہ نے غور کیا وہ بار بار اسے کبھی کانٹا کبھی نمک اور کبھی ڈشز پاس کرنے کو کہہ رہا تھا جو کہ اسکے بالکل سامنے تھیں۔

احمد جیڈ اور نشا بھی کھانے سے بھرپور انصاف کر رہے تھے۔

"داداجی، احمد کیسا ہے کھانا آج میں نے سب اپنی پسند کا بنوایا ہے خاص آپ سب کیلئے۔" جیڈ اور نشا بھی اسکی طرف دیکھتی مسکرائیں۔

"اچھا ہے سب۔" ابرک دانت پیس کر بولا اور کھا جانے والی نظروں سے عجوبہ کو دیکھا جو اسے اگنور کرتی اب بھی ہر کسی سے باتوں میں مصروف تھی۔

"اس احمد سے پوچھ سکتی ہے کیسا ہے سب میرا نام لیتے ہوئے پیٹ میں مروڑاٹھتے ہیں" وہ جل بھن کر زور زور سے پلٹ میں کانٹا چلانے لگا جیسے کھانے سے کشتی لڑ رہا ہو۔

"مجھے یہ ڈش پاس کرو۔" اس نے حکمیہ انداز میں اس پر اپنی جھنجھلاہٹ ظاہر کی۔

"کھا کھا کہ پھٹ نہ جانا موٹے۔" وہ بڑبڑائی۔
"تم کیوں جل رہی ہو چھپکلی اور میں موٹا نہیں فٹ ہوں۔"

اس نے ایک ڈش ایلف کو پاس کی اور عجوبہ کا پارا چڑھ گیا اور اسکی حالت پر ابرک کے دل پر جیسے کسی نے ٹھنڈی پھوار بر سادی۔

"میں تمہاری سرونٹ نہیں ہوں۔" وہ جھوٹی مسکراہٹ لبوں پر سجائے دانت پیستی بولی۔
دادا جی دونوں پر چیل کی سی نظر رکھے بیٹھے تھے۔

"سرونٹ نہیں وائف ہو اور یہ سب کام تمہارا فرض ہے۔"

"تمہیں سرو کرنے کی ذمہ داری میری ہے تو مجھے سرو کرنے کی ذمہ داری بھی تمہاری ہے۔"
ابرک اسکی بات پر مسکرا کر ایک نظر اسے دیکھتا ایلف کی طرف متوجہ ہوا۔

"تمہیں کچھ چاہیے؟"

ابرک کے سوال پر عجوبہ نے منہ کھول کر اسے دیکھا۔ اب اسکا بھی تو حق بنتا تھا اس کا انداز اسے واپس لوٹانے کا۔
آخر وہ مغرور شہزادہ تھا۔

"بھاڑ میں جاؤ۔" عجوبہ سرگوشی کرتی اسکی پلیٹ میں ایک ڈش انڈیل کر ابرک کا کھلا منہ دیکھ رہی تھی۔

"ڈیئر ہی! یہ سب ضرور کھانا۔ میں نے بہت پیار سے تمہارے لئے بنایا ہے۔" وہ ایک نظر اسکی پاستہ بھری پلیٹ کو دیکھتی اب آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورتی نظروں سے پوچھ رہی تھی۔

"اور خدمت کروانی ہے؟"

وہ نظریں جھکا کر تسلیم خم کرتا وہ پاستہ کھانے لگا۔

دادا جی ان دونوں کی نظروں سے ہونے والی باتوں پر انہیں دیکھتے فورک سے کھانا کھانے میں مصروف تھے کہ اچانک ابرک کو بری طرح کھانسی ہونے لگی۔ عجوبہ پریشانی میں پانی کا گلاس اسکی طرف بڑھانے لگی جب ایلف اس کے پاس کھڑی ہو کر اس کی پشت سہلانے لگی۔ وہ کھانستا ہوا عجوبہ کی آنکھوں میں آئی نمی دیکھ رہا تھا۔

"اوہ گاڈ!" ایلف نے پریشانی سے کہا۔

"تم نے یہ اولیوز والی ڈش کھلا دی ابرک کو۔" وہ عجوبہ کو الزام دیتی اب ابرک کو پانی پلانے لگی جو ابھی تک بری طرح کھانسنے رہا تھا۔

"یو او کے بے بی؟ ابرک کو اولیوز سے الرجی ہے تم یہ بھی نہیں جانتی۔" وہ نظریں گھماتی مسلسل اسکی پشت سہلا رہی تھی۔

سب متفکر تھے سوائے داداجی کے جو یہ سب منظر جیسے انجوائے کر رہے تھے۔
عجوبہ ناک کے نتھنے پھلاتی وہاں سے چلی گئی۔

ابرک کار کا سانس بحال ہوا تو وہ بھی اسکے پیچھے گیا۔

سب اتنا جلدی اور فطری تھا کہ وہاں موجود تمام نفوس صرف پلک جھپکتے انہیں دیکھنے لگے۔
"مہمانوں کو انکے گھر چھوڑ آؤں؟" احمد نے داداجی کی اجازت چاہی۔

موسم اچھا نہیں ہے طوفانی بارش میں ڈرائیو کرنا سیو نہیں آج مہمانوں کو یہیں رہنے دو۔"
وہ حکم دیتے اپنے کمرے کی جانب چلے گئے۔

ایلف زہریلی مسکان لبوں پر سجائے جیڈ اور نشا کے اترے چہروں پر طائرانہ نظر ڈالتی گیسٹ روم کی طرف بڑھ
گئی۔ سنائے میں اسکی ہائی ہیلز کی ٹک ٹک جیسے سب کے دماغوں پر ہتھوڑے برسا رہی تھی۔

"عجوبہ میں ٹھیک ہوں۔" وہ اسکو بازو سے پکڑ کر رکنے پر مجبور کر گیا۔

"جیسے مجھے تو بہت فکر ہے تمہاری۔" وہ طنزیہ کہتی پھر سے رونے لگی۔

"نظر آرہا ہے کہ تمہیں بالکل فکر نہیں ہے۔" وہ اسکے آنسو اپنی پوروں پر چٹنا اسی کے انداز میں بولا۔

"مجھے بالکل فکر نہیں ہے تمہاری سنا تم نے۔" وہ ابرک سے زیادہ خود کو یقین دلاتی اپنا بازو چھڑواتی جانے لگی جب ابرک نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا اور اس کا رخ موڑ کر اسے اپنے حصار میں لے لیا۔ وہ اس کی بانہوں کی قید میں مچلتی خود کو چھڑوانے کی تگ و دو میں تھی جو ہل تک نہ رہا تھا بس مسکراتا جا رہا تھا۔

"چھوڑو مجھے سنا کہیں کے۔" وہ اس کے پیر پر اپنا پیر مارتی چلائی اسی وقت بارش برسنے لگی اور دونوں کے دل کا سارا درد جلن تڑپ سب ایک خوبصورت میٹھی پھوار میں بدل گیا جو دل کے ایک ایک کونے کو ٹھنڈک اور زندہ ہونے کا احساس دلانے لگی۔ اس پھوار میں دونوں دل سب بھلائے بس دھڑکنوں کی بے ہنگم تال پر رقص کر رہے تھے۔

"شش! میں نے کہانا میں ٹھیک ہوں۔ اب بالکل ٹھیک ہوں" وہ مزید گھیرا تنگ کرتا اس کے کان میں سرگوشی کرتا اس کا دل دھڑکا گیا۔

اس کے یقین دلانے پر وہ پرسکون سی بارش میں اس کے ساتھ بھگینے لگی۔ آج وہ بارش میں اکیلی نہیں تھی جو بھیگ رہی تھی۔ اس کے ساتھ ابرک تھا اور ساتھ ایک ایسا جذبہ تھا جو اسے ابرک سے دور جانے پر بے چین کر دیتا تھا۔ اس بات کو سمجھنے سے وہ ابھی تک قاصر تھی کہ ایسا کیوں ہے؟ وہ ہر روز اپنے آپ سے وعدہ کرتی کہ ایلف اور ابرک کے درمیان سے نکل جائے گی۔ انکو الگ کرنے کی وجہ نہیں بنے گی۔ اس کے لئے صرف اور صرف ابرک کی خوشی اہم ہے لیکن خود وہ اسے ایلف کے ساتھ دیکھ کر جلن اور تکلیف کا شکار ہو جاتی اور اپنا وعدہ بالکل فراموش کر جاتی۔ آج بھی وہ ابرک کو اس کی پینٹنگ بناتا دیکھ جل بھن کر رہ گئی لیکن ڈنر پر اسے انور کرنے کی

کوشش میں بھی ناکام ہو گئی کیونکہ ابرک اسے اسکا وعدہ پورا کرنے میں رکاوٹ بن رہا تھا خود اسے اپنے قریب کر رہا تھا۔

"یہ سب وقتی ہے وہ اسکی زندگی میں چند سالوں کے لئے ہے۔" وہ اپنے دل کو سمجھاتی اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگی لیکن چاہ کر بھی ایسا نہ کر سکی۔

"میں بارش میں بھیگ کر بیمار ہو جاتی ہوں۔" وہ آنکھیں موندے اسکی دھڑکن سنتی ہلکا سا احتجاج کرنے لگی۔

"میں علاج کر دوں گا۔ اتنا تو تمہارے لئے کر ہی سکتا ہوں۔" اسکی آواز میں شرارت تھی جسکا مفہوم وہ سمجھ چکی تھی۔

"میں نے بتایا تھا میں ابھی اٹھارہ سال کی بھی نہیں ہوئی۔" پھر سے ہلکا سا احتجاج کیا گیا۔
"اسکے علاوہ کوئی اعتراض؟" وہ اتنے پرسکون لہجے میں بولا کہ عجمہ کو چار سو چالیس والٹ کا کرنٹ لگا۔

وہ اسکے سینے پر اپنے دونوں ہاتھوں سے دباؤ ڈال کر اسے پیچھے کرتی سیاہ آنکھوں پر پانی کی بوندیں گرنے سے پلکیں بھاری ہونے لگیں لیکن وہ زبردستی آنکھیں کھول کر خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"پپی برتھ ڈے عجوہ آفندی!" وہ بھاری مردانہ آواز میں سرگوشی کرتا اسکی پیشانی چومتا اسے جیسے برف کا بنا گیا جو وہیں جم گئی۔

ابرک آج صرف وہ کر رہا تھا جو اسکا دل کہہ رہا تھا آج تک اسے خود اپنے دل کی باتوں کی سمجھ نہیں آتی تھی کیوں وہ بار بار عجوہ کے انکار کے باوجود اسکی طرف کھنچا چلا جاتا تھا۔ اسکا انکار انکے رشتے کو لے کر ہویا رشتہ آگے بڑھانے پر؟ وہ ہر بار چاہنے کے باوجود کیوں اس چاند سی لڑکی کو اپنے ساتھ اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے؟

آج اسے ان سب سوالوں کا جواب مل گیا تھا شاید۔۔۔ یا شاید احساسِ ملکیت تھا جو اسے احمد کے ساتھ دیکھ کر ضرورت سے زیادہ بڑھ جاتا تھا آخر وہ اسکی بیوی ہے کیسے کسی اور سے تعلق بنا سکتی ہے چاہے وہ تعلق صرف دوستی کا ہی کیوں نہ ہو لیکن ابرک نے اس سب میں ایلف کا کیوں نہیں سوچا؟ یہ سب عجوہ کو بھی تو کھٹک سکتا تھا۔ سب سے بڑا سوال تھا وہ دونوں یہ سب ایک دوسرے سے کیوں نہیں کہہ رہے تھے۔ وہ کیا چاہتے ہیں؟ کیا محسوس کرتے ہیں؟ اس رشتے کو لے کر انکی آگے کی زندگی کیسی ہوگی؟ کیا ہی بہتر ہوتا اگر یہ سب وہ آپس میں بیٹھ کر سلجھا لیتے۔ کاش۔۔۔۔

ابرک اسے گول گول گھماتا تیز برستی بارش میں دل کی تال پر رقص کر رہا تھا۔ ارد گرد سے بے خبر موسم سے بے پرواہ اسے کچھ دکھائی دے رہا تھا تو چاند سی لڑکی کا اس کے لئے فکر مند ہو کر آنسو بہانا۔ کتنا حسین احساس تھا کہ کوئی اس کے لئے اس حد تک فکر مند ہو کہ آنسو بہانے لگے۔ آپ کی ذرا سی تکلیف کوئی اپنے دل میں محسوس کرے۔

وہ خوشی سے اسکی طرف قدم بڑھاتا کبھی اسے اپنے نزدیک کرتا تو کبھی اسکے ہاتھ تھام کر اسے خود سے دور کر کے واپس اپنے قریب کر لیتا۔

وہ اس کے قدم سے قدم ملاتی کبھی خوشی سے جھومتی تو کبھی اچانک اس کے سینے سے لگ جانے پر شرماتی تو کبھی بے خود سی خود کو اسکے سپرد کرتی بس اسکی ڈارک گرے ساحر آنکھوں میں کھو جاتی۔

دونوں کے بال گیلے ہو کر گردن سے چپک چپکے تھے وہ رات کے اس پہر ہلکی سی روشنی میں ایک دوسرے کو دیکھتے ایک دوسرے کی ذات میں گم ہو رہے تھے۔ دونوں کے سفید لباس سیاہ رات میں روشنی کی مانند تھے۔ اچانک بجلی کڑکی اور عجمہ ڈر کر ابرک کی پناہوں میں محفوظ ہو گئی۔ وہ اسے محفوظ ہونے کا یقین دلاتا شرماتے پر مجبور کر گیا۔

اس سے پہلے کے وہ بے ہوش ہوتی وہ اسے تیز بارش میں اپنے مضبوط بازوؤں میں کسی قیمتی متاع کی طرح اٹھاتا اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔

جیڈ اور نشانے محبت سے ان دونوں کو دیکھا۔

"آہ لوو برڈز!" جیڈ نے اپنے ہاتھ شیشے کی ریلنگ پر ٹکا کر ستائشی نظروں سے کہا۔

کسی کی بری نظر نہ لگے دونوں کو نشانے ایلف کو ایک نظر دیکھا اور زہر خند لہجے میں کہا۔

No one finds it's true love at the age of eighteen .

ایلف نے طنزیہ کہا اور ان دونوں کو وہیں چھوڑ کرے سے باہر چلی گئی۔

بیڈروم میں پہنچنے تک وہ کپکپاتی رہی لیکن مزاحمت کی جگہ اب اس نے اپنا سر اسکے سینے پر ٹکا رکھا تھا۔ وہ مسکراتا ہوا اسکے انداز دیکھ رہا تھا۔ جب اسے کمرے میں چھوڑنے کی بجائے اس نے اٹیچڈ باتھ روم کا رخ کیا تو عجب وہ کا رنگ فق ہوا۔

"یہاں کیوں لائے ہو مجھے؟"

"تمہیں بیمار ہونے سے بچانے کے لئے۔" وہ شرارتی انداز میں بولا تو عجب وہ آنکھیں بڑی کر کے اسے دیکھا۔

وہ اسے سٹیم روم میں لے جا کر کھڑا کر تا خود باہر چلا گیا۔ وہ ابھی تک اسکی باتوں اور حرکتوں پر حیران تھی۔ اب اسے خود پر شرمندگی ہو رہی تھی

"وہ کیا بات کر رہا تھا اور میں کیا سوچ رہی تھی؟"

اسکا ہاتھ اسکے گیلے چہرے سے ہوتا گیلے بالوں تک گیا اور وہ شرم اور شرمندگی سے اسکی کہی بات یاد کرنے لگی۔ ہونٹوں پر خود بہ خود تبسم بکھرا۔

"کدو! فلرٹ کر رہا تھا میرے ساتھ۔" وہ سر جھٹکتی مزید کچھ سوچتی اس سے پہلے ہی ابرک اسکے لئے ہلکے سے

پنک رنگ کا باتھ گاؤن لے آیا۔ خود بھی وہ اب سیاہ رنگ کے باتھ روب میں ملبوس تھا۔

وہ اسے دیکھ کر مسکرائی گویا بتایا ہو تمہارا مذاق میں سمجھ گئی ہوں۔
وہ بھی مسکرایا اور ہاتھ روب اس کی طرف اچھالا۔ جو بروقت کیچ کر لیا گیا۔

"یہ گیلڈریس چینج کر لو ورنہ سچ میں سردی لگ جائے گی۔" وہ اپنی گرے آنکھیں اس پر گاڑے محبت سے بولا
اور وہاں سے چلا گیا۔

وہ ٹاول پکڑے کتنے ہی لمحے اسے سوچتی رہی۔

وہ ہاتھ روب پہنے کمرے میں آئی اور سامنے ہی ابرک اپنے سلکی بالوں کو ڈرائیر سے ڈرائی کرتا دکھائی دیا جو ابھی
تک مسکرا رہا تھا۔

وہ ڈریسنگ روم میں جانے لگی جب ابرک نے اسے کندھوں سے تھام کر آئینے کے سامنے کھڑا کیا اور اس کے
بال بھی ڈرائی کرنے لگا۔

"تم کچھ زیادہ ہی خوش نہیں ہو رہے جیسے کوئی خزانہ ہاتھ لگا ہو؟" وہ اس کی مسکراہٹ پر بھنویں اچکا کر اسے
دیکھنے لگی۔

"خزانہ ہی سمجھ لو آج جب میں ایلف کی پینٹنگ بنا رہا تھا اس وقت ایک خزانہ میرے ہاتھ لگا۔"
اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی عجب اس کا ڈرائیر والا ہاتھ جھٹک کر پیچھے کرتی ادا ہو گئی۔

یہ سچ بار بار کیوں اسے یاد دلایا جا رہا تھا کہ ابرک کے دل میں جو مقام ایلف کا ہے وہ اسے کبھی نہیں مل سکتا؟ وہ چہرہ موڑ کر جانے لگی جب ابرک نے اسکی کلائی تھام کر اسے روکا۔
اپنی برتھ ڈے پر کیا تحفہ لوگی؟

"آزادی!" وہ غصے سے اپنا ہاتھ چھڑواتی ابرک کے چودہ طبق روشن کرتی ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ سب واپس پہلے جیسا ہو گیا۔ جو جذبے منہ زور ہو رہے تھے اپنی موت آپ مر گئے۔

باب نمبر 8

"تیری الفت میں صنم"

"آج میرے لئے بہت اسپیشل ڈے ہے آپ آئیں گے تو مجھے بہت اچھا لگے گا ڈیڈ۔"

"لسن مائے سن! میں تمہارے اس فضول کے شوق سے خوش نہیں ہوں یہ صرف ڈیڈ کی ڈھیل کی وجہ سے ہے۔" ابرار نے اپنے مہنگے اور شاندار کف لنکس کو سیٹ کرتے ہوئے خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھا جہاں وہ ایک خوب رو رعبدار اور ہینڈ سم شخص کو دیکھ کر مسکرایا۔ آج بھی اس نے عادتاً سیاہ تھری پیس سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔

"میں نے آپ کو لاسٹ منتھ بتایا تھا یہ میرے لئے بہت اہم دن ہے آپ آئیں گے تو مجھے خوشی ہوگی۔" سکول یونیفارم میں دمکتا چہرہ ایک دم ہی اداس ہوا تھا۔

"کتنا اہم ہے؟"

"جتنا ایک بیٹے کے لئے اپنے باپ کا ہر خاص موقع پر اس کے ساتھ ہونا اہم ہوتا ہے۔" ابرار کی گرے آنکھیں پھر سے چمک اٹھیں۔

"میں آجاؤں گا۔" وہ چند قدم آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر خوشی سے بولا۔
"یہ تمہارا آخری پلے ہے یونیورسٹی جاؤ لائف انجوائے کرو اور پھر میرا بزنس سنبھالو۔"

"ڈیڈ! کیا آپ کبھی کسی کو کوئی خوشی نہیں دے سکتے؟" ابرک کے افسردگی میں پوچھے سوال پر ابرار نے بے
تاثر چہرے سے اسے دیکھا۔

"عجوبہ بیٹا کوئی بات نہیں بس ابرک کو اتنا ہی تو کہنا ہے کہ دیر ہو رہی ہے جلدی آؤ۔ رات سے اس سے چھپ کر
بیٹھی ہو کبھی تو اسکا سامنا کرنا ہی ہے نہ۔ وہ تمہارا شوہر ہے عجوبہ سب نارمل ہے۔ ڈانس ہی تو کیا تھا اس کے ساتھ۔
"وہ خود کو تسلی دیتی کچھ دیر پہلے نروس تھی اب شرمارہی تھی۔

"رین ڈانس!" وہ بیٹے لمحے یاد کرتی خود ہی بے وقوفوں کی طرح مسکرائی۔

دروازہ ناک کرنے کے لئے اس نے ہاتھ اٹھایا مگر دروازہ کھلا تھا۔ وہ دبے قدم اندر بڑھی تو ابرار آفندی کی آواز
سماعتوں سے ٹکرائی۔

"تمہاری خوشی کا خیال ہے مجھے مائی سن۔

میں جانتا ہوں تمہارے ایکٹنگ کرئیر اور وصیت کے کلاز کو لے کر بلیک میل کیا ہے تمہیں ڈیڈ نے۔

ابتسام آفندی کے بھی بزنس مائنڈ کی داد دینی بنتی ہے۔ تمہیں ڈیل کر کے پھسایا تو کانٹریکٹ میرج بھی اس جاہل
گنوار غریب ملازم کی بیٹی سے کی۔ جانتے ہیں مغربی لڑکیاں اپنا فگر خراب کر کے محض ایک وصیت کے لئے بچے
پیدا کر کے نہیں دیتیں انفیکٹ طلاق پر سارا پیسہ ہڑپ کر کے لے جاتی ہے۔"

"آپ یہ سب اپنے ڈیڈ کے لئے بول رہے ہیں۔" ابرک نے دکھ سے ابرار کو دیکھا آنکھوں میں نمکین پانی چمکنے لگا۔

"تم ابھی تک بچے ہو اور ڈیڈ نے مجھے بلیک میل کر کے تمہارے گلے میں اس گنوار اور غریب عجوہ نام کی گھنٹی باندھ دی ہے پروہ نہیں جانتے تم میرے بیٹے ہو۔" غرور سے اسکا کندھا تھپتھپاتا وہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔

ابرک نے اسکا ہاتھ نرمی سے جھٹک دیا۔ دادا جی کی تربیت ہر مقام پر اسے کچھ غلط کرنے یا کہنے سے روک دیتی تھی ورنہ سامنے کھڑا شخص اپنے باپ کا لحاظ نہ کر رہا تھا تو ابرک آفندی بھی اسی کا خون تھا۔

"آپ کو صرف وصیت دولت بزنس اور سٹیٹس نظر آتا ہے اسکے آگے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ میری ماں بھی نظر نہیں آئی کبھی آپ کو۔"

عجوہ کے قدم وہیں تھم گئے وہ چاہ کر بھی اندر نہ جاسکی۔ ابرک کے الفاظ کیسے دکھ میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اسے دیکھے بغیر بھی اسکا درد محسوس کر سکتی تھی جب کہ اسکا باپ اس کے سامنے کسی بھی جذبے سے عاری اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری ماں ایک جذباتی اور بے وقوف عورت تھی۔"

"ڈیڈ!" وہ ناچاہتے ہوئے بھی آواز اونچی کر گیا۔

"میں نے بہت سمجھایا تھا یہ امیروں کی شان ہوتی ہے۔ ایک گرل فرینڈ ہی تو تھی کونسا میں نے کسی کا قتل کیا تھا
"۔

"آپ نے کئی قتل کئے ہیں۔ آپ نے انکی محبت کا انکے ارمانوں کا انکے بھروسے کا قتل کیا ہے ڈیڈ۔ کاش آپ کو
ان سے محبت ہوتی۔ محبت نہ صحیح وفاداری ہی نبھالیتے آپ نے اپنے رشتے اور اس سے جڑی وفاداری کا قتل کیا
ہے۔"

"ہلکا سا لگاؤ ہی ہوتا تو آپ انکی تکلیف سمجھتے۔ آپ نے میری ماں کے جذبوں کا قتل کیا ہے۔ بے وفائی سے بہتر تھا
آپ انہیں طلاق دے دیتے۔ آپ اگر ایک سچے مرد ہوتے تو بھلے ہی ساری زندگی اس رشتے کے بوجھ تلے
دبے رہتے لیکن اس عورت کو دھوکہ دے کر اپنے آپ کو یہاں میرے سامنے اس طرح سے ڈیفینڈ نہ کر رہے
ہوتے۔"

"بالکل اپنی ماں پر ہوا تم ایمو شنل فول۔ میں نے اسے بہت سمجھایا تھا یہ عورتیں وقتی طور پر ہیں آج ہیں کل نہیں
ہوں گی۔ تم ہمیشہ رہو گی۔ وہ میرے وارث کی ماں تھی میری محبت وہی تھی۔" ابرار کا شمار دنیا کے ان خود
غرض انسانوں میں ہوتا تھا جو صرف اور صرف اپنے بارے میں سوچتے ہیں۔ آج بھی اسے اپنا آپ مظلوم اور
صحیح لگ رہا تھا۔

"یو نووٹ ڈیڈ! یو آر ڈسگسٹنگ۔ میں اسی لئے آپ جیسا نہیں بننا چاہتا۔"

"تم میرے بیٹے ہو سن میرا خون۔ تم مانو یا نہ مانو تم بھی میرے جیسے زندگی گزار رہے ہو۔"

ابرک ہی کی طرح عجّوہ کو بھی ابرار کی بات پر حیرت کا جھٹکا لگا۔
وہ استہزائیہ ہنسی ہنساتا ابرک جانے کے لئے پلٹا۔

"تم بھی بیوی کے ساتھ ساتھ گرل فرینڈ رکھتے ہو۔ جلد ہی تم اس بے جوڑ اور بغیر محبت کے زبردستی اور
احسانوں سے مل کر بنے کانٹریکٹ سے بے زار ہو جاؤ گے تو میری کیفیت سمجھو گے۔"
ابرک نے مڑ کر اپنے باپ کو دیکھا جو پر اعتماد تھا اپنے تجربے پر۔

"آپ کے لباس کی ہی طرح آپ کا دل بھی سیاہ ہے ڈیڈ۔" وہ مزید وہاں نہیں رک سکتا تھا نہ اس شخص سے بد
تمیزی کر سکتا تھا نہ سوال۔ دلیل دے کر بحث کر لیتا لیکن ابرار آفندی کا دل تو محض خون پمپ کرنے کا کام کرتا
تھا۔ احساسات سے عاری شخص۔

عجّوہ کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر بھی ان دیکھا کرتا وہ اپنے کمرے میں جا کر بیگ پیک کرنے لگا۔

"ابرک میں تمہیں ہی بلانے آئی تھی آج اتنا اہم دن ہے اور ہم لیٹ جائیں گے تو سب کیا سوچیں گے۔"
عجّوہ کے اس قدر عام لہجے پر وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔ جو اتنے دنوں سے اس سے چھپ رہی تھی آج ایسے
ظاہر کر رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"تم چلی جاؤ میں آ جاؤں گا۔"

"مجھے اگنور کر رہے ہو؟" وہ اسکی طرف پیش قدمی کرتی اسکے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"عجوبہ پلیز میں نہ بحث نہ ہی لڑائی کے موڈ میں ہوں۔"

وہ جانے لگا جب عجوبہ نے اسکا بازو پکڑ کر اسے خود کو دیکھنے پر مجبور کیا۔

"میں اکیلی کیسے جاؤں؟ وہ ولن نما سسر جی ہیں نا۔ مجھے اپنی ذاتی ضرورت کے لئے گاڑی نہیں دی انہوں نے۔"

"یہ تم کس طرح سے نام لے رہی ہو ڈیڈ کہو انہیں۔"

"کوشش کی تھی مگر کچھ سوٹ نہیں کیا ان پر۔"

ابرک نے اسے گھورا۔

"میرا مطلب ہے کافی جوان نظر آتے ہیں۔" وہ آنکھیں گھماتی بات بنا کر بولی۔

"انکل بھی کہا تو کہنے لگے تم جیسی گنوار اور جاہل کا مجھ سے کوئی رشتہ نہیں۔" وہ ابرار آفندی کی طرح گردن

اکڑا کر اسکی نقل اتارنے لگی۔

اسکی ایکٹنگ پر ابرک کے لبوں پر مسکان آٹھری۔

"شکر ہے تمہارا موڈ ٹھیک ہوا مائے ڈیر ہی۔"

"اب چلو۔" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچتی ہوئی گاڑی تک لے آئی۔

"تم جاؤ میرا پلے کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔" وہ عجوہ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتا ہوا واپس جانے لگا جب عجوہ کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

"تم ہمیشہ ہار مان لیتے ہو؟"

"میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہو؟"

"کبھی مقابلہ کرنے کا نہیں سوچتے؟"

"اپنوں سے کیسی ہار اور جیت؟ کونسا اور کہاں کا مقابلہ؟" وہ اسے جواب دے کر پھر چلنے لگا۔

"کوئی مقابلہ نہیں کوئی ہار جیت نہیں مگر اپنے خوابوں کو حقیقت کا رنگ دینے کے لئے قربانی دینی پڑتی ہے۔ تم اس قربانی کے لئے تیار نہیں تو وہ خواب تم سے دور جانے میں وقت نہیں لے گا۔ بہت سے ڈریمرز اس خواب کے پیچھے گھات لگا کر بیٹھے ہوں گے جو اس کے لئے قربانی دیں اور وہ انکی حقیقت بن جائے۔"

عجوہ نے ایک سانس میں سب جلدی جلدی کہا مبادا وہ بات سنے بغیر ہی نہ چلا جائے۔

وہ گہرا سانس لیتا واپس اسکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

اب وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے گھور رہا تھا لیکن آج عجوہ آفندی اس گھوری سے پریشان نہیں ہوئی نہ اسے غصہ آیا نہ ڈر لگا۔

آج اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی جسے دیکھ کر ابرک کا سارا غصہ اور دکھ ہوا ہوا۔

"چاند سی لڑکی اور چالاک سی لڑکی۔" وہ اس کے ماتھے پر دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے دستک دیتا چمچاتی بڑی سی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"عجوبہ آفندی اپنا بدلہ نہ لے ایسا صرف اسی صورت ہو سکتا ہے جب سورج مغرب سے نکلے۔"

عجوبہ نے اپنا بیگ اس کے گھٹنوں پر پھینکا وہ بیگ سنبھالتا حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

میرے ماتھے پر اپنی انگلیوں سے حملہ کرنے کے لئے۔ وہ ابرار کے ساتھ ہوئی باتوں کا اثر زائل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

سٹیج پر پڑتی سپاٹ لائٹ میرا ان سب کے سامنے کھڑے ہو کر ڈانٹا گز بولنا اور آڈینس کا مجھے سراہتے ہوئے تالیاں اور سیٹیاں بجانا۔ تالیوں کا بڑھتا شور جو سب کچھ بھلا دے یاد رہے تو صرف اتنا کہ ابرک آفندی ایک بہترین ایکٹر ہے۔

میرا خواب ہے کہ میں دنیا کے سامنے اپنے ٹیلنٹ کا لوہا منواؤں۔ ابرک ایک جذب سے سب بیان کرتا آڈیٹوریم کی جانب گامزن تھا جب کہ عجوبہ اسکی بچوں کی طرح پسندیدہ کھلونائے جانے جیسی سچی خوشی دیکھتی دل سے خوش تھی۔ ابرک ڈریسنگ روم میں چلا گیا جب ایلف اور بیلا کو بات کرتے سن کر عجوبہ کا دل ڈوب گیا۔ اسے لگا کسی نے اس کے دل پر وزنی پتھر رکھ دیا ہے جو اسے سانس لینے بھی نہیں دے رہا۔

"یو آر سو لکی۔ تم جیو لیٹ بنی ہو اور تمہارا رومیو ابرک۔ میں تو اس سین کے لئے بے تاب ہوں جب وہ تمہیں کس کرے گا سٹیج پر سب کے سامنے۔" بیلا نے ایلف کے ہاتھ تھام کر چہکتے ہوئے کہا۔

"وہ میرا رومیو ہے صرف ایلف کا۔" وہ غرور سے سر جھٹکتی بیلا کو دیکھنے لگی۔

"ابھی تو وہ اس ماڈرن سینڈریلا کا پرنس ہے۔" بیلا نے تنفر سے کہتے ہوئے بات سنبھالی جب ایلف کو سیخ پا ہوتے دیکھا۔

"آج کے کلائمکس سین کی ویڈیو بنا کر میں سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کروں گی۔ سب کو بتاؤں گی کہ وہ ماڈرن سینڈریلا نہیں ایول کوئین ہے۔"

ایلف خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھی اگر اپنا دماغ میں اچھے کاموں میں لگاتی تو یقیناً زیادہ خوبصورت نظر آتی۔

عجوبہ بیلا کی بات سن کر آنسو پٹی ہال کی طرف بڑھ گئی جہاں ابتسام آفندی بھی پہنچ چکے تھے۔

"بیٹا تم ٹھیک ہو؟" وہ فکر مندی سے عجوبہ کا فق چہرہ دیکھ کر استفسار کرنے لگے۔

"جی دادا جی میں بالکل ٹھیک ہوں۔" وہ مسکرائی۔

ابتسام آفندی نے اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا۔

آڈیٹوریم میں تمام لائٹس آف کر دی گئیں۔ سیٹج پر سے پردہ ہٹایا گیا اور سیٹج پر بنے محل کو سب نے داد دیتے ہوئے تالیاں بجائیں۔

ایلف خوبصورت گاؤں زیب تن کئے سیٹج پر ڈائیلا گزبولنے میں مصروف تھی۔

"اچھی ایکٹریس ہے یہ۔" داداجی نے مسکرا کر کہا عجوہ ان کے لہجے پر انہیں دیکھ بغیر نہ رہ سکی جو چہرے پر ہمیشہ کی طرح پر شفیق مسکراہٹ سجائے سیٹج پر دیکھ رہے تھے۔
عجوہ تمام وقت داداجی کی کہی بات کا مفہوم سمجھنے کی تگ و دو کرتی رہی۔

ابتسام آفندی اپنے پورے رعب اور دببے کے ساتھ ہتھیلی چھڑی پر ٹکائے اپنے سامنے نظر آنے والے حسین منظر کو دیکھ رہے تھے جہاں رنگ برنگے پھولوں سے سجا کر ایک خوبصورت سافریم بنایا گیا تھا اور بالکونی بنا کر اس کے ساتھ سجا یا گیا تھا۔ اس بالکونی میں جولیٹ کھڑی ہو کر رومیو سے ملاقات کر رہی تھی جو چھپ کر پائپ کے رستے جان کا خطرہ مول لے کر اپنی جولیٹ کو دیکھنے آرہا تھا۔

جب جب رومیو اپنی جولیٹ کا ہاتھ تھا متا عجوہ آفندی کے پورے بدن پر چیونٹیاں ریگنے لگتیں۔
اچانک عجوہ مسکرا نے لگی۔ دلکش مسکراہٹ چہرے کو رونق بخشنے لگی اور وہ ٹکٹکی باندھے اپنا نازک ہاتھ ابرک کے ہاتھ میں دیتی اس کے پیچھے چلتی سیٹج پر پہنچ گئی۔

اب وہ پھولوں سے سچی بلکونی وہاں کی سجاوٹ اسے سب خوبصورت اور اچھا لگنے لگا۔

اب دل کا موسم حسین تھا تو سب کچھ حسین نظر آنے لگا۔ نظارے کتنے ہی حسین نہ ہوں دل اداس ہو تو سب کچھ بد صورت لگتا ہے اور دل کا موسم اچھا ہو تو ریگستان میں کیکنٹس دیکھ کر بھی گلاب سے زیادہ حسین لگتا ہے۔ یہی حالت عجبہ آفندی کی ہو رہی تھی۔

جب ایلف جولیٹ بنی اپنے رومیو کے ساتھ اس جگہ کھڑی تھی تو عجبہ کو سوائے اندھیرے کے کچھ نظر نہ آرہا تھا لیکن اب اسے رنگ برنگے پھول اور تتلیاں نظر آرہی تھیں جو اس کے دل کو گدگدارہیں تھیں۔ عجبہ نے اپنے رومیو کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا تو ساری تتلیاں غائب ہو گئیں وہ تنہا رہ گئی اور اپنا خالی ہاتھ دیکھ کر افسردہ ہو گئی۔ پھر سے وہاں اندھیرا چھا گیا دل کا موسم بہار سے پت جھڑ میں تبدیل ہو گیا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے آنسو نہ روک سکی۔

"بالآخر وہ سین آہی گیا۔" بیلانے ایکسائٹمنٹ میں کیمرہ دیکھا اور ویڈیو ریکارڈنگ آن کر دی۔ عجبہ کے دل پر گھونسلہ پڑا جب ابرک نے ڈائلاگز شدت جذبات سے ایلف کے ہاتھ تھام کر کہے۔ "یہ ہمیں ایک ساتھ جینے نہیں دیں گے لیکن یہ دیوار جو ہماری محبت کے درمیان ہے میں اسے نہیں رہنے دوں گا۔"

"یہ امیر غریب سٹیٹس رتبہ سب دکھاوے کی زندگی جی رہے ہیں۔ اگر یہ سب تمہیں مجھ سے الگ کریں گے تو میں زندہ نہیں رہوں گی۔" ایلف کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی شیشے کی بوتل تھی جسے اپنے ہونٹوں سے لگائے وہ گر گئی۔

"کاش یہ زہر اصلی ہو۔" عجوہ اداسی سے بڑبڑائی۔

داداجی نے اس کی بڑبڑاہٹ پر اپنی ہنسی چھپائی۔

رومیو نے جب اپنی جولیٹ کو زہر کھاتے دیکھا تو وہ اس زہر سے اپنا انجام بھی موت لکھ بیٹھا۔

"یہ دنیا ہمیں ساتھ جینے نہیں دے گی مگر ہم ساتھ مر کر ہمیشہ کے لیے ایک ہو جائیں گے"

جولیٹ۔ رومیو نے زہر کی شیشی کو ہاتھ میں تھام کر لبوں سے لگایا اور دوبارہ اس سنہری رنگ کی چھوٹی سی شیشی کو دیکھا جو خالی تھی۔

سامنے جولیٹ کا مردہ وجود دیکھا تو وہ بے ساختہ اسکی طرف بڑھا۔

جولیٹ میں آ رہا ہوں تمہارے پاس۔ رومیو نے شدت جذبات سے اسکا چہرہ تھام کر کہا اور سیٹج پر بیٹھی عجوہ

آفندی نے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپالیا۔

ابرک نے ایلف کا چہرہ اپنے کشادہ ہاتھوں میں اس طرح سے چھپایا کہ آڈینس کو صرف سمجھ آیا کہ رومیو نے

اپنی جولیٹ کے لبوں سے زہر چن لیا لیکن وہ اس منظر کو دیکھ نہ سکے۔

رومیو ایک آخری دیدار اپنی جولیٹ کا کرتا وہیں اس کے ساتھ زمین پر ڈھے گیا۔

پردہ گرایا جا چکا تھا۔ وہاں موجود بہت سے لوگوں کی آنکھیں اشک بار تھیں۔ محبت کے اس دردناک انجام پر

دکھی تھیں تو وہیں لبوں پر مسکراہٹ تھی کہ دنیا ہار گئی اور محبت جیت گئی۔

تالیوں کی گونج پر عجوہ نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹایا ابھی تک وہ ان دونوں کے لئے سوچ کر اداس ہو رہی تھی۔

"آنکھیں بند کرنے سے حقیقت نہیں بدلے گی عجبہ آفندی۔" اسے اپنے سامنے اپنا ہی ہیولہ دکھائی دیا۔

"اب ہی اپنی اور اسکی زندگی آسان کرنے کا فیصلہ کرو اور اسے چھوڑ کر چلی جاؤ بہت دور سب سے دور۔" وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتی اس آواز سے پیچھا چھڑواتی ہوش میں آئی جہاں ابرک ایلف اور باقی سٹوڈنٹس ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے جھک کر داد وصول کرتے سرخ پردے کے پیچھے کہیں گم ہو گئے۔

"کیا پلان ہے کہاں لے کر جا رہے ہیں ہمیں برادران لاء؟" جیڈ اور نشانے ابرک کو کارڈور میں ہی روک لیا۔
"واٹ؟" اس کے ماتھے پر شکن ابھری۔

"آپ کی وائف کا برتھ ڈے ہے اور اس نے پرامس کیا ہے کہ ہم سب آپ کے ساتھ گھومنے جائیں گے۔"

"تو کہاں کا ارادہ ہے؟" نشانے ہندی میں کہتے ہوئے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"کب ہے برتھ ڈے؟" کچھ یاد آنے پر وہ مسکرا کر پوچھنے لگا۔

جیڈ اور نشانے بھی اسکے ساتھ ہی مسکرائیں۔

"ایم سوپراؤڈ آف یومائے سن!" ابتسام آفندی نے فخر سے اسکا شانہ تھپتھپایا۔

"تھینکس داداجی۔" ابرک خوش دلی سے انہیں گلے ملا۔

پھر ارد گرد نگاہ دوڑاتا کچھ تلاش کرنے لگا۔

"کیا بات ہے بیٹا؟"

"وہ داداجی عجوبہ کہاں ہے؟" نظریں اب بھی اسے تلاش کر رہی تھیں۔

"وہ تو گھر چلی گئی اسکی طبیعت کچھ ناساز ہو رہی تھی تو میں نے اسے احمد کے ساتھ گھر بھیج دیا۔"

"میں تو سیٹج پر رومیو بنا کر گیا تھا نا۔ احمد کو کیوں بلایا مجھے کہتے آپ میں سیٹج سے نیچے نہ اتر جاتا تو کہتے۔" وہ سرد

لہجے میں کہتا داداجی کے چہرے پر تبسم بکھیر گیا۔

"کیسی ہے اب وہ؟" متفکر ہوتا وہ پارکنگ کی طرف بڑھنے لگا۔

"خوش خبری ہے۔" داداجی کی بات پر اسکے پیروں کو بریک لگا۔

"آپ کا دماغ اپنی جگہ صحیح کام کر رہا ہے؟" وہ اٹے قدموں واپس آیا۔

"بیٹا یہ بال میں نے دھوپ میں سفید نہیں کئے۔"

"داداجی میری وائف کی طبیعت خراب ہے۔ وہ اکیلی گھر چلی گئی ہے اور آپ کو یہ خوش خبری لگ رہی ہے تو سچ

میں آپ نے یہ بال دھوپ میں سفید کئے ہیں۔" وہ جھنجھلاہٹ میں آگے بڑھ گیا۔

"تمہارا دادا ہوں میں۔ تم میرے دادا نہیں ہو۔"

"گھر میں نیا مہمان آنے والا ہے اور مجھے بتایا بھی نہیں تم دونوں نے؟" ابرک نے آنکھیں بڑی کر کے دادا کو دیکھا جو مسکرائے جا رہے تھے۔

"خوش خبری مہمان آپ کیا سمجھ رہے ہیں؟" وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے اور ابرک ان کی باتوں پر صدمے میں جاتا جا رہا تھا۔

"اتنے مہینے ہو گئے تم دونوں کی شادی کو اور اس متلی کا مطلب میں نہیں سمجھوں گا۔"

"دادا جی آپ غلط۔" ابرک کے الفاظ انہوں نے اچک لئے۔

"بیٹا میں درست سمجھا ہوں بس مجھے اپنے پڑپوتے کا مکھڑا دکھا دو تو میں سکون سے دنیا سے جاؤں۔"

باتوں میں راستہ کٹ گیا اور دونوں آفندی پیلس میں داخل ہو گئے لیکن ابرک آفندی کا چہرہ اتر گیا۔

"میں عجوبہ سے مل لوں" وہ عجلت میں دادا جی سے کہتا اپنے بیڈروم کی طرف بڑھ گیا۔

آج پھر وہ اداس تھی اور ہمیشہ کی طرح اسکی ڈھارس بندھانے کے لئے احمد اس کے پاس موجود تھا۔

"عجوبہ تم دوست ہونا میری؟"

"اس طرح رو رو کر خود کو ہلکان کرتی جا رہی ہو بتاؤ تو کیا ہوا ہے؟" وہ متفکر تھا وہیں عجوبہ کی بس آنکھیں برس رہی تھیں۔ زبان تو تالو سے چپک گئی تھی۔

"دادا جی نے اتنی ایمر جنسی میں کال کر کے بلایا کہ تمہیں گھر لے آؤں تم ٹھیک نہیں ہو۔ پلیز بتاؤ بڑی کیا ہوا ہے؟"

عجوبہ چاہ کر بھی اسے کچھ بتا نہیں سکی اور رونے کا شغل فرماتی رہی۔
احمد نے اپنی جیب سے رومال نکالا اور عجوبہ کے بھیگے گال صاف کرنے لگا۔

وہ اس کے آنسو صاف کرتے وقت بھی احتیاط برت تھا کہ کہیں اس کا ہاتھ یا انگلی غلطی سے بھی عجوبہ کے گال کو نہ چھو جائے۔

"اچھے مسلمان اس طرح نامحرم سے دور رہتے ہیں نہ جیسے تم رہ رہے ہو۔ پھر تم کہتے ہو ابرک اچھا مسلمان ہے جب کہ وہ غیر لڑکیوں کے ساتھ۔" وہ پھر سے رونے لگی۔

"میں نے یہ سب ابھی ابھی سیکھا ہے اس لئے عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اس طرح کسی کو ڈی گریڈ کرنے کے لئے میرا نام مت لو کہ میں ہی اپنی نظروں میں شرمندہ ہو جاؤں۔"

"تم پلیز ریسٹ کرو اور ڈاکٹر کو دکھاؤ۔"

احمد نرمی سے کہتا جانے لگا عین اسی وقت ابرک وہاں ہانپتا ہوا پہنچا۔

عجوبہ کی سو جھمی آنکھیں دیکھ اسکا دل ایک پل کورکا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ طبیعت کیسی ہے؟" فکر مندی سے پوچھتے ہوئے ابرک نے اسے گلے لگا لیا۔ وہ دونوں ہاتھ ڈھیلے چھوڑے اسکے ساتھ لگ کر کھڑی تھی ابرک متفکر اور بے چین تھا اسکے ٹھیک ہونے کی تسلی کرتے پریشانی کچھ کم ہوئی۔

اس نے عجوبہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اس سے پوچھنے لگا۔

احمد کو وہاں رکنا اب فضول لگا۔ وہ ان دونوں کو مسکرا کر دیکھتا منظر سے غائب ہو گیا۔

ابرک اسے ساتھ لگائے کمرے میں لے آیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" وہ ناک سیڑ کر گیل سانس اندر کھینچتی ابرک کو اپنی فکر میں مبتلا دیکھ خوش ہوئی تھی۔

"تم یہاں لیٹ جاؤ اور بتاؤ کیا ہوا ہے؟" وہ اسے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھاتا پھر سے وہی سوال کرنے لگا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" وہ اس سے نظریں چراتی آنکھیں موند گئی۔

ابرک اس کے جواب پر مطمئن ہوا لیکن سوال کرنے سے خود کو باز نہ رکھ سکا۔

"احمد تمہارا دوست ہے؟"

"ہاں" وہ بند آنکھوں سے ہی سے سر ہلا کر بولی۔

"مجھے تمہارا اس سے بات کرنا اچھا نہیں لگتا۔"

وہ ماتھے پر تیوری چڑھا کر بولا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" وہ آنکھیں کھولتی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"مطلب یہ کہ تمہاری دوستی مجھے پسند نہیں۔"

ابرک نے بہت سوچ کر الفاظ کا انتخاب کیا تھا کہ کہیں کچھ غلط نہ بول دے۔

شوہر خود کتنی ہی لڑکیوں سے تعلق بنائے یا دوستی رکھے۔ بیوی کی دوستی بھی کسی غیر مرد سے وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ ابرک بھی عجیب کیفیت سے دوچار تھا۔ جب بھی عجبہ کو احمد سے بات کرتے دیکھتا تو وہ اسی طرح بے چین ہو جاتا۔

"کیوں نہ رکھوں دوستی؟"

"میں دوستی بھی نہ رکھوں اور تم گرل فرینڈ رکھو۔ اسے سٹیج پر سب کے سامنے کس کرو اور تنہائی میں تو نا جانے کیا کیا کرتے ہو گے۔" وہ کب سے اپنا دکھ اور غصہ دبائے بیٹھی تھی۔ ابرک کی بات پر پھٹ پڑی۔

"واٹ؟ کون سا کس اور کیسی تنہائی؟"

"کل جب سارا بالٹن دیکھے گا تمہارا اور ایلف کارو میو جولیٹ بنے کیا گیا کس۔"

"اونہہ!" وہ سر جھٹک کر بولی۔

"تم بھی دوبارہ دیکھ لینا شاید یاد داشت واپس آجائے۔ اسی گرل فرینڈ سے ڈیٹ پر جا کر نا جانے کیا کیا کرتے ہو گے تم۔" وہ بات کرتے کرتے پھر سے رونے لگی۔ اپنے جذبات پر اسے سب سے زیادہ غصہ تھا۔

"دماغ ٹھکانے پر ہے تمہارا؟"

"میں احمد کی بات کر رہا ہوں۔" وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہوا۔

"میرا دماغ بھی ٹھیک ہے اور نیت بھی" وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہتی منہ تکتے میں دے پھر سے رونے لگی۔

ابرک نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل کرنا چاہا لیکن عجوہ کی ہچکیوں سے اضطراب بڑھ گیا۔

اسکا اتنی شدت سے رونا وہ برداشت نہیں کر پایا تو اسے کندھے سے ہلایا مگر وہ اسکا ہاتھ جھٹکتی روئے جا رہی تھی۔

"میں آج تک ایلف کے ساتھ کسی ڈیٹ پر نہیں گیا۔" وہ نرمی سے بولا۔

"میں نے آج دیکھ لیا ہے خود اپنی آنکھوں سے تم اسے۔۔۔" وہ بات مکمل نہ کر پائی اور آنکھوں نے مزید زور و شور سے برسنے شروع کر دیا۔ اس نے ابرک کا ہاتھ دوبارہ جھٹک دیا جو اسے رخ موڑنے پر مجبور کر رہا تھا۔ عجب وہ بار بار اسکا ہاتھ جھٹکنا اسے کچھ خاص پسند نہ آیا۔

"تم مجھ پر الزام لگا رہی ہو؟

میں نے ایسا کچھ۔۔۔" وہ اپنی صفائی میں کچھ کہنے ہی لگا تھا جب چاند سی لڑکی نے اسکی طرف رخ کیا۔

"تم ایلف کو کس کرو یا کچھ بھی کرو۔ مجھے نہ کوئی پروا ہے نہ کوئی فرق پڑتا ہے۔" وہ اپنے گال رگڑ کر صاف کرتی پھر سے اپنا چہرہ تکتے میں چھپانے ہی لگی تھی جب ابرک اسکے کندھوں پر ہلکا سا دباؤ ڈالتا اسے وہیں تھم جانے پر مجبور کر گیا۔

"وہ تو نظر آرہا ہے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا" وہ استہزائیہ ہنسی ہنستا اسکے قریب ہوا۔

"تم جیلس ہو رہی ہو؟"

"میں جیلس نہیں ہوں۔"

وہ اسکے چہرے کے نزدیک تر ہوا۔

"سچ؟" ابرک کے سوال پھر اسکی قربت پر وہ خود میں سمٹ کر رہ گئی۔

"میں نے کہانا میں جیلس نہیں ہوں اور مجھے کوئی فرق۔۔۔" وہ آنکھیں پھاڑے اسکی شرٹ کو تھام گئی جو اسکے تمام الفاظ اس کے منہ میں دبا کر فاصلہ مٹا گیا۔

عجوبہ کو لگا آسمان اسکے سر پر آن گرا ہے اور کمرے میں ہر طرف ستارے جگمگا رہے ہیں۔ نگاہوں کے سامنے جگنو روشنی پھیلا رہے ہیں اور تتلیاں اڑ رہی ہیں۔ وہ ایسا زندگی میں پہلی بار محسوس کر رہی تھی۔

دنیا کے تمام حسین رنگ اسکے گالوں کی زینت بن گئے تھے ابرک اس کے سامنے مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے حسین رنگ ابرک کے دل میں جل تھل کر رہے تھے وہ اسکے گال پر اپنا ہاتھ رکھتا اسکی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔

"میں جیلس ہوتا ہوں جب بھی تم احمد سے بات کرتی ہو۔ اسکی تعریف کرتی ہو یا اس سے پھول لیتی ہو۔ وہ لفظ جیلس پر زور دیتا بولا۔ اس لئے آئندہ تم اس سے بات نہیں کرو گی۔"

وہ اس سے دور ہٹتا کھڑا ہوا۔

جوبات اتنے دنوں سے اسے ستار ہی تھی آج پورے حق سے وہ حکم سناتا عجوہ آفندی کے ہوش اڑا گیا۔ اس کے دل نے آج صرف اور صرف اپنی سنی تھی اپنی کی اور اب اپنی ہی کہہ رہا تھا اور سامنے بیٹھی عجوہ تو اس کے بدلتے رنگ دیکھ کر آنکھیں پٹپٹائے کچھ بھی کہنے سننے یا سمجھنے کی حالت میں نہیں تھی۔

"دادا جی کہہ رہے تھے خوش خبری ہے اسی لئے تمہیں وومٹ ہو رہی تھی۔ میں بھی سوچ رہا ہوں تمہارا برتھ ڈے آرہا ہے تو دادا جی کو یہ خوش خبری دی جائے آخر انہوں نے اپنے بال دھوپ میں سفید نہیں کئے۔"

شرارت سے کہتا وہ ایک آنکھ دبا کر دلکش ہنسی ہنستا جانے لگا جب عجوہ ہوش کی دنیا میں لوٹی اور پاس رکھا کشن اٹھا کر ابرک کو مارا جو اسکی پشت سے ٹکرا کر زمین بوس ہوا۔

"آج صبح کوئی کہہ رہا تھا عجوہ آفندی بدلہ نہ لے تو سمجھو سورج مغرب سے طلوع ہوا ہے۔"

"مجھے تمہارے بدلے کا انتظار رہے گا۔" وہ دو انگلیاں اپنے لبوں سے چھوتا اسے دیکھ کر ایک آنکھ دبا تا ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا اور عجوہ اسے موٹا سانڈ کدو اور نہ جانے کیا کیا کہتی رہی۔

ابرک کافی دیر تک کروٹ بدل کر سونے کی کوشش کرتا رہا لیکن نیند آنکھوں سے کوسو دور تھی۔ وہ کن آنکھوں سے عجوبہ کو دیکھتا پھر سے کروٹ بدل لیتا۔

"عجوبہ سکول میں اب چھٹیاں ہیں تم کیوں نہیں سو رہی ہو۔" عجوبہ اسے نظر انداز کرتی کتابوں کا ڈھیر ارد گرد لگائیں موٹے اور نرم سے رگ پر بیٹھی اپنے موبائل پر نا جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی۔

"کہیں تم شوہر کو نیند میں مارنے کے طریقے تو سرچ نہیں کر رہی؟" وہ بیڈ پر اس کے سامنے گود میں کشن رکھ کر بیٹھ گیا۔

سفید رگ پر گہرے نیلے سلک کا لباس پہنے کھلے بالوں میں اپنی انگلیاں چلاتی وہ ابرک کے جذبات کو ایک نئی سمت لے جا رہی تھی۔

اسکی نظریں عجوبہ کو پریشان کر رہی تھیں لیکن ناراضگی کا اظہار خاموش رہ کر کیا جا رہا تھا۔

"اب تو پکا یقین ہو گیا ہے تم مجھے مارنے کے طریقے سرچ کر رہی ہو۔" وہ بیڈ سے اٹھ کر عجوبہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔ عجوبہ کو موبائل کے ساتھ ابرک کا چہرہ دکھائی دینے لگا۔

"پر اہم کیا ہے تمہارے ساتھ؟ تمہیں سمجھ نہیں آرہی میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی۔" وہ اس کے کندھوں پر وزن ڈال کر اسے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔

"وجہ جان سکتا ہوں؟"

"بہت معصوم ہونہ تم؟"

"کوئی شک؟"

عجوبہ نے اسکے بال اپنے ہاتھوں میں مٹھی بنا کر جکڑ لئے۔

ابرک اسکی ہنسی پر غصے میں آگ بگولہ ہوتا اس کے ہاتھ اپنے بالوں سے ہٹانے لگا۔

"آہ جنگلی کہیں کی دور ہٹو۔" وہ چلایا۔

"میرا بھی تمہارے بارے میں یہی خیال ہے جنگلی کہیں کے۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے میری اجازت کے بغیر میری مرضی کے بغیر۔۔۔" وہ اس کے بالوں کو پہلے سے زیادہ زور سے کھینچتی غرائی۔

"تمہاری مرضی کے بغیر تمہیں کیا؟" وہ اسکی حالت سے حظ اٹھاتا بالوں پر اسکی پکڑ کی سختی سے بھی لطف اٹھا رہا تھا۔

"گندے لڑکے ہو تم!"

"ایلف کا بھی نہیں سوچا تم نے؟"

"ایلف کا اس کے ماں باپ سوچیں گے یہ میرا کام نہیں ہے۔" وہ اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں زبردستی جکڑ کر اسے اپنے نزدیک کر گیا۔

"اور میں میرا کیا جب میں تم سے الگ ہو جاؤں گی تو۔۔۔" وہ ناک کے نتھنے پھلاتی روتے ہوئے اپنی کلائیاں اس کے ہاتھوں سے چھڑوانے لگی۔

ابرک نے سختی سے اسے اپنے بالکل قریب کچھ اس طرح سے کیا کہ عجوہ کی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکرانے لگی۔

"تم میرے ساتھ رہو گی تمام عمر۔ میری بات کو مذاق مت سمجھنا عجوہ آفندی۔" وہ عجوہ آفندی پر زور دیتا اسے پیچھے کرتا وہاں سے چلا گیا۔

عجوہ کے بہتے آنسوؤں میں روانی آگئی۔

بالٹن کا موسم مزید سرد ہو گیا اکثر برف باری ہوتی رہتی یا بارش رہتی۔

سرد موسم میں لباس میں واضح تبدیلی آئی۔ نیو ایئر کی چھٹیوں میں دلوں کا موسم بھی بدل گیا۔ عجوہ اب اکثر جینز ٹاپ اور گرم کوٹ یا جیکٹس پہنتی تھی۔

"نئے سال کی آمد اور ہماری عجوہ کا برتھ ڈے۔ کتنا مزہ آئے گا۔" نشانے اپنی خوشی کا اظہار کیا اور جیڈ بھی پورے دل سے مسکرائی۔ اگر کوئی اداس تھا تو عجوہ آفندی۔

"تم جانتی ہو ابرک بھائی نے تمہارے لیے سر پر انر پلان کیا ہے۔" نشانے چہک کر کہنے پر عجوہ نے حیرت اور غصے بھرے تاثرات سے جیڈ کو گھورا۔
سوری سوری سوری۔ وہ زبان دانتوں تلے دباتی کانوں کو ہاتھ لگانے لگی۔

"تم دونوں میری فرینڈز ہو کر مجھ سے باتیں چھپانے لگی ہو۔" وہ ماتھے پر بل ڈالتی ان دونوں کو نروٹھے انداز میں کہتی اپنے سینے پر باندھتی چہرہ کھڑکی کی طرف کر کے کھڑی ہو گئی۔
"یقیناً تمہاری فرینڈز ہیں اسی لئے تو تمہاری خوشی کے لئے برا در ان لاء کا ساتھ دے رہی ہیں۔" جیڈ نے شرارت سے کہتے ہوئے اسے بیک ہگ کیا۔

مخلص دوست ملنا کسی نعمت سے کم نہیں۔ بے شک اچھے دوست بھی دولت کا بہت بڑا خزانہ ہوتے ہیں جو اپنے دوست کی خوشی غم سکھ دکھ نیز یہ کہ ہر وقت اسکے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ عجوہ آفندی بھی اس معاملے میں خاصی خوش قسمت اور لکی تھی۔ اسے جیڈ اور نشانے کی صورت میں مخلص دوستیں ملی تھیں۔
عجوہ پھیکا سا مسکرا کر پھر سے کھڑکی سے نظر آتی کشادہ بھیگی سڑک دیکھنے لگی۔

"کوئی پر اہلم ہے؟" نشانے فکر مندی سے پوچھا۔
"کیا ابرک برادران لاء مارپیٹ کرتا ہے یہ کرائم ہے۔" جیڈ بھی متفکر ہوئی۔

"اگر ایسا ہے تو فوراً عیحدہ ہو جاؤ اور ڈائیسوارس فائل کر دو۔ سڑک پر آجائے گا ابرک کا بچہ۔"
ابرک کا بچہ لفظ سن کر عجبوہ کا تہقہ گونجا۔
"اسکا انتظار تو سب کو ہے آہی نہ جائے ابرک کا بچہ۔"

"مطلب؟" وہ دونوں ایک ساتھ سوال کرتی غصے میں تھیں۔

"وہ مجھے کیا مارے گا۔ یہ ڈیپارٹمنٹ میرا ہے۔" وہ گردن اکڑا کر شان سے اپنی اہمیت بیان کرتی ایک دم پر جوش ہوئی۔

"پھر تم اکثر اداس کیوں ہو جاتی ہو؟" نشا کے سوال پر عجبوہ نے ان دونوں کو مڑ کر دیکھا۔
بیڈھ کربات کریں۔ وہ ان دونوں کو اپنے ساتھ اپنے بیڈروم میں لے گئی۔

"ایک کس تو تم کر نہیں سکی اسکا مجھ پر غصہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

"بیلا تم نے اپنا کام ٹھیک سے نہیں کیا۔ میں نیو ایئر ویکیشنرز کے بعد مجھے میری رقم واپس چاہیے۔" ایلف موبائل پر غصے سے دھاڑتی بیلا کا سانس روک گئی۔

وہ لمبا گہرا سانس لیتی نارمل سے انداز میں بولی۔

"لسن ایلف! بات تمہارے کس والی ویڈیو کو وائرل کرنے کی ہوئی تھی۔ وہ فیک کس کبھی وائرل نہیں ہوتا یہ بالٹن ہے۔ یہاں ایسی فیک کسز پر سکیڈلز نہیں بنتے اس کے لئے تم کچھ بڑا کرو۔ تم سمجھ رہی ہو میری بات؟" وہ پراسرار لہجے میں کہتی ایلف کا ماسٹڈا ریورٹ کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ وہ اپنی رقم کا مطالبہ یکسر فراموش کر گئی۔

"بڑا نہیں بہت بڑا کروں گی بیلا ڈیئر۔"

"ایسا دھماکہ کروں گی بالٹین ہی نہیں سارا ماسٹڈا ریورٹ سارا انگلینڈ یاد رکھے گا۔ ابرک آفندی صرف میرا ہے عجب وہ ملک تم میری جگہ کبھی نہیں لے سکتیں کبھی بھی نہیں۔" ایلف جنونی انداز میں بات کرنے لگی بیلا کو اس سے وحشت محسوس ہوئی جواب قہقہے لگا رہی تھی۔ بیلا نے عجلت میں کال منقطع کی۔

"سائیکو!" وہ جھرجھری لے کر بڑبڑائی۔

بیلا جیسے مفاد پرست لوگ چند سکون کی خاطر کسی کے گھر کا سکون اور چین تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور ایلف جیسے جنونی لوگ سب سے زیادہ نقصان اپنی ذات کا کرتے ہیں۔ مگر اس سب میں سوال یہ تھا آخر ایسا کونسا دھماکہ تھا جو ایلف کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"تمہارا دماغ خراب ہے؟"

تم اس دنیا کی سب سے بے وقوف لڑکی ہو۔
ایسا کام کوئی پاگل لڑکی تو کر سکتی ہے عقلمند اور نارمل انسان نہیں۔"

جیڈ اور نشا اس کے کمرے اس حصے میں بیٹھی تھیں جہاں بالکونی کو خاص طور پر ارینج کر کے ایک خوبصورت سا کارنر بنایا گیا تھا۔ نرم ملائم فروالارگ سفید دیوار پر چھوٹی چھوٹی برقی قمقموں کی لڑیاں اور ایک کمفر ٹیبل سا کاؤچ۔ سامنے ہی شیشے کا سلائیڈنگ ڈور تھا۔ یہ جگہ خاص طور پر بارش انجوائے کرنے کے لئے حال ہی میں تیار کی گئی تھی۔ اس جگہ کو اس طرح سے ارینج کیا گیا تھا کہ وہاں سکون سے بیٹھ کر پڑھا جاسکتا تھا اور بارش کو انجوائے کرتے وقت بارش سے بچا بھی جاسکتا تھا۔

عجوبہ خاموشی سے سر جھکا کر ان کی باتوں کو برداشت کر رہی تھی۔

"اپنا گھر کسی غیر کے لئے خراب کرو گی تم؟" نشا روایتی ایشین انداز میں بولی تو جیڈ کو اتنی ٹینشن میں بھی نہسی آگئی۔

"وہ دونوں محبت کرتے ہیں ایک دوسرے سے۔ میں سب جانتی ہوں تو کسی کا سکون اور خوشی کیسے برباد کروں؟"

"ابرک سے الگ ہونے میں تمہاری خوشی ہے؟" جیڈ نے عجوہ کے ہاتھ تھام کر سوال کیا۔ تینوں دوستیں آج ایک ساتھ بیٹھی گاسپ یا پڑھائی نہیں بلکہ اپنی دوست کی زندگی کی الجھن کو سلجھانے میں مصروف تھیں۔ عجوہ کا اداس رہنا ان کی برداشت کے باہر تھا۔

"میں ون سائنڈ ڈمبٹ اور ریلیشنز پر یقین نہیں رکھتی اس سے صرف اذیت ملتی ہے۔ روح چھلنی ہوتی ہے اور میں اتنی ہمت والی نہیں ہوں۔" عجوہ نے جیڈ کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آزاد کئے۔

"میںز تم اپنی خوشی اور محبت کسی غیر کے لئے قربان کر دو گی۔ محبت بھی اپنے ہی کی۔" نشانے غصے سے اسے گھورا۔

"میں نے کب کہا میں اس سے محبت کرتی ہوں۔" وہ خود سے جیسے سوال کر رہی تھی۔

"یہ تمہاری شکل پر لکھا ہے اس دن ڈنر پر کیا حال ہوا تھا تمہارا اور جب بارش میں تم دونوں ڈانس کر رہے تھے اسکی شکل پر بھی لکھا تھا وہ تم سے کتنی محبت کرتا ہے۔" جیڈ نے نرمی سے اسے سمجھانا چاہا۔

"وہ صرف سمجھوتا کر رہا ہے۔ چند سالوں تک وہ بے زار ہو جائے گا اس سمجھوتے کے رشتے سے۔" عجوہ نے ہر دلیل کا جواب جیسے پہلے ش سوچ رکھا تھا۔

"یہ کارنر پہلے نہیں تھا یہاں۔ برادران لاء نے بنوایا ہے نا تمہارے لئے؟" نشانے اسے کچھ باور کروانا چاہا۔

"فرض ادا کیا ہے اس نے وائف کے کمفرٹ کے لئے حق سے پینٹنگ نہیں بنائی میرے لئے جیسے اپنی گرل فرینڈ کی بناتا ہے۔" عجبوہ نے بھی نشانے کے انداز میں جواب دیا۔

"دیکھو عجبوہ! یہ جوک نہیں ہے تم اسکی وائف ہو اور تمہاری ساری زندگی کا فیصلہ ہے۔ ایک بار اپنی خوشی کے بارے میں سوچ کر چھوٹی سی کوشش کر لو تا کہ فیوچر میں تمہیں کوئی پچھتاوا نہ رہے۔"

جیڈ کی بات پر نشان اور عجبوہ نے اسے حیرانگی سے دیکھا۔

"تم کیا چاہتی ہو عجبوہ ابرک سے بات کرے؟" نشانے سوال کیا تو عجبوہ نے پہلے نشانے پھر جیڈ کو دیکھا۔

"میں چاہتی ہوں تم ابرک کو اپنی محبت کا احساس دلاؤ۔ صرف ایک چھوٹی سی کوشش کرو ابرک نے اس کوشش کے بعد خود تمہیں پر پوز کر دیا تو تم سیپریشن کا خیال بھی دماغ میں نہیں لاؤ گی اور اپنی خوشی کے لئے اس ریلیشن شپ کو آگے بڑھاؤ گی۔"

جیڈ کی بات ختم ہوتے ہی نشانے دونوں کو ہنسا دیا۔

"ویسے بھی وہ ایلف اتنی سیلفش ہے کہ اپنی ذات کے علاوہ اسے کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر تم ابرک کی گرل فرینڈ ہوتی اور ایلف اسکی وائف تو وہ تمہیں اسکی لائف سے کک اوٹ کرنے کے لئے کسی بھی حد تک چلی جاتی اور تم ہو کہ خود اسے اپنے گھر میں آنے کا دعوت نامہ دے رہی ہو۔"

"صرف دعوت نہیں دے رہی۔ گھر خالی کر رہی ہے اور خالی گھر میں چڑیلیں تو بسیرا کرتی ہی ہیں۔" جیڈ نے پہلی دفعہ اتنے زہریلے انداز میں اپنے غصے کا برملا اظہار کیا عجب ان دونوں کو گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ہگ کرتی نم آنکھوں سے مسکرائی۔

وہ دونوں اس کے لئے سگی بہنوں کی طرح عزیز تھیں تو وہیں خود وہ ان کی جان تھی۔

"داداجی! آپ نے دادی کے لئے کبھی سر پر انڈر پلان کیا تھا؟" ابرک ہلکی ہلکی برف باری میں داداجی کو زبردستی اپنے ساتھ واک پر لے آیا تھا۔ گرم جیکٹ پہنے گرم اونٹنی ٹوپی پہنے برف کی وجہ سے آنکھوں کو جھپک کر بات کرتا وہ چار منگ لگ رہا تھا۔

"تم ابھی جوان ہو بیٹا مگر میری بوڑھی ہڈیوں پر تو ترس کھاؤ۔" وہ واک کرتے ہوئے سرخ ناک کے ساتھ یہی جواب دے رہے تھے۔

"داداجی! سر پر انز پلان کرنا ہے۔ آپ کی بہو نے سن لیا تو کیسا سر پر انز۔" وہ چڑ گیا۔
"میری بہو فرنگی ہے اسے ہماری زبان کی سمجھ نہیں آتی۔ اردو سمجھ بھی لے تو مفہوم مشکل سے ہی جان پاتی ہے۔"
"

"داداجی!" وہ دانت پیس کر انہیں گھورنے لگا۔
"جیسمین کو اردو سمجھ آنے لگی کیا؟" وہ معصوم بن کر اس کا ضبط آزما رہے تھے۔

"میں اپنی وائف بیڑہاف آپ کی بیٹی عجوہ آفندی کی بات کر رہا ہوں۔" وہ وہیں ایک بیچ پر بیٹھ گیا۔ برف میں پاؤں دھنس رہے تھے لیکن ابرک آفندی کو پرواہ نہیں تھی پرواہ تو ابتسام آفندی کو بھی نہیں تھی۔ آخر انکا پوتا اپنی بیوی کی محبت میں پڑ گیا تھا انہیں اور کیا چاہیے تھا۔

"خوش خبری کب تک سنار ہے ہو؟" وہ پھر سے اسکی بات ٹال گئے۔

"میں فیملی پلاننگ کر رہا ہوں۔ ابھی میری عمر دیکھو یار۔" وہ جھنجھلاہٹ میں کہتا انہیں قہقہہ لگانے پر مجبور کر گیا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن یار اپنے دادا کی آخری خواہش سمجھ کر ایک پڑ پوتا تو دکھا دو۔"
"داداجی! آپ کی مرضی کا پودا نہیں اگانا باغیچے میں نہ ہی کسی مارکیٹ سے گرو سری لا کر دینی ہے۔ آپ کی چھپکلی بہو کو گلاب کی کلی بنانا ہے جو میری محبت سے کھل اٹھے۔ ابھی تو وہ اس قدر جنگلی ہے کہ ڈر لگتا ہے مجھے نیند میں

ہی مار نہ دے۔ "وہ منہ بنا کر کہتا کتنے ہی جذبوں کی شدت بیان کر گیا کہ ابتسام آفندی اسے گلے لگا کر قہقہہ لگائے بغیر رہ نہ سکے۔

"تم تو بہت دور تک نکل گئے محبت میں۔" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے خوشی سے چہکے۔

"سب آپ کی کارستانی ہے۔ ایک جوان لڑکے کے بیڈروم میں حسین دوشیزہ کو بھیج دیا۔ یہ سب تو ہونا ہی تھا۔" وہ ایکٹنگ کرتا ان سے دور ہوا۔

"اسی لئے ایسا کیا کہ تم رنگ برنگی تتلیوں کے پیچھے بھاگنے والے بھنورے نہ بنو۔ ایک ہی پھول کے مالی بن کر رہو۔ آخر یہ بال میں نے دھوپ میں سفید نہیں کئے۔"

اب دونوں دادا پوتا برف باری سے لطف اندوز ہوتے سامنے دیکھ رہے تھے۔

"مجھے اسکا احمد سے بات کرنا نہیں پسند۔" مغرور شہزادہ اب اپنی ملکیت پر اکیلے راج کرنے کی دہائی دے رہا تھا۔

گرے آنکھیں ایک الگ رنگ دکھا رہی تھیں۔ جلن اور حسد کا رقابت کا رنگ۔

"وہ اسکا دوست ہے دوستی بری چیز نہیں۔"

"پھر بھی نہیں پسند۔"

"عجوبہ سے بات کی؟" داداجی کے سوال پر اس کے لبوں پر تبسم بکھرا۔
"سمجھا دیا ہے اسے۔" وہ پراسرار طریقے سے کہتا ان کی طرف دیکھنے لگا۔
"اسے بھی تمہاری دوستی سے پر اہلم ہو سکتی ہے اس بارے میں سوچا؟"
"میری کسی سے کوئی دوستی نہیں ہے۔" وہ شانے اچکا کر کہنے لگا۔
"گرل فرینڈ؟" داداجی کے سوال پر وہ ماتھے پر بل ڈالے انہیں دیکھنے لگا۔

"میں نے کبھی کوئی گرل فرینڈ نہیں بنائی۔"

"ایلف کیا تھی پھر؟"

"وہ صرف اور صرف میری اکلوتی بیسٹ فرینڈ ہے۔" وہ انکی آنکھوں سے جھانکتا سچائی سے بولا۔

"میاں بیوی کے رشتے میں سب سے خوبصورت چیز اعتبار ہے۔ وہ نہ ہو تو کوئی رشتہ نہیں ٹک سکتا۔"

"اور دوسری اہم چیز ہے شئیرنگ۔ اپنے جذبات کی احساسات کی۔ آپ کیا چاہتے ہیں آپ کی سوچ کیا ہے۔
آپ کے پارٹنر کو آپ سے کیا توقعات ہیں۔ یہ سب کچھ بہت شئیر کرنا بہت ضروری ہے۔ ایک بار کمیونیکیشن
گیپ آجائے تو رشتہ کمزور ہو جاتا ہے اور اسے توڑنا بہت آسان ہوتا ہے۔"

ابتسام آفندی نے دھیمے لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر اسے کہا تو وہ سر ہلا کر جیسے سب سمجھ گیا۔
رشتے کی مضبوطی تو عمل کرنے سے آنی تھی اس پر عمل کرنے میں اکثر لوگ ساری زندگی گزار دیتے ہیں۔
"میں سر پرانز کیا دوں اسے؟"

"اپنے دل کا حال بتاؤ اسے۔ اس سے بہتر کوئی سر پرانز نہیں ہو گا۔"
"آپ نے کیا گفٹ دیا تھا؟ مجھے آپ جیسا شوہر بننا ہے۔" اس نے پھر سے وہی سوال کیا۔
انسان اپنے آئیڈیل کو ہر موقع پر فالو کرتا ہے۔ ابرک کے آئیڈیل اس کے دادا جی تھے وہ ہر کام انکے جیسا کرنا
چاہتا تھا۔

"وعدہ دیا تھا۔" وہ محبت سے بولے۔
"عمر بھر وفادار رہنے کا ساتھ نبھانے کا وعدہ۔" "صرف اور صرف اسی سے محبت کرنے کا وعدہ۔"
اب کی بار وہ مسکرائے۔

روئی کی طرح نرم برف گرتی جا رہی تھی۔ دور سے بیچ پر بیٹھے دوسائے نظر آرہے تھے۔
اف یہ دادا پوتے کا رومانس۔

برف باری کے اس سیزن میں دو دلوں میں محبت کے جذبے جاگ اٹھے۔ ابرک آفندی اور عجوہ آفندی نے
ایک دوسرے کو متاثر کرنے کے طریقے ڈھونڈھنے شروع کر دیے۔

"سب سے پہلے ایک دوسرے کی پسند نہ پسند جاننا ضروری ہے"

عجوبہ آفندی نے آج ابرک کی پسند جاننے کے لئے سب سے پہلے داداجی سے مدد لینے کا سوچا۔
آج اس کے پیرزمین پر نہیں ٹک رہے تھے وہ ایک بوجھ سے آزاد ہوئی تھی۔ سیڑھیوں سے دوڑتی وہ داداجی کے کمرے کی طرف اندھا دھند جا رہی تھی جب سامنے سے آتا ابرک اسے دیکھتے ہی وہیں جم گیا قدموں نے حرکت چھوڑ دی اور نگاہیں اس کے طواف میں مصروف ہو گئیں۔ لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کر لیا۔

وہ ابھی ابھی داداجی کے ساتھ واک سے واپس آیا تھا۔ سامنے اسے دیکھ کر دل کی دھڑکن نے رفتار بدلی اور اسکے نام پر رقص کرنے لگیں۔ وہ مسکرا کر اسے دیکھتا وہیں کھڑا تھا۔ عجوبہ دوڑتی ہوئی سیڑھیوں سے نیچے آرہی تھی اور وہ سیڑھیاں چڑھنے والا تھا جب عجوبہ اس سے ٹکرائی اور اسکی مضبوط گرفت میں پناہ لے لی۔
ابرک کے ہاتھ اسکی کمر پر تھے اور وہ اسکے سینے پر سر ٹکائے گہرے سانس لے رہی تھی۔ اس کی خوشبو اس کی دھڑکنوں میں ایک تلاطم برپا کر گئی۔

دونوں طرف نئی نئی محبت کا ادراک ہوا تھا۔ آج اس ٹکراؤ میں شرم جھجک اور سکون تھا۔ دونوں کے چہروں پر ایک الوہی چمک تھی۔

عجوبہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جواب بھی اسے تھامے ہوئے تھا۔

وہ مسکراتی ہوئی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اس سے دور ہوئی تو جیسے وہ ہوش میں آیا۔
"میں داداجی کے پاس جا رہی ہوں۔" وہ ہلکی سی آواز میں کہتی وہاں سے چلی گئی۔
ابرک اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر مسکراتا ہوا اپنے بیڈروم کی طرف بڑھ گیا۔

"تم کیوں جاننا چاہتی ہو؟"

"داداجی بتائیں نہ؟"

"ابرک کو اولیوز سے الرجی ہے۔ اسے سفید رنگ پسند ہے اور جھوٹ اور بے اعتباری سے اسے نفرت ہے۔"
"اور ایلف؟" عجوہ نے پھر سے اس کا ذکر کیا۔

"ابرک نے دوست بہت کم بنائے ہیں اس کے بس دو ہی دوست ہیں ایک میں اور دوسری ایلف۔"

ابتسام آفندی نے اس کے سوالوں کا جواب دیا۔

وہ اپنی کرسی سے اٹھے اور مسکرا کر اسے سرور ہاتھ رکھا۔

"خوش رہو۔"

"شکریہ داداجی۔" وہ انکے گلے لگتی وہیں ان کے پاس بیٹھ گئی۔ دونوں کتنی ہی دیر باتیں کرتے رہے۔ ڈنر کے بعد
بھی وہ ابرک کے بارے میں ان سے پوچھتی رہی۔

کہتے ہیں جس سے محبت ہو جائے اس کے بارے میں بات کرنا اسے سوچنا اچھا لگتا ہے خوشی دیتا ہے۔ آپ بھیڑ میں ہوں یا تنہا صرف وہی دکھائی دیتا ہے۔ عجوبہ بھی گھنٹوں ان سے ابرک کے بارے میں باتیں کرتی رہی۔ برف باری جاری رہی اور عجوبہ کے سوال بھی کم نہ ہوئے۔

"دونوں یہ سب باتیں آپس میں کر لو تو محبت بڑھ جائے اور رشتہ مضبوط ہو جائے۔" ابتسام آفندی نے عجوبہ کے چہرے پر بکھرے رنگ دیکھ کر کہا۔

"وہ داداجی اسے سر پر انز دینا ہے۔" وہ شرماتی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی۔

"یہ آج کل کے بچوں کے سر پر انز!" وہ اپنی چھڑی پر ہاتھ سے دباؤ ڈالتے واپس کرسی پر بیٹھ کر کتاب کا مطالعہ کرنے لگے۔

عجوبہ نے بیڈروم میں داخل ہوتے ہی ہر طرف نظر دوڑائی تو اسے ابرک کہیں نظر نہ آیا۔ وہ ڈریسنگ روم میں داخل ہوتی ابرک کی پسند کے مطابق تیار ہونے لگی۔ آج اسکی سالگرہ تھی اور ایک اچھی وائف بن کر اپنی نئی زندگی کی شروعات کرنا چاہتی تھی۔ اس نے سفید رنگ کا ایک ایشین ڈریس پہنا سلور رنگ کی بالیاں اور چوڑیاں پہن لیں۔ شرم سے جھکی پلکیں لبوں پر شرمیلی مسکان اور چہرے پر الوہی چمک۔ وہ اسکے لئے سجتی اپنے اور اس کے بارے میں سوچتی مسکرائی۔ لمبی گہری پلکوں کو مسکارا لگا کر مزید گہرا کرتی سیاہ آنکھوں

کو کا جل لگا کر مزید خوبصورت بناتی لبوں پر پنک کھر کی لپسٹک لگا کر وہ ایک ستائشی نظر اپنے عکس پر ڈالی وہ آج صرف اور صرف ابرک کے لئے سچی تھی۔ دل اس خیال پر گد گدایا۔

کمرے میں کسی کی آہٹ سے اس نے خوشی سے مڑ کر دیکھا۔

ابرک تو اسے دیکھتا ہی رہ گیا وہ سر اپا امتحان بنی اسکے سامنے تھی۔ اس کے قدم خود بہ خود عجوبہ کی طرف بڑھنے لگے۔ اس کی نظروں سے پریشان ہو کر عجوبہ کو اپنا تیار ہونا بہت غلط فیصلہ لگا وہ اٹے قدموں چلتی دیوار کے ساتھ جا لگی۔ ابرک اس کی حرکت پر ہلکا سا مسکرایا۔

"اتنی رات کو کہیں کسی پارٹی پر تو نہیں جا رہی۔" اس کے قریب کھڑے ہو کر سرگوشی کرتا وہ اسکا سانس حلق میں ہی اٹکا گیا۔ وہ اپنی نظریں اسکے چہرے پر گاڑے سر کو دائیں بائیں ہلاتی بمشکل کہہ سکی۔

"نہ۔۔۔ نہیں تو"

"شکر ہے مجھے لگا کہیں اپنی برادری کے لوگوں کے ساتھ رات کے اس پہر پارٹی کرنے جا رہی ہو۔" وہ اس کے چہرے پر اپنی شہادت کی انگلی سے لائن بناتا عجوبہ کو اپنے حواسوں میں نہ لگا۔

عجوبہ کی حالت پر وہ اپنا قہقہہ نہ روک سکا اور اس سے دور ہٹ کر ہنسنے لگا۔ عجوبہ کے دماغ نے جب اسکے الفاظ کو سمجھا تو وہ شیرنی کی طرح اس پر وار کرنے کو بڑھی۔ ابرک اسکے دونوں ہاتھ تھام کر اپنا بچاؤ کرتا بیلنس نہ رکھ پایا اور

دونوں دھڑام سے بیڈ کے اوپر جا گرے۔ ابرک کے سینے پر بازو ٹکا کر لیٹی عجوبہ کو اس کی قربت سے گھبراہٹ ہونے لگی۔

وہ اٹھنے کی کوشش کرتی تو ابرک اسے ایسا کرنے سے روک دیتا۔

"میرا دماغ خراب ہے جو میں نے جیڈ کے مشورے پر عمل کیا۔" وہ چڑ گئی۔

"اس نے کہا تھا چڑیلوں کے ساتھ پارٹی کرنے جانا؟" معصومیت کی انتہا کی گئی۔

"اس نے کہا تھا بیسٹ کو انسان سمجھ کر اس سے دل لگانے کی کوشش کرنا۔ اسے علم نہیں تھا بیسٹ کے سینے میں دل ہوتا کہاں ہے۔" وہ اپنے بازو چھڑوانے کے چکر میں روہانسی ہو گئی۔

"بیوٹی تو ہمیشہ بیسٹ کے پاس ہی رہتی ہے نا" وہ اسے اپنے اور قریب کرتا محبت سے بولا۔

نظریں اس کے چہرے پر جمائے وہ اتنی محبت سے بولا کہ عجوبہ ساری باتیں بھول گئی۔

"میرے ہاتھ چھوڑو۔" وہ منائی۔

اسکی حرکت پر وہ شوخی سے مسکرایا اور اپنے دونوں ہاتھ سر کر پاس لے جا کر ہوا میں لہرائے۔
عجوبہ شرمندہ ہوتی اس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھوں سے دباؤ ڈال کر اٹھ کر کھڑی ہوئی اور اس کو نے میں دوڑ
لگا کر چلی گئی جو خاص اسکی سٹڈی کے لئے کے لیے بنوایا گیا تھا۔

سیاہ رات میں روئی کے گالوں جیسے نرم برف چاند کی ہلکی سی روشنی میں تاریکی میں امید کی کرن کی طرح روشن
تھی جیسے عجوبہ سفید لباس زیب تن کئے ایک امید لئے ہوئے تھی کہ وہ ابرک کے تاریک دل میں اپنی محبت کی
روشنی سے اپنے لئے جگہ بنا لے گی۔ وہ ہاتھ آگے بڑھا کر برف کو پکڑنے کی چاہ میں مسکرا کر ٹھنڈی ہوا میں
گہرے سانس لیتی مسکرائی۔ ایک دلکش مسکراہٹ جو گہری ہوئی جب ابرک کا ہاتھ اپنے ہاتھ کے ساتھ نظر آیا

-

وہ اسکے پیچھے کھڑا برف کی ٹھنڈک کو اپنے ہاتھ پر محسوس کرتا چاند سی لڑکی کے چہرے پر سبے نئے رنگ اور
الوہی چمک دیکھتا خوش گوار حیرت میں مبتلا ہوا تھا۔

عجوبہ کے ہاتھ پر برف گر کر ٹھنڈے پانی میں تبدیل ہو رہی تھی۔ اسے شرارت سو جھی اور وہ ٹھنڈا ہاتھ ابرک
کے دودھیا سفید کلین شیو چہرے پر رکھتی کھل کھلا کر ہنسی جب کہ ابرک حیرت سے اس سے دور ہوا۔
وہ ابھی تک جیسے صدمے میں تھا۔ وہ ہنستی جا رہی تھی۔

"ابھی بتاتا ہوں تمہیں۔" وہ وارن کرنے کے سے انداز میں کہتا اس کی طرف لپکا لیکن وہ تیزی سے اس سے دور ہٹتی اسے انگوٹھا دکھاتی بیڈ روم میں بھاگی۔

"تم آج مجھ سے بچ نہیں سکتی عجوہ آفندی۔" وہ اس کے پیچھے بھاگا۔

"اگر تم نے مجھے پکڑ لیا تو جو تم کہو گے میں وہ کروں گی۔" ابرک اس تک پہنچا ہی تھا کہ وہ بیڈ کے اوپر کھڑی ہوتی بیڈ کی دوسری طرف سے نیچے اترنے لگی۔

"عجوہ کی بچی!" وہ مسکراتا ہوا اسے پکڑتا ہاتھ میں اس کا سفید جالی دار دوپٹہ ہی تھام سکا۔

"کدو تم نہیں پکڑ سکتے مجھے۔" اس کے چیلنجنگ انداز پر وہ بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اسے کلائی سے تھام گیا جو پھولے تنفس سے اس کے سینے پر سرٹکائے سانس بحال کرنے لگی۔

وہ دونوں اب بالکونی میں بیٹھے برف باری دیکھ رہے تھے۔ سردی سے بچنے کے لئے بلینکٹ اپنے شانوں پر پھیلائے وہ گھنٹوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے۔

عجوبہ اسکے کندھے پر سر ٹکائے اسکی باتوں پر مسکرا رہی تھی اسکے ہر ذکر میں داد ا جی اسکی مام اور عجوبہ تھے۔ ایلف کا ذکر تک نہیں تھا یہی بات اسکے دل کو سکون بخشی مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی اور ابرک اس کے گال سہلاتا خوش تھا۔ اسے اپنی فیملنگز کو سمجھنے میں جو وقت لگا سولگا اسے عجوبہ کو اذکار یقین دلانے کے لئے کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی وہ اس پر یقین کر رہی تھی۔ الارم کی آواز پہ وہ عجوبہ سے الگ ہوا تو وہ آنکھوں میں حیرت سموئے اسے دیکھنے لگی۔

"پپی برتھ ڈے مائے وائف!" وہ اسکی پیشانی چوم کر اسے وش کرتا مسکرانے پر مجبور کر گیا۔
"تھینک یو ڈیر ہز بنڈ!" اس کے گلے لگتی اس حسین پل کو یاد گار بنا گئی۔

"کیا گفٹ چاہیے تمہیں؟"

"تمہارا ساتھ۔" ابرک اسکے ہاتھ کی پشت کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتا مسکرایا۔
"ڈن!" وہ کچھ زیادہ ہی سخی بن رہا تھا۔ عجوبہ کو اسکی تابعداری پر ہنسی آئی۔

"وعدہ!" اس نے اپنی چوڑی ہتھیلی عجوبہ کے سامنے کی تو وہ اس پر اپنا نازک ہاتھ تھما گئی۔

"تم کچھ زیادہ ہی سخی نہیں بن رہے؟"

"تمہاری اٹھاریں برتھ ڈے اب تک کی سب سے یاد گار برتھ ڈے ہو گی اسے تم کبھی نہیں بھولو گی۔"

ابرک نے نرمی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عجوه سو جاؤ یا ر!"

یہ کوئی دسویں دفعہ تھا جب عجوه نے کہنی کے بل لیٹ کر ابرک کی طرف چہرہ کر کے اسے سوال کیا تھا اور ابرک نے یہی جواب دیا تھا۔

"پلیز ابرک بتا دو کیا گفٹ ہے؟ جب تک مجھے سر پر انڑ پتہ نہ چل جائے میرے پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے۔"

عجوه کی بات پر ابرک نے بند آنکھوں سے ہی اسے اپنے قریب کیا اور اسکا سر زبردستی اپنے سینے پر رکھتا مضبوطی سے اسکا سر تھامتا پھر سے سو گیا۔

عجوه بھی کبھی خوشی سے اور کبھی حیرت سے اسے دیکھ کر آنکھیں موند گئی۔ دونوں کے چہروں پر مسکان تھی۔

"عشق کرتا ہے جب اسیر"

"برادران لاء یہ سب خود کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ایونٹ آرگنائزر کرتورہا ہے سب۔" نشانے اسے چھوٹے چھوٹے چمکیلے ستاروں کی لڑیاں تھماتے ہوئے مفید مشورہ دیا۔

"تم اپنی بیسٹ فرینڈ کے لئے تھوڑی سی محنت نہیں کر سکتی؟" ابرک نے جبرے بھیج کر اسے دیکھا۔

"مجھے اس طرح مت گھوریں۔ بہت ڈر لگتا ہے۔ اتنی مشکل سے تو ہماری دوستی ہوئی ہے۔" وہ اسے لڑیاں پکڑتی منہ بناتی بولی۔

"اگر تم چاہتی ہو ہماری یہ دوستی برقرار رہے تو عجوبہ کی سرپر انزبر تھ ڈے پارٹی سرپر انز ڈر ہے۔ ڈیڈ کی نیو ایر پارٹی سے الگ جہاں صرف میں عجوبہ کے ساتھ سیلبریٹ کروں۔"

وہ ایک جذب سے کہتا لبوں پر خوبصورت مسکان سجائے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ بھی چلا رہا تھا جو تیاری میں مصروف تھے۔

"ہاؤرومانٹک برادران لاء!" وہ داد دیتی خوشی سے اسکے سارے آرڈرز فالو کرنے لگی۔ ابرک تمام تر توجہ سے درخت کو سجانے میں لگا تھا اچانک اسکا پیر پھسلا اسے نیچے گرتے دیکھ نکشا ہاتھ میں پکڑا تمام سامان برقی قمقموں کی لڑیاں اور سب وہیں پھینکتی ایک دل خراش چیخ مارتی اسکی طرف لپکی۔

"جیڈ یہ کیا طریقہ ہے نکا کیسے نہیں آئی؟ ہر سال ہم نیو ایر کے لئے ایک ساتھ شاپنگ کرتے ہیں پھر پارٹی کرتے ہیں وہ کیسے بھول گئی۔"

"اسکی مام نے اسے گھر سے نکلنے ہی نہیں دیا کسی لڑکے سے ملو انا ہے۔ ٹیپیکل ایشین مامز یونو۔" جیڈ ہڑبڑاہٹ میں بات بناتی اسے شاپنگ میں مصروف کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

جیڈ اسے لئے کبھی کسی برینڈ کی سیل تو کبھی کسی ریسٹورنٹ میں بے مقصد گھماتی رہی۔

"تم دونوں نے کہا تھا کہ میں ابرک کے ساتھ اپنے رشتے کے لئے سوچوں؟ اپنی جگہ کسی کے لئے چھوڑ دینا عقلمندی نہیں۔" وہ اپنے سامنے میز پر رکھے کھانے کی پلیٹس کو ایک طرف کرتی کہنیاں میز پر ٹکا کر بیٹھ گئی۔

"یہ اتنا بھی مشکل نہیں تم اداس کیوں ہو رہی ہو؟" جیڈ نے کھانے سے انصاف کرتے ہوئے کہا۔
"میں کوشش کروں گی اس کے ساتھ اس رشتے میں بندھے رہنے کی لیکن اس نے چیٹنگ کی تو اسی وقت اسے
چھوڑ دوں گی نہ کسی وصیت کا سوچوں گی نہ کسی احسان کا۔ میں گھٹ گھٹ کر نہیں جی سکتی۔"

اسکے تیور دیکھ کر جیڈ نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔

"ایسے گھور کر مت دیکھو اس کام میں ابرک ماہر ہے مجال ہے جو کبھی محبت سے دیکھا ہو۔" نظروں کے سامنے
کتنے ہی لمحے گزرے جب وہ اسے محبت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ جھر جھری لیتی کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی۔
"تمہیں جھوٹ بولنا نہیں آتا عجوبہ۔" جیڈ نے مسکرا کر کہا تو شر میلی مسکان اسکے لبوں پر سج گئی۔
"تم سب نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔" وہ جھنجھلا کر کہتی کانٹے میں چکن کا ٹکرا منہ میں ڈال کر کھانے لگی۔
جب عجوبہ کے موبائل پر آتی کال پر وہ بد دلی سے کال اٹھاتی اس کی کلاس لینے لگی۔
"نشا مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی آج کے بعد اپنی شکل مت دکھانا مجھے۔" عجوبہ نے غصے سے کہتے ہوئے کل
منقطع کرنے ہی والی تھی نشا کی آواز پر ایسا نہ کر سکی۔

"عجوبہ تم کہاں ہو؟" نشا کی پریشان سی آواز سن کر وہ بے چین ہوئی۔

"کیا بات ہے نشا سب ٹھیک ہے" جیڈ بھی عجوبہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

"تم پلیز جلدی سے آ جاؤ میں ایڈریس بھیجتی ہوں۔"

"کیا بات ہے نشا؟ آنٹی ٹھیک ہیں؟" عجوبہ متفکر ہوئی۔

"ابرک کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔" نشانے پریشانی سے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کیا؟ کب؟؟ کیسے؟؟؟" وہ فوراً اپنی کرسی اٹھتی پارکنگ کی طرف دوڑی۔
"عجوبہ کیا ہوا ہے لسن ٹومی ایٹ لیسٹ۔" جیڈ اسے آوازیں دیتی اسکے پیچھے لپکی۔
"جیڈ وہ ابرک!" حواس باختہ سی کہتی وہ اپنے آنسو روکنے لگی جو اسکی سن نہیں رہے تھے۔

"کیا ہوا ہے پلیز عجوبہ بتاؤ مجھے؟"

"ابرک۔۔۔" بولتے ہوئے اسکے ناک کے نتھنے پھول گئے۔

"ابرک کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔" بمشکل کہتے ہوئے وہ جیڈ کے ہاتھ تھام کر رونے لگی۔

"عجوبہ سنبھالو خود کو کچھ نہیں ہو گا ابرک کو۔"

تم گاڑی میں بیٹھو۔ "جیڈ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتی اپنی لال رنگ کی چھوٹی کار میں بیٹھتی اسے ایڈریس پوچھنے لگی۔

ریش کے باوجود وہ ریش ڈرائیو کرتے نشا کے بتائے ایڈریس پر پہنچی۔

نشا ابرک کے ہاتھ پر پٹی باندھ رہی تھی جب عجوبہ اور جیڈ اس بیچ ہاؤس پر پہنچیں تھیں۔

عجوبہ بھاگتی ہوئی اندر آئی تھی ابرک لے نشا سے اپنا ہاتھ چھڑوایا وہ ابھی کھڑا ہی ہوا تھا جب عجوبہ آندھی طوفان کی

طرح دوڑتی ہوئی آئی اور اسکے گلے لگ گئی۔

ابرک اس کے گرد اپنا حصار بناتا اسے خاموش کروانے میں مشغول ہو گیا۔

جیڈ اور نشا اپنی ہنسی دباتی خود ان دونوں کی پراسیو سی کا خیال کرتی وہاں سے چلی گئیں۔

"زیادہ چوٹ آئی ہے؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں ریلیکس!"

عجوبہ ایک جھٹکے سے اس سے الگ ہوتی غصے سے اسے دیکھنے لگی۔

ابرک کو اسکا ایک دم بدلتا رویہ سمجھ نہ آیا۔

"تم بالکل ٹھیک ہو تو جھوٹ کیوں بولا۔" وہ بھرتی اسکی طرف بڑھی اور اسکے سینے پر مکا جڑ دیا۔

"دماغ خراب ہے تمہارا؟ ابھی پاگل ہو رہی تھی میری فکر میں اور اب؟"

"ہاں میرا دماغ خراب ہے جو تمہاری فکر میں پاگل ہو رہی تھی۔ تم ہٹے کٹے صحت مند میرے سامنے کھڑے ہو

لیکن میرا اس خبر سے ہارٹ فیل ہو جاتا تو؟"

"ایک بات کان کھول کر سن لو اب اگر تم نے اپنا خیال نہ رکھا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

ابرک اسکی دھمکی پر محفوظ ہوتا دو قدم آگے بڑھا اور چاند سی لڑکی کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

"تم میرے لئے مجھ سے ہی لڑ رہی ہو؟" عجوہ اسکے ہاتھ جھٹک کر مڑی جب ابرک نے اسکی کلائی تھام کر اس کے

قدم زنجیر کر دئے۔

"تمہارا ہارٹ فیل نہیں ہونے دے گا ابرک آفندی۔ اپنی سانسیں دے کر بھی تمہیں زندگی بخشی پڑی تو پیچھے

نہیں ہٹوں گا۔" ابرک محبت کا امرت گھولتا اس کی طرف بڑھا اور وہ ساکت کھڑی ساحر کے سحر میں کھو گئی۔

"میں نے سوچا تھا تمہارا ابرتھ ڈے یاد گار بناؤں گا اور آج تم نے مجھے گفٹ دے دیا۔" وہ اسے کلائی سے کھینچتا

اپنے نزدیک کرتا اسکا ہاتھ اپنے دل پر رکھتا نظریں اسکی سیاہ آنکھوں پر جمائے ہوئے تھا۔

عجوہ کے پیر جیسے زمین سے جڑ گئے۔ وہ ہلنے سے قاصر تھی۔ ابرک اس کے قریب ہوتا اس کے کان میں سر

گوشی کرتا اسکا ہاتھ چھوڑ چکا تھا۔ ہوا میں اسکا ہاتھ معلق رہ گیا ساحر اپنا سحر پھونک کا جا چکا تھا۔ وہ اس کے سحر میں

جکڑی کتنے ہی لمحے وہیں اسی طرح کھڑی رہی کتنے ہی لمحے بیت گئے موبائل کی بیل پر وہ ہوش میں آئی۔

موبائل کان سے لگاتی وہ ارد گرد دیکھتی وہ اس کا بیج سے باہر چلی گئی۔

جب وہ اس کاٹیج میں داخل ہوئی تھی اس کے ہوش گم تھے۔ اب ہوش آیا تھا تو وہ ہر ایک چیز کو دیکھتی خوش گوار حیرت میں مبتلا ہوئی۔

ابرک رنگ برنگے پھولوں سے سبھی ایک جگہ تیار کر رہا تھا وہ پھولوں کی لڑیوں سے اسے سجانے میں مصروف تھا۔ سلکی بال ماتھے پر آتے اسے پریشان کر رہے تھے۔ گرے آنکھیں بڑے انہماک سے ساری سجاوٹ دیکھ مطمئن ہوتی پلٹی تھیں جب سامنے سے عجوبہ کھڑی دکھائی دی۔

"تمہارا دماغ خراب ہے جو تم یہ سب کر رہے ہو؟"

وہ ابرک کی طرف بڑھی ہی تھی کہ پاؤں میں برقی قمقموں کی لڑی الجھنے سے اسکا توازن خراب ہوا اور وہ اپنے ہاتھ ہوا میں لہراتی آنکھیں موندیں ہوئے انتظار میں تھی اب گری کہ اب گری۔

ابرک ہوا کی سی تیزی سے سارا سامان وہیں پھینکتا اسکی طرف لپکا۔ عجوبہ اس سے کچھ فاصلے پر تھی ابرک جگہ کو پھلانگتا پھرتی سے اس تک پہنچا اور اسکا ہاتھ تھام کر اسے اپنی طرف کھینچا عجوبہ اس سے ٹکرائی۔ تصادم اتنا اچانک تھا کہ ابرک کمر کے بل پھولوں سے سبھی اس جگہ کی سیٹ پر گر اور عجوبہ اس کے اوپر تھی۔ سارے پھول ہوا میں اچھلتے ایسا منظر پیش کر رہے تھے جیسے ان دونوں پر پھولوں کی برسات ہو رہی ہو۔ ابرک نے اپنے بائیں ہتھیلی کو جگہ پر بنی سیٹ پر وزن ڈال کر اٹھا چاہا اسکا دایاں ہاتھ عجوبہ کی کمر پر تھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش میں ناکام ہوتا واپس لیٹ گیا۔

عجوبہ کے سارے بال اس کے چہرے پر تھے وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے ابرک کے سینے پر دباؤ ڈالتی اٹھنے کی سعی کرتی ناکام ہو کر اس پر پھر سے جاگری۔ دونوں ہی اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔
"مجھے کچھ دکھائی بھی نہیں دے رہا۔ عجوبہ نے اپنے بالوں کو چہرے سے ہٹانے کی ناکام کوشش کی۔"

"تم ہلنا بند کرو تو میں اٹھوں۔" وہ چڑ کر اسے گھوری سے نوازتا اپنے مزید اپنے قریب کر گیا۔
ابرک نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کے چہرے سے بال ہٹائے تو ایسا لگا جیسے بادلوں میں سے چاند نکل آیا ہو۔
اسکے بالوں میں پھولوں کی پتیاں اٹک چکی تھیں۔ وہ مبہوت سا اسے دیکھنے لگا۔
وہ سیاہ مقناطیسی آنکھیں اس کے بے حد قریب تھیں۔ عجوبہ نے پھر سے اٹھنا چاہا لیکن اسکی گرفت مضبوط تھی۔

وہ سر اٹھا کر اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتی نظر جھکانا بھول گئی۔ دونوں ٹکلی باندھے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ عین اسی وقت عجوبہ کا ہاتھ ابرک کے زخمی ہاتھ پر لگا جو اس کی کمر پر تھا وہ درد سے کراہتا ماتھے پر بل ڈالے اسے تکتے لگا۔ لمحوں کا فسوں تھا جو گزر چکا تھا مگر اسکی چاشنی ان کی زندگی میں گھل گئی تھی۔

"ویٹ!" وہ اسے آرڈر دیتا اسکی کمر میں ہاتھ رکھے گھوما اب وہ اسکے اوپر تھا۔ اپنے دونوں ہاتھوں پر وزن ڈال کر اٹھتا وہ جب کرتا نیچے اترا۔

عجوبہ اٹھ کر بیٹھتی اپنے بالوں کو ہاتھوں سے سنوار رہی تھی جب ابرک نے اسے کمر سے پکڑ کر نیچے اتارا وہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی اور ابرک مسکراتا ہوا اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

اپنی زندگی کے اٹھارہ سالوں میں پہلی دفع ایسا ہوا تھا جب وہ کسی کو دیکھ کر سکون سے مسکرایا تھا۔ اپنے دل کی آواز پر وہ من و عن عمل کر رہا تھا۔ تمام تر خوشیاں اس ایک پل میں سمٹ گئیں۔ عجب وہ نے ناگوار نظروں سے اسے دیکھا۔

"سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے نہ تم گرتے نہ نشا مجھے کال کرتی اور نہ ہی میں یہاں آکر اس طرح کرتی۔"

"مجھے بہت خوشی ہے کہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔" وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔

"اگر میں نہ گرتا تو تم پاگلوں کی طرح دوڑتی ہوئی یہاں کیسے آتی اور مجھے ہگ کرتی۔" عجب وہ کا دل دھڑکا تھا اس کی بات پر۔ وہ اسے دھکا دیتی جانے لگی جب ابرک نے اسکی کلائی تھام کر اسے روک لیا۔

"ایک دفعہ آگئی ہو اب جانے نہیں دوں گا۔" وہ اسے اپنے قریب کھینچتا اس کے کانوں میں سحر پھونکنے لگا۔ وہ خود اپنے انداز پر اپنے رویے پر حیران تھا۔ آج سے پہلے اس نے ایسا کبھی محسوس ہی نہیں کیا تھا۔ آج سے پہلے اسے اپنے لئے کسی کا پریشان ہونا فکر کرنا اتنا اچھا نہیں لگا تھا۔ وہ اسے خفا ہو کر لڑتی ہوئی بھی اچھی لگ رہی تھی۔ اسکا چلانا اسے کسی سریلے گیت سے کم نہ لگ رہا تھا۔

"اگر میں گر کر زخمی نہ ہوتا تو چاند سی لڑکی دیدار کیسے ہوتا؟" وہ اسکے کان میں اتنی ہلکی آواز میں بولا کہ عجب وہ خود میں سمٹ کر رہ گئی۔

رہی بات تمہارے کرنے کی تو میں ہوں تمہیں سنبھالنے کے لئے ہمیشہ۔ وہ اسے ساکت کھڑا چھوڑ خود اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

عجوبہ کی بے ہنگم دھڑکنیں اسے کچھ بھی سمجھنے نہیں دے رہیں تھیں۔

ابرک نے اس کے چہرے کو چومتی لٹوں کو کان کے پیچھے کیا تو اسکی انگلیوں کی پوروں کے لمس سے جیسے اس کے بے جان وجود میں حرکت سی آئی۔ حسیات بے دار ہو گئیں۔ دھڑکنوں نے بے ترتیبی سے دھڑکنا شروع کر دیا۔

ابرک کے ہاتھوں پیروں نے جیسے خود بہ خود حرکت شروع کر دی۔ اسکا دل بار بار اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور دماغ اسے ڈپٹ کر شانت رہنے کا کہہ رہا تھا۔ لیکن دل اور دماغ میں کبھی دماغ جیتا بھی ہے جو آج کچھ الگ اور نیا ہو جاتا۔ دل ضدی بچے کی طرح اسکی قربت کی ضد کرنے لگا اور وہ اس ضد کے آگے گھٹنے ٹیکتا اس کی طرف پیش قدمی کرنے لگا۔

وہ مغرور شہزادہ اس چاند سی لڑکی کی طرف بڑھتا اسکا روشن چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرے دل کی سن کر گستاخی کرنے پر آمادہ تھا۔

"تم نے کہا تھا میری برتھ ڈے یاد گار ہوگی۔ یہ ہے یاد گار برتھ ڈے۔ نہ کوئی گفٹ نہ کوئی پارٹی۔" وہ گھبراہٹ میں اس کا ہاتھ جھٹک کر لرزتی پلکوں کے ساتھ کپکپاتی آواز میں بولنے لگی۔

"سرپر از تھا حسین لڑکی کو اپنے زندگی میں شامل کرنے کے لئے۔" اس نے بالوں کو ہاتھ سے ماتھے سے ہٹایا اور نگہی کی طرف اشارہ کیا۔ عجوہ بمشکل اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ نظریں تو اسکے دلکش نقوش پر ٹکیں تھیں جو کچھ سمجھنے نہیں دے رہیں تھیں۔ وہ منہ بند کرتی ہاں میں سر ہلانے لگی۔

"حسین اور میں۔ اس وقت ان گھونسلہ نما بالوں میں عام سے حلیے میں اور تو اور میں میک اپ بھی نہیں کیا ہوا۔" خود کو کمتر سمجھتی وہ بول گئی۔ ابرک نے عجیب نظر سے اسے دیکھا۔

"میرا گفٹ؟" وہ پھر سے استفسار کرنے لگی۔

"گفٹ ابھی دینے لگا تھا تم نے قبول نہیں کیا۔" وہ جل بھن کر کہتا اپنی اتنے گھنٹوں کی محنت اور داداجی کے پلان کو فلاپ ہوتا دیکھ کر افسردہ ہوا۔

"کو نسا گفٹ؟"

"میں بھی سوچوں وہ عجوہ ہی کیا جو کچھ کہے بغیر میری کسی بات کو سن لے۔" وہ اسکی نا سمجھی پر سر جھٹکتا پھولوں کو اٹھا کر دیکھنے لگا۔

عجوہ اس کا مطلب سمجھتی منہ بنا کر اس کی مدد کی غرض سے اسکے سامنے آئی۔

"بغیر گھوڑے والی نگہی دیکھ کر سرپر از ڈ نہیں ہونا تھا میں نے۔" وہ پھولوں کو افسوس سے دیکھتی لائنس والی لڑیاں اٹھا کر اس میں رکھتی شرارت سے مسکرائی۔

"پھر کیسے ہونا تھا سرپر از ڈ؟" وہ اپنی محنت پر پانی پھر تا دیکھ آگ بگولہ ہوا۔

"اتنے امیر کبیر ہر بینڈ ہو۔ ڈائمنڈ ز گفٹ کرتے تو میں خوشی سے پاگل ہو جاتی۔"

اس کے لبوں پر شیر مسکراہٹ دیکھ کر ابرک کا پارہ مزید چڑھا۔

"پہلے سے پاگل بیوی کو مزید پاگل کر دیتا تو وہ مجھے مار ہی دیتی۔" وہ خفا ہوتا وہاں موجود ایک کمرے کی طرف بڑھا۔

"میں پاگل ہوں تو عقلمند کون ہے؟" وہ اس کے ساتھ چلتی اندر داخل ہوئی جہاں جہاں نظر ٹھہرتی اسی طرف پھولوں سے سے سجا کر نظر آتا۔

"یہ کب کیا تم نے؟"

"جب تم شاپنگ کرنے میں مصروف تھی۔"

وہ بناٹے بیڈروم کی طرف بڑھ گیا۔

عجوبہ بھی اسکے پیچھے چلتی مسکراتی جا رہی تھی۔

بیڈروم میں ہر طرف ابرک اور عجوبہ کی تصاویر تھیں۔ ریڈ میکسی اور بلیک ٹیکسٹو میں بنوائیں انکی وہ تصاویر بھی تھیں جو نیوز پیپر میں دینی تھیں۔ عجوبہ منہ کھولے سب دیکھ رہی تھی اور ابرک اس کے سر پر انڈھونے پر ریلکس ہو گیا۔

"کچھ تو پسند آیا تمہیں۔ اسے خوش دیکھ وہ بھی خوش ہو گیا۔" اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا یہ لڑکی اس پر حاوی ہوتی جا رہی ہے۔ اسکے خوش ہونے پر وہ خوش اور ادا اس ہونے پر غصہ کرنے یا ناراض ہونے لگا ہے۔

"یو آر دابیسٹ ہر بینڈ۔" وہ اسے ہگ کرتی مسکراتی ہوئی بولی۔

"تھینک یو ڈیر وائف۔" وہ اسکی تعریف قبول کرتا اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اسکی پیشانی پر بوسہ دیتا منہ زور ہوتے جذبات پر اسکا گال چومتا اس سے دور ہوا۔ وہ حیرت سے آنکھیں بڑی کر کے اسے دیکھنے لگی جو انجان بنا کمرے کی سجاوٹ دیکھنے میں مصروف ہو گیا تھا وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھتی دل سے مسکرائی۔

"گیسٹ آچکے ہیں۔ تمہیں اپنے پلان کو آج ہی پورا کرنا ہے مجھے وہ گنوار میرے بیٹے کی زندگی سے باہر چاہیے۔"

"ڈونٹ وری انکل ابرار! آج وہ سب کو خوب انٹرٹین کرے گی۔"

"تمہارے اس بے بی والے پلان کا کیا بنا؟"

"آپ کو بہت جلدی ہے دادا بننے کی؟"

ایلف نے اپنی لٹ کان کے پیچھے کرتے ہوئے موبائل دائیں ہاتھ سے ہٹا کر بائیں ہاتھ میں تھاما۔

ابرار بلیو ٹوٹھ کان میں لگائے بظاہر کسی فائل کی ورق گردانی کرتا اس سے بات کرنے میں مصروف تھا۔

"ابرک آفندی کا ابھی باپ بننے کا کوئی ارادہ نہیں۔ گرل فرہنڈ کو ماں بنانے کا پلان کب بنے گا اسکا؟" وہ طنز کرتا

ابرک کی اس دن کی باتوں کو یاد کر تا بد مزہ ہوا۔

"انکل! وہ سب آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ مسز ابرار سے کہیں اپنے میڈیا سیل کو خبردار کر دے آج رات انہیں

بہت مصالحہ دار نیوز ملنے والی ہیں۔"

"تم بس اپنا کام کرو باقی سب مجھ پر چھوڑ دو۔" ابرار اسے آرڈر دیتا کال منقطع کر چکا تھا۔

"یہ ہمارا روم نہیں ہے ابرک۔" عجوہ نے جھجھکتے ہوئے اسے خود سے دور کیا۔
"تمہارا ابر تھوڑے یادگار بنانے کا تم موقع ہی نہیں دے رہی۔" وہ اپنے سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا دلکشی سے مسکرایا۔

"تم نے یہ سب بہت یادگار بنا دیا ہے ابرک۔ ایسا ابر تھوڑے میں نے کبھی سیلیبریٹ نہیں کیا۔" عجوہ اپنی اور اسکی ربن سے بندھی غباروں پر سچی تصاویر کو دیکھتی خوش تھی۔ اس کے اب تک کے تمام خدشے غلط ثابت ہوئے تھے۔ اسکے پیر ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

جب پیر زمین سے لگنا چھوڑ دیں تو واپس زمین پر گرنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ عجوہ کو حقیقت کتنی زور سے زمین پر پٹخنے والی تھی اسکا اندازہ اسے نہیں تھا۔

ابرک اسے خوش دیکھتا اس سے زیادہ خود خوش تھا۔ یہی چمک اور خوشی تو دیکھنا چاہتا تھا۔ اسکی محنت رائیگاں نہیں گئی تھی۔ اسکی خوشیوں پر ادا اسی کے سائے منڈلا رہے تھے جن سے وہ اب تک انجان تھا۔

"میرا گفٹ؟ قسم سے کل رات سے پیٹ میں درد ہے اب میرا گفٹ بتا دو کیا ہے؟"
وہ اسکے سامنے آنکھیں پٹپٹاتی خوشی سے سوال کر رہی تھی جب ابرک نے اسکا ہاتھ تھام کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"تمہارا گفٹ تمہیں آفندی پیلس میں ملے گا مسز ابرک آفندی۔" وہ مزید کوئی گستاخی کرتا اس سے پہلے ہی احمد جیڈنشا اور حاشر وہاں کیک لئے داخل ہوئے۔

"ہم اندر آرہے ہیں۔" نشانے شوخ لہجے میں کہا اور سبھی اندر داخل ہوئے۔

چاکلیٹ کیک پر سنڈریلا کے روپ میں عجوہ بنی تھی۔

"سرپر انزڈ!" وہ ابرک کو سرگوشی میں کہتی سب کی برتھ ڈے وشز کا جواب دیتی کینڈلز بلو کرتی کیک کاٹنے لگی

-

آفندی پبلس میں بالٹن کی سب سے شاندار نیو ایر پارٹی منعقد کی جاتی تھی۔ آج بھی جوش اور جذبے سے پارٹی رکھی گئی تھی۔

بالٹن کی ایلٹ کلاس وہاں موجود تھی۔ چست اور چھوٹے لباس میں لڑکیاں اور عورتیں عمر اور جنس کا فرق بھول کر ڈرننگ اور ڈانسنگ میں مشغول تھیں۔ مردوں کے شانہ بشانہ وہ جھوم رہیں تھیں۔ کچھ لوگ ہاتھوں میں وائن گلاسز پکڑے باتوں میں مصروف تھے۔ وہیں ایک کونے میں ابتسام آفندی، زیشان اور حرا بیٹھے تھے۔ جیڈ اور نشا بھی ان کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔ احمد کچھ دیر ابرار کے ساتھ مختلف لوگوں سے ملتا رہا پھر ابتسام کے پاس چلا گیا۔

جیسمین ہاتھ میں وائن گلاس تھا مے بلیک کلر کا گھٹنوں تک آتا پارٹی ڈریس پہنے ابرار کے ساتھ کھڑی تھی جوہ بھی ہاتھ میں وائن گلاس تھا مے ہوئے تھا۔

جیسمین نے ابرار کے چہرے کے قریب ہو کر اسکے کان میں سرگوشی کی۔

"ان غریبوں کو بھی آفندی پبلس کی پارٹی دیکھنا نصیب ہونا تھا یہ وقت دیکھنے سے پہلے۔۔۔"

"جیسمین!" ابرار نے اسے ٹوکا۔

"یس ہنی!" وہ اسکے گال پر اپنے خوبصورت دودھیا ہاتھ کی سرخ نیل پینٹ والی انگلی سے لکیر بناتی مدہوش سی بولی۔

"میڈیا کو بلایا ہے نا پارٹی میں؟"
"آفکورس ہنی!" وہ مسکرائی۔

پارٹی میں ہونے والی ایک ایک اکیٹیویٹی خواہ وہ کسی بھی طرح کی ہو میڈیا کو بریکنگ نیوز کی صورت ملے گی۔
"ڈونٹ وری ہنی!" وہ اسکے گال کا بوسہ لیتی اسکی طرف دیکھ کر مڑی۔ ابرا اسکی طرف وائن گلاس ہوا میں لہرا کر چمیرز کہتا باتوں میں مصروف ہو گیا۔

ایلف سرخ رنگ کا بیک لیس لانگ میکسی سٹائل گاؤن زیب تن کئے پارٹی میں داخل ہوئی تو سب کی نظریں اپنی جانب مبذول کروانے میں وہ کامیاب ہو گئی۔ سب اس حسین دوشیزہ کو دیکھتے سراہ رہے تھے۔ بیلا بھی ایلف کے ہمراہ تھی۔

"لاسٹ ٹائم جو حرکت تم نے پلے میں کی میں نے تمہیں معاف کر دیا لیکن اگر آج تم اس پارٹی میں اپنا کام کرنے میں ناکام ہوئی تو سمجھ لینا ایلف تمہاری سب سے بڑی دشمن ہے۔" ایلف اسے حکمیہ انداز میں وارننگ دیتی خود جیسمین سے ملنے چلی گئی۔

"ابرک تمہیں منہ نہیں لگاتا میں ثبوت کہاں سے بناؤں" وہ جل بھن کر پیر پٹختی جیڈ کے پاس چلی گئی۔

"ابرک ہٹ جاؤ سامنے سے مجھے تیار ہونا ہے۔"

ابرک کب سے اپنے بال بنانے میں مصروف تھا اور عجوہ اسے پیچھے کرتی خود تیار ہونے میں لگی تھی۔

"میرے لئے تیار ہونا ہے تم نے اور میں تمہیں ہر روپ میں قبول کر چکا ہوں۔ کوئی ضرورت نہیں تیاری کی۔" وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر پیچھے کرتا اپنے بالوں پر جیل لگانے لگا۔

"کسی غلط فہمی میں مت رہنا میں اپنے لئے تیار ہو رہی ہوں۔" وہ لائیز لگاتی اسے دھکا دینا نہ بھولی۔

"تم کیوں تیار ہو رہے ہو اتنا لڑکیوں کی طرح؟"

"لڑکیوں کی طرح نہیں مس چھپکلی ایکٹرز کی طرح۔" وہ سفید رنگ کے ڈنر جیکٹ سوٹ میں سیاہ ٹائی لگائے کلین شیو میں پرنس چارمنگ لگ رہا تھا۔ گرے آنکھیں خوشی سے چمک رہیں تھیں۔ لبوں پر تبسم بکھیرے وہ عجبہ کے گال کا بوسہ لیتا آئینے کے سامنے سے ہٹ گیا۔

"میری ہی غلطی ہے ہیری کو بلوالیتی۔" وہ اسکی حرکت پر چند پل ساکت ہوئی پھر منہ بناتی بولی۔

"تم سادگی میں بھی قیامت کی ادار کھتی ہو۔"

ہماری سپیشل نائٹ کے لئے تناسب کرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ اسکے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے بگاڑتا ایک آنکھ دبا کر آئینے میں اپنا اور اسکا عکس دیکھنے لگا۔

"تم ہو ہی کدو۔" وہ اپنے چہرے پر بکھری لٹوں کو پھونک مار کر اڑاتی چلائی۔

"تم میری چھپکلی۔" وہ اپنی شرارت پر خوش ہوتا پرفیوم ہاتھ میں تھا مے عجبہ کی گردن پر سپرے کرتا اسکی گردن پر پیار بھری شرارت کرتا پیچھے ہٹا۔ لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی جو کسی کو بھی اپنا دیوانہ کر لے۔ عجبہ بھی اس سحر میں قید ہو چکی تھی۔

"اب تیار ہو بھی جاؤ؟" وہ اسکا کھلا دیکھ اسکی ٹھوڑی پر اپنی انگلی رکھتا بولا تو وہ منہ بند کرتی رخ موڑ گئی۔

"دفع ہو جاؤ تم یہاں سے۔"

اسکی جھنجھلاہٹ دیکھ وہ شیشے کے ساتھ پڑے سٹول پر بیٹھ گیا۔ وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔ لبوں پر مسکراہٹ جیسے چپک گئی۔ گرے آنکھیں مسلسل اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

عجوبہ نے اپنے سیلو لیس فراک پر ابھی جیکٹ نہیں پہنی تھی۔ ابرک کی نظروں سے پریشان ہوتی وہ کچھ کر ہی نہیں پار ہی تھی۔ برش رکھ کر لپسٹک اٹھاتی وہ ہونٹوں پر لگانے لگی جب ابرک نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔
"میں مدد کروں؟" گھمبیر لہجے میں کہتا وہ اس کے ہاتھ سے لپسٹک لے چکا تھا۔ وہ بت بنی ابھی تک بے یقین تھی۔ ابرک اس کے سامنے کھڑا ہوتا کسی انارٹی کی طرح لپسٹک تھامے زندگی میں پہلی دفعہ یہ تجربہ کرنے جا رہا تھا۔

"تم یہاں آؤ۔" وہ اسے بیڈ پر بٹھاتا خود اپنا ایک گھٹنہ بیڈ پر ٹکاتا اسکا چہرہ تھامے لپسٹک کھولے ہوئے تھا۔ اسکا چہرہ تھامے وہ تو جیسے بھول گیا تھا اس نے اسکا چہرہ کیوں تھام رکھا ہے بس اسے دیکھنے میں ہی مصروف ہو گیا اتنا مصروف کے عجوبہ کو اپنی گردن پر کھچاؤ محسوس ہوا۔

"تم مجھے لپسٹک لگانے لگے ہو یا میری گردن توڑنے لگے ہو؟" عجوبہ کے پریشانی سے کہنے پر وہ ہوش میں آیا۔
"مجھے ہیری سمجھ رکھا ہے جو میں ایکسپرٹ ہوں اس کام میں؟" وہ اسکا سر نیچے کرتا اسے گھورنے لگا۔
"اللہ نہ کرے۔" وہ بے ساختہ بول اٹھی۔

وہ قہقہہ لگائے بنا نہ رہ سکا اسی وقت دروازے پر ہلکی سی دستک کے بعد کوئی اندر آیا۔
ابرک نے مڑ کر دیکھا تو سامنے ایلف اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ وہاں موجود تھی۔
عجوبہ نے اسے غصے سے اور ابرک نے حیرت سے دیکھا۔

"دادا جی تمہیں بلارہے ہیں اسٹس ارجنٹ۔" وہ ابرک کے ہاتھ میں ریڈ کلر کی لپسٹک دیکھ کر فوراً بولی۔
"دادا جی؟" عجوبہ نے سوالیہ نظروں سے اسے گھورا۔

"مسٹر ابتسام آفندی۔" وہ نرمی سے مسکرائی۔

"تم چلو ہم ابھی آتے ہیں۔" عجوہ نے آج پہلی دفعہ اسے اتنے حق سے کہا ابرک کو اسکا یہ انداز بھایا۔

تم چلو ایلف ہم بس ابھی آئے۔

ابرک کی بات پر ایلف اپنی مٹھی دبا کر غصہ پیتی نرمی سے مسکرائی۔

"اٹس ار جنٹ!"

"عجوہ تم تیار ہو جاؤ بس ابھی میں داداجی کی بات سن کر آیا۔" وہ اسکا گال تھپتھاتا باہر چلا گیا۔

"یہ جو لپسٹک ابرک ابھی تمہیں لگا رہا تھا۔ اسکا ٹیسٹ اسے بہت پسند ہے۔" وہ مکروہ ہنسی ہنستی اسے دیکھنے لگی۔

عجوہ کے دل کو اسکی بات پر دھچکا لگا۔ ناچاہتے ہوئے بھی آنکھیں پانی سے چمکنے لگیں۔

ایلف اس کے ڈریسنگ ٹیبل پر موجود پرفیوم کی بوتل دیکھتی عجوہ کی طرف مڑی اس وقت تک عجوہ ڈریسنگ ٹیبل

تک پہنچ گئی۔

"تم میز بھول گئی ہو تو یاد دلا دوں کسی کے بیڈ روم میں بنا اجازت آنا اور اسکی پرسنل چیزوں کو ہاتھ لگانا بہت

گرمی ہوئی حرکت ہے۔"

عجوہ اس کے ہاتھ سے پرفیوم کی بوتل لیتی واپس اسی جگہ رکھتی اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

"کسی کی لائف میں زبردستی گھسنا بھی میز کے خلاف ہے۔" وہ اسے طنز کرتی اس بوتل کو دیکھتی عجوہ کے

نزدیک ہو کر جیسے خوشبو سونگھنے لگی۔

"یہ پرفیوم کتنا مہنگا ہے جانتی ہو؟" ایلف کے سوال پر عجوہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

اسکی خوشبو اسے پسند تھی مگر احساس ہوا تھا صرف اس وقت جب ابرک آس پاس ہو۔

"کیسے جانتی ہو گی۔" وہ افسوس کرتی جتانے والا انداز اپنائے ہوئے تھی۔

"تم ساری زندگی بھی کماؤ تو اس پر فیوم کی بوتل کو نہیں خرید سکتی۔ میری بات کا غلط مطلب مت لینا لیکن تم خود سوچو جو بندہ اتنا مہنگا پر فیوم استعمال کرتا ہو۔ وہ تم جیسی لڑکی کے ساتھ کیسے گزارا کرے گا؟ تمہیں تو ان سب برانڈز کا نام تک معلوم نہیں ہو گا جو ابرک پسند کرتا ہے۔ تم یہ تک نہیں جانتی اسے اولیوز سے ایلرجی ہے اور تو اور تم اس کی زندگی میں زبردستی شامل کی گئی ہو۔ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ ہم دونوں بہت خوش ہیں مگر وہ مجبور ہے اپنی ماں کی وصیت اور دادا جی کی خواہش کی وجہ سے۔"

"تمہارا سٹائل انداز کچھ بھی ابرک کی پسند کا نہیں اسے ایسے سادہ سی خود کو کور کر کے رکھنے والی ایشین لڑکیاں بالکل بھی نہیں پسند۔"

"ایلف! ابھی اور اسی وقت اس کمرے سے چلی جاؤ۔ مہمان ہو مہمان بن کر رہو۔ پارٹی انجوائے کرو۔" عجوہ نے بہت ضبط اور بھاری دل سے اسے باہر کا راستہ دکھایا۔ وہ وہاں سے پلٹی ایک زہریلی مسکان لبوں پر سجائے منظر سے غائب ہو گئی۔

"جیڈ نے کہا تھا عجوہ ایک کوشش کرو۔ اپنے لئے اپنی خوشی کے لئے۔ ابھی تم خوش تھی ابرک کے ساتھ۔ یہ ایلف کی بچی۔" عجوہ نے ہاتھ میں پکڑی لپسٹک دور پھینک دی۔ آنسوؤں پر بند باندھنے کے چکر میں اسکے ناک کے نتھنے پھولنے لگے۔

ابرک واپس کمرے میں لوٹا تو عجوہ کی لپسٹک کو دیکھ کر حیران ہوا۔

"چلیں؟" وہ اس کے سامنے جھک کر کھڑا مسکرا رہا تھا۔ عجوہ نے بہت غور سے اسے دیکھا۔

اسکی جائ لائن بہت نمایاں ہوتی تھی اور جب وہ اکڑو بن کر بات کرتا تو مزید نمایاں ہوتی۔ اسکی آنکھیں بہت گہری تھیں جیسے ان میں کوئی راز چھپا ہوا کثرا اسکی ہنسی ان آنکھوں تک نہیں پہنچتی تھی۔ گورارنگ اور کسرتی بازو۔ اسکا بات کرنے کا انداز اور اسکی مسکراہٹ۔ وہ حقیقت میں ایک پرنس چارمنگ ہی تھا۔

"کیا میں اسکے قابل ہوں؟" وہ خود احساسِ کمتری کا شکار ہونے لگی۔

ابرک کافی دیر تک اسکے سامنے جھکا رہا لیکن وہ نہ ہلی۔ وہ ایک نظر اسے دیکھتا سیدھا کھڑا ہوا اور اسکا خوبصورت ہاتھ اپنے بازو میں ڈال کر قدم سے قدم ملا کر چلتا اسے باہر لے گیا۔

عجوبہ نے بلیک رنگ کا کرتا پا جامہ زیب تن کیا تھا۔ کرتا سیلیولیس تھا جس کا پچھلا گلا بہت گہرا تھا اسے کور کرنے کے لئے اس کے اوپر مٹی کلر کی ایک جیکٹ کا استعمال کیا گیا تھا۔ ہائی ہیلز میں اپنے مغرور شہزادے کے ساتھ چلتی وہ سنڈریلا اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب کہ پرنس چارمنگ آج ساتویں آسمان پر تھا۔

دادا جی اور انکے ساتھ موجود سنڈریلا کی فیملی اور فرینڈز انہیں دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ ابرار نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا اور طنزیہ ہنسی ہنستا اپنا وائن گلاس ہوا میں لہرا کر ہیلو کہتا ایک نظر ایلف کو دیکھتا واپس گلاس نیچے کر گیا۔

جیسمین فوٹو گرافرز کو ہدایات دینے میں مصروف تھی۔

ابرک سب سے ملتا اور عجوبہ کو اسب سے متعارف کرواتا خوشی سے چہک رہا تھا۔

اچانک لائنس بند کر دی گئیں۔ دس سے ایک تک گنتی گنتے سب ہی سال بدلنے کا انتظار کر رہے تھے۔ آسمان مختلف روشنیوں سے نہا گیا۔

ابرک اور عجوبہ ہاتھوں میں ہاتھ تھامے نئے سال کا استقبال کر رہے تھے۔

"پپی برتھ ڈے!" ابرک نے اسکا گال چوما۔

وہ مسکراتی ہوئی اسکے گلے لگی۔

اسی لمحے لائٹ آن ہو گئی۔ یہ منظر کیمرے کی آنکھ نے محفوظ کر لیا۔ وہ مسکراتا ہوا عجمہ کے بال کان کے پیچھے کرتا باتوں میں مگن تھا۔ ارد گرد سے بے خبر اور لا پرواہ۔

"آج ہماری سپیشل نائٹ ہے۔ دادا جی کی خواہش پوری کرنے والا میں انکا فرمانبردار پوتا بنوں گا۔" وہ شرارت سے کہتا اس کے چہرے پر حیا کے رنگ دیکھنا چاہتا تھا جو نظر نہ آنے پر وہ پریشان ہوا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا؟" اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھتا وہ متفکر ہوا۔

عجمہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"نہ کوئی غصہ نہ مار پیٹ ٹھیک تو ہو تم؟" وہ اب اپنی ہنسی چھپا رہا تھا۔

عجمہ نے اپنی ہیل والا پیر اسکے سیاہ چمکتے شوز پر رکھا۔

"اف چھپکلی۔ مذاق کر رہا تھا۔" وہ درد سے بلبلا اٹھا۔

"ایڈیٹ!" وہ بڑبڑائی۔

"آج تم نے مجھے زور سے نہیں مارا۔" وہ اسے ہگ کرتا پھر سے چھیڑنے لگا۔

"روم میں چلو تمہارا قیمہ بناتی ہوں۔" وہ دونوں باتوں میں مصروف تھے۔

دادا جی خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے آخر آن دونوں نے ایک دوسرے کو قبول کر لیا تھا۔ حرا اور زیشان بھی بیٹی کو خوش دیکھ کر پرسکون تھے۔

حاشر تو کب سے باتوں میں مصروف تھا۔ کبھی جیڈ کبھی نشا تو کبھی احمد کے ساتھ لیکن ایک چیز ان سب میں کامن تھی۔ ان سب نے اپنے ہاتھوں میں کھانے کی پلیٹ بھر رکھی تھی۔

"بیلا نے جیڈ اور نشا سے معافی مانگی۔"

"مجھے یقین نہیں آرہا۔" عجوہ نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

"وہ کہہ رہی تھی اسکا بوائے فرینڈ اسے چیٹ کر رہا تھا اور وہ ہماری دشمن بنی رہی۔" جیڈ نے ہاتھ میں پکڑے مشروب کا ایک سپ لیا۔

عجوہ اور نشا بھی سافٹ ڈرنک پکڑے ہوئے تھیں۔

عجوہ ان دونوں سے بات کرتی ہوئی کافی زورس تھی وجہ ان گرے آنکھوں کا اس کے تعاقب میں لگا رہنا تھا۔
"مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا۔ اس دن سکول میں۔ اس نے مجھے ہر اس کیا۔ پھر ایلف کے ساتھ ابرک کو بدنام

کرنے کی پلاننگ کی اور اب اچانک معافی۔"

جیڈ اور نشا اسکے انکشاف پر ششدر تھیں۔

ابرک سے رہا نہیں گیا تو داداجی سے اجازت لیتا عجوہ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

"ہماری آؤٹنگ برادران لاء؟" نشا نے بے تکلف ہو کر پوچھا۔

"کل کاسل دیکھنے اور گھومنے چلیں گے۔" ابرک نے سخی بنتے ہوئے کہا۔

"یاریہ پارٹی کب ختم ہوگی؟" وہ عجوہ کے کان میں سرگوشی کر تا سیدھا کھڑا ہوا تو عجوہ سٹپٹا کر اس سے دور ہوئی۔

"ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے برادران لاء۔" جیڈ اور نشا نے اسے چھیڑا تو وہ خفت سے سرکھجانے لگا۔

"تم دونوں بھی نہ شرم کرلو۔" عجوہ نے انہیں آنکھیں دکھائیں۔

"عجوہ تم نے مجھے معاف کر دیا ہے نا؟" بیلا معصوم شکل بناتی اسکے پاس آکر کھڑی ہوئی۔

اسکے ہاتھ میں سافٹ ڈرنکس کی ٹرے تھی۔

"نیو ایئر انجوائے کرو۔" عجوہ نے روکھے پن سے کہا۔

"تم نے مجھے معاف کر دیا ہے تو یہ ڈرنک لو اس خوشی میں۔" وہ ایک گلاس اسے تھماتی زبردستی اسکے لبوں سے لگاتی اسے جو س پلانے لگی۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ۔" وہ گلاس پیچھے کرتی چلائی۔

جو س چھلک کر ابرک کی سفید جیکٹ پر جا گرا۔

ابرک اسے گھورتا عجوبہ سے بات کرنے لگا۔

"میں ابھی یہ صاف کر کے آیا۔"

عجوبہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

"تمہیں کیا لگا میں اور تم سے معافی مانگوں گی۔"

مائی فٹ۔ "بیلا پھنکارتی وہاں سے چلی گئی۔"

"یہ کیا تھا؟" جیڈ نے سر کو جھٹکا۔

"بچ!" عجوبہ اور نشا ایک ساتھ بولیں۔

ابرک اپنے بیڈ روم کے واش روم میں جیکٹ صاف کرتا باہر آنے لگا جب اسکا تصادم کسی سے ہوا اور وہ اسے تھام کر گرنے سے بچا گیا۔

"تھینک یو سوچ ابرک!" وہ سیدھی ہوتی اسکے نزدیک کھڑی ہوئی۔

بیلا ان کی تصاویر مختلف اینگلز سے لینے لگی۔

"تم یہاں؟"

"وہ میرا ڈریس انکمفرٹیبیل ہو گیا ہے اسکا ہک خراب ہو گیا ہے۔" وہ معصوم بنتی اسے دیکھ کر بولی۔

"تم عجب سے ہیلپ لے لیتی اس طرح گھومنا اور وہ بھی پارٹی میں۔" ابرک نے اسے ڈریسنگ روم کا دروازہ کھایا۔

"یہاں سے کچھ دیکھ لو۔"

"تھینک یو ابرک! یو آرمائی بیسٹ فرینڈ۔" وہ اس کے گلے لگتی چپک کر اس کے ساتھ کھڑی ہوئی بیک لیس ڈریس سے اس کا گورا بدن جھانک رہا تھا اور بیلا ان مناظر کو قید کر رہی تھی۔

"ایلف پلیز! اب ہم بچے نہیں ہیں اس طرح گلے مت ملا کرو۔" وہ اس کی کلاٹیاں تھام کر اسے دور کرتا ہلکی سی سائل پاس کر کے چلا گیا۔

"ابھی تو تمہیں میرے بچے کا باپ بننا ہے ابرک۔" وہ گردن اکڑا کر کہتی ڈریسنگ روم سے چلی گئی۔

پارٹی اپنے عروج پر تھی۔ ابرک وہاں موجود نہیں تھا۔ جیسمین نے عجب کو ایک گلاس سافٹ ڈرنک آفر کی تو وہ مسکرا کر گلاس تھام گئی۔

"ہیپی نیو ایئر۔" وہ اسے وش کرتی ایلف کو ڈھونڈھنے لگی جو اسے عجب کو جو س پلانے کا کہتی خود نہ جانے کہا چھپ کر بیٹھی تھی۔

"پتہ نہیں اس جو س میں ایسا کیا تھا۔ کہیں زہر تو نہیں۔" جیسمین اپنے ماتھے سے پسینے کی بوندیں صاف کرتی مڑی جب سامنے ہی اسے ایلف نظر آئی۔

"کہاں تھی تم؟"

"جو س پلا دیا آپ نے مسز ابر؟"

"کیا تھا اس جوس میں ایسا؟ کہیں زہر تو نہیں؟" وہ متفکر تھی وہی ایلف مسکرا اٹھی۔
"اوپلیز مسز ابرار! اس میں ایک ڈرگ تھی اب اپنی گنوار بہو کا تماشا دیکھنا۔" وہ دونوں مکروہ ہنسی ہنستی تماشا دیکھنے والی بن گئیں۔

ابرک جب واپس پارٹی ایریا میں پہنچا سب باتوں میں مصروف تھے وہ اپنا ڈنر جیکٹ اتار چکا تھا۔ سفید شرٹ کو بازوؤں تک فولڈ کئے وہ پہلے سے بھی زیادہ وجہیہ لگ رہا تھا۔
ساحر آنکھیں چاند سی شہزادی کی تلاش میں تھیں۔ بے چینی اسکے انداز سے نمایاں تھی۔ ہر طرف رنگ و بو کا سیلاب تھا مگر وہ دشمن جاں نظروں سے اوچھل تھی۔ اپنی بے تابی پر وہ مسکرا اٹھا جیسی دادا جی نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔

وہ زیشان اور حر اسے باتوں میں مصروف تھا وقتاً فوقتاً دادا جی کو بھی کچھ کہہ رہا تھا۔ نظریں اب بھی متلاشی تھیں۔

ابرار وہاں آیا اور ابرک کا بازو پکڑے اسے اپنے ساتھ ڈانس فلور کی طرف لے گیا۔
"ڈیڈ! مجھے ڈانس نہیں کرنا۔"

"اوپلیز! ہو سٹ ہی سب سے الگ تھلگ رہیں گے تو گیسٹ کیا سوچیں گے۔ کچھ دیر مہمانوں کو وقت دو۔" وہ اسے آرڈر دیتا چلا گیا۔

"عجوبہ کہاں چلی گئی؟" نظریں پھر سے اسے تلاش کرنے لگیں۔ انتظار بہت جان لیوا ہوتا ہے اسکا اندازہ ابرک کو ان دس منٹوں میں ہو گیا تھا۔

وہ میوزک اسے سو گوار لگ رہا تھا۔ وہاں موجود لوگوں میں بھی وہ تنہا محسوس کر رہا تھا۔ اسے ابھی ابھی ادراک ہوا تھا وہ آج بھی بھیڑ میں تنہا ہے اگر عجوبہ اس کے ساتھ نہ ہو۔ یہی پارٹی اسے ایک شاندار محفل لگ رہی تھی جب عجوبہ اس کے ہمراہ تھی۔ اب یہ سب ہمیشہ کی طرح مصنوعی اور بے رونق لگ رہا تھا۔ وہ گم سم سا ڈانس فلور پر کھڑا تھا جب کسی نے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔
نسوانی ہاتھ کو تھام کر خوشی سے وہ ایک ہی نام پکار سکا۔
"عجوبہ!"

اسی وقت ایلف اس کے سامنے تھی۔

"نیو ایروش نہیں کرو گے مجھے؟" وہ ایک ادا سے کہتی اس کے گال کا بوسہ لے کر پیچھے ہٹی۔

"ایلف پلیز! ہماری فرینڈ شپ کی حد پار مت کرو۔" ابرک نے اپنا گال صاف کیا۔

وہ مسکرا کر اسکی گردن کے گرد اپنے ہاتھ ڈالتی جھومتی ہوئی مسکرائی۔

"ون لاسٹ ڈانس ودمی۔"

ابرک نے کوئی جواب نہ دیا۔

"پلیز!" آنکھیں پٹیٹا کر وہ اسکا ہاتھ اپنی برہنہ کمر پر رکھتی دوسرا اپنے کندھے پر رکھے جھومنے لگی۔

"ایلف میں تمہیں بارہا بتا چکا ہوں میرے انتظار میں اپنا وقت برباد مت کرو۔" وہ نیم تاریکی میں تنے ہوئے

جبرڑوں سے اسے سرد لہجے میں کہتا ڈانس سٹیپ کرنے لگا۔

"میں جانتی ہوں تم مجبور ہو۔ ہم مل کر راستہ نکال لیں گے عجوبہ کو سمجھائیں گے۔"

"میں مجبور نہیں ہوں۔ میں اپنی ساری زندگی عجوبہ کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔" وہ اسکے نام پر اتنی محبت سے

مسکرایا جیسے کسی نے تاریک رات میں روشنی بکھیر دی ہو۔

"کیا وہ بھی تمہارے ساتھ اپنی ساری زندگی گزارنا چاہتی ہے؟"
ایلف کے نرمی سے مسکراہٹ سے کئے سوال پر وہ خاموش ہو گیا۔ اس کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔
ایلف کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

.....
"عجوه پلیز! یہ مسٹر ابراہار کاروم ہے۔ آ جاؤ باہر۔"
نشا اور جیڈ اسے ایک ایک بازو سے تھامے باہر لے جانے کی تگ و دو کر رہی تھیں۔ وہ اپنی آنکھیں بار بار کھولتی
اور بند کرتی اندر کی طرف بڑھ رہی تھی۔
"اسے کیا ہو گیا ہے؟" جیڈ نے سرگوشی کی۔
"میں خود حیران ہوں یہ ایسا کبھی نہیں کرتی۔"
نشائے بھی آہستہ آواز میں کہا۔
"یہ سب میرا ہے۔ یہ سارا گھر ساری پر اپرٹی۔ سب۔" وہ ان دونوں سے اپنے ہاتھ آزاد کرواتی بیڈ پر چڑھ کر
جھپ کرنے لگی۔
"یہ سب تمہارا ہے مگر یہ روم نہیں پلیز نیچے آؤ۔"
وہ دونوں ہاتھ جوڑتی منتیں کر رہی تھیں وہ آدھے گھنٹے سے انہیں دوڑا رہی تھی کبھی کسی کمرے میں کبھی کسی
کونے میں۔

"اس نے ڈرنک کی ہے شاید۔" جیڈ نے ہم پھوڑا۔
عجوه کسی صورت ان کے قابو میں نہیں آرہی تھی اور اب تو باقاعدہ جھومنے لگی تھی۔
"عجوه تم نے ڈرنک کی ہے؟" نشائے اس کے بازو کو جھنجھوڑا۔

وہ آنکھیں بڑی کر کے ان دونوں کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی جواب اسے چار چار دکھائی دے رہی تھیں۔
"تم دونوں گھوم کیوں رہی ہو؟" وہ قہقہہ لگاتی بیڈ سے جمپ کرتی اتری۔

"تم چلو اپنے روم میں چلو۔"

نشانے اسے کھینچا۔

"تم اسے لے کر چلو میں ابرک کو کال کرتی ہوں اسے آکر سنبھالے۔"

"بیڈ روم میں ابرک کے پاس۔" وہ اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر شرماتے لگی۔

"جلدی بلاؤ ابرک کو۔ آج ہماری سپیشل نائٹ ہے۔" وہ نشانے کے کندھے پر سر رکھتی شرماتی۔

وہ دونوں حیرت سے اسے دیکھنے لگیں۔

"ہاں اپنے بیڈ روم میں جاؤ پھر۔" جیڈ نے اسے پچکارا۔

"ولن والے سسر جی اور پلاسٹک کی جیسمن یہ سب میرا ہے ابرک میرا ہے۔" وہ جھومتی ہوئی مسلسل بڑبڑا

رہی تھی۔ نشانے سے سہارا دے کر چلنے لگی۔ عجوہ کی حالت پر پریشانی میں اور اسکی باتوں پر اسے ہنسی آنے لگی۔

نشانے کسی طرح منا کر بیڈ روم میں لائی۔

"تم یہاں بیٹھو میں تمہارے لئے لیموں پانی لے کر آتی ہوں۔"

"نہیں مجھے نہیں پینا۔" وہ زور سے نہ میں سر ہلاتی بولی۔

"یار شور میں اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا میں جا رہی ہوں ابرک کو بلانے آکر اسے سنبھالے۔"

جیڈ نے اطلاع دی تو نشانے سر ہاں میں ہلایا۔

"تم ایک گندی بچی ہو مجھے میرے ابرک سے ملنے نہیں دے رہی۔ آج ہماری سپیشل نائٹ ہے۔" جیڈ کے جاتے ہی اس نے نشا ایک کشن کھینچ کر مارا۔

"عجوه پلیز! عقل سے کام لو۔"

"تم گندی ہو۔" وہ منہ پھلا کر رونے لگی۔

"پتہ نہیں اس بے وقوف نے ڈرنک کیوں کیا۔" وہ بڑبڑائی۔

"گندی لڑکی! سب گندے ہیں بس میں اچھی ہوں۔"

میں خوبصورت ہوں۔ سب سے زیادہ خوبصورت۔"

وہ اب ہنسنے لگی۔

"او ایم جی! اسکو تو بہت زیادہ چڑھ گئی ہے۔"

عجوه تم پلیز یہاں لیٹو میں ابرک کو بلاتی ہوں۔"

"تم اچھی لڑکی ہونا۔ پلیز میری بات مانو۔"

اسے پیار سے پچکارتی وہ لٹا کر مڑی عجوه مسکرا کر لیٹ گئی۔ نشانے لمبا سانس لیا۔

"اس کے لئے لیموں پانی لاتی ہوں۔" وہ خود کلامی کرتی باہر نکلی ہی تھی کہ اسے عجوه دوڑ لگا کر اپنے بیڈروم سے باہر جاتی نظر آئی۔

عجوه پلیز رکو! وہ آوازیں لگاتی رہ گئی۔

"ابرک کہاں ہے دادا جی؟"

"ڈانس فلور پر۔" ابتسام آفندی نے اشارہ کیا۔

جیڈ مسکرا کر چلی گئی۔ وہ ابرک سے بات کرنے ہی والی تھی جب جیسمین نے اسے روک لیا اور باتوں میں الجھا دیا۔

"وہ کیا چاہتی ہے کیا نہیں یہ اسکا فیصلہ ہے ایلف۔ ایک ساتھ رہنا ہم دونوں کا ذاتی فیصلہ ہے۔" ابرک نے سرد مہری سے کہا۔

اسی وقت عجوبہ آندھی طوفان کی طرح ڈانس فلور تک پہنچی نشا ابھی بھی اسکے پیچھے تھی۔ ایلف نے ابرک کے گردن کے گرد ہاتھ ڈال رکھے تھے۔ ابرک کا ایک ہاتھ اسکی برہنہ پشت پر دوسرا کندھے پر تھا۔

"ڈانس کر رہے ہو تم دونوں۔" وہ ان کے ایک طرف کھڑی استفسار کرنے لگی۔

"تمہیں اعتراض ہے تو میں۔۔۔" ایلف کی بات عجوبہ نے کاٹ دی۔

"نہیں نہیں کرو ڈانس کتنے پیارے لگ رہے ہو ایک ساتھ۔" وہ نارمل لہجے میں کہتی جانے کے لئے مڑی۔

نشا سکون کا سانس لیتی اسکا ہاتھ پکڑ کر جانے لگی جب عجوبہ نے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور واپس ان کی طرف گئی۔

"یو منخوس کمینی بچ!" وہ چلائی۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ میوزک رک گیا۔

ابرک کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا عجوبہ ٹھیک سے کھڑی بھی نہیں ہو پار ہی تھی۔ اسے جھولتے دیکھ وہ ایلف کے ہاتھ اپنی گردن سے ہٹاتا اس کی طرف بڑھا۔

"یو آر ڈرنک؟" وہ سوال کرتا اسکے نزدیک ہوا جب عجوبہ نے اسے دھکا دیا وہ بمشکل خود کو سنبھالتا اسکی طرف بڑھا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی میرے ہزبینڈ کے ساتھ ڈانس کرنے کی۔ فلرٹ کرے گی اسکے ساتھ۔"

وہ نشے میں جھولتی اردو میں چلا چلا کر ایلف کی طرف لپکنے کو تھی جب ابرک نے اسکی کمر پر اپنی گرفت جمائی اور اسے پیچھے کرنے لگا۔

"ہٹ جاؤ! میں اسکا منہ توڑ دوں گی۔ شرم نہیں آتی دوسروں کے ہزبینڈز پر نظر رکھتے ہوئے۔"

"آریو میڈ؟" ایلف نے ناگوار نظروں سے اسے دیکھا۔

"رک ابھی بتاتی ہوں میں تجھے۔" عجوہ نے آگے بڑھنا چاہا لیکن ابرک نے اسے تھام رکھا تھا وہ چاہ کر بھی قدم نہ بڑھا سکی تو اپنے ہائی ہیلز والے پیر اسکی طرف اچھالتی وہ ایلف کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر گئی۔

"عجوہ چلو یہاں سے۔" ابرک نے پریشانی سے اسے ڈانس فلور سے اتارا وہ اب بھی ایلف کی طرف بڑھ رہی تھی وہ مشکل سے اسے قابو کرنا سب کو مسکرا کر دیکھتا چلنے لگا۔

"تم نے ڈرنک کیوں کیا؟" وہ دبے دبے غصے سے غرایا۔ وہ اب مسکرائے جا رہی تھی۔

"اسے فوراً یہاں سے لے کر جاؤ اس سے پہلے کہ میرے گیسٹ میرا مذاق بنائیں۔"

ابرک نے ابرار کو کوئی جواب نہ دیا اور اسے اپنے ساتھ لئے پیلس کے اندر داخل ہو گیا۔

پارٹی کب تک چلی کیا بنا اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ ابھی سے صرف اور صرف عجوہ کی فکر ستائے جا رہی تھی۔

"پارٹی از اوور!" ابرار نے اعلان کیا اور جیسمین کو لیے گھر سے باہر چلا گیا۔

"دادا جی ڈونٹ وری۔ آپ سٹریس نہ لیں۔"

"مالک میں شرمندہ ہوں۔" زیشان نے سر جھکا کر کہا۔

امید کا کانچ ٹوٹ گیا تھا ابتسام آفندی کے دل میں اسکی چھن آنکھوں میں نمی لے آئی تھی۔ وہ جلد باز نہیں تھے اسی لئے خاموش تھے۔

حرا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"گھر جا کر آرام کرو۔ پریشان مت ہو۔" ابتسام آفندی آج ناامید اور مایوس تھے۔ سب بکھر رہا تھا اور وہ کچھ نہیں کر پار ہے تھے۔

"یہ ہماری عجوہ نہیں ہے شراب اور عجوہ۔" حراسار راستہ روتی ہوئی بے یقین تھی۔ زیشان اور حاشر خاموش تھے۔

"عجوہ یار کیا بچپنا ہے یہاں آؤ یہ پیو۔" ابرک گلاس کی طرف اشارہ کرتا اب جھنجھلا گیا۔ کب سے اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا اسے لیمنیڈ پلانے کے لئے کہ اسکا نشہ اتر جائے لیکن وہ تو آج کسی کی نہ سننے کی قسم کھا کر بیٹھی تھی۔ کبھی ڈریسنگ روم تو کبھی واش روم اور اب سوئمنگ پول کی طرف چلی گئی۔

"عجوہ واپس آؤ فوراً۔" وہ دھاڑا۔

عجوہ چھوٹے بچوں کی طرح ہونٹ پھیلاتی اس تک آئی۔ ڈراسکے چہرے پر نمایاں تھا۔ وہ اس کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی جب ابرک نے گلاس اس کے ہونٹوں کے قریب کیا۔ وہ خوف سے سیاہ آنکھیں جھپکاتی ابرک کو بے حد حسین لگی۔ ابرک کے بال اب ماتھے پر بکھر چکے تھے۔ ٹائی وہ اتار کر چھینک چکا تھا۔ شرٹ کا کالر تک خراب ہو گیا تھا لیکن عجوہ کسی صورت اس کے ہاتھ نہیں آرہی تھی۔ غصے سے وہ اس کی بات تو سن رہی تھی۔ وہ اس کی حرکتوں پر حیران تھا وہیں مسکراہٹ چھپا رہا تھا۔ جو بے وقوفوں جیسے حرکتیں کرتی اسے مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی۔

"یہ پینے سے میں ٹھیک ہو جاؤں گی؟" وہ چھوٹے بچوں کی ہی طرح سوال کرتی اس کے دل کو بھائی۔

"ہاں!" اس نے سر ہلایا۔

وہ گلاس اس کے ہاتھ سے لیتی ایک گھونٹ پی کر اسے دیکھنے لگی۔

"سارا پیو۔" وہ آرڈر دیتا ابھی تک غصہ دکھا رہا تھا۔

عجوبہ نے زور سے ہاں میں سر ہلایا گلاس اپنے ہونٹوں کے قریب کیا۔ ابرک اس کی ساری کارروائی دیکھ رہا تھا نظر بھٹک کر اسکے ہونٹوں پر جاتی تو وہ دل کو ڈپٹ دیتا۔ وہ اسے دیکھ ہی رہا تھا جب عجوبہ نے سارا جو اس کی شرٹ پر پھینکا اور پول کی طرف بھاگ گئی۔

"عجوبہ!"

"میں ڈرتی نہیں ہوں تم سے ابرک آفندی۔" وہ اسے زبان دکھاتی دوڑ گئی۔
ابرک اس کے پیچھے پہنچا تو وہ اپنی جیکٹ اتار کر پھینک رہی تھی۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟"

"آج بہت گرمی ہے اففف" وہ ہاتھ سے پنکھا جھلاتی اسے دیکھنے لگی۔

"برف باری کا بارش کا موسم ہے اور تمہیں گرمی لگ رہی ہے؟"

"تمہاری شرٹ۔۔۔ آہ گندے بچے گندی شرٹ پہن کر پھرتے ہو۔" وہ مذاق اڑانے والے انداز میں بولی۔ تو

ابرک نے اسے گھورا۔ خود اس کی شرٹ خراب کر کے اب مذاق بھی خود بنا رہی تھی۔

"یہ جب تم اس طرح گھورتے ہونا۔۔۔" وہ اس کی گرے آنکھوں کے قریب اپنی دو انگلیاں لے جاتی بولی۔

ابرک نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا کہیں اس کی آنکھیں ہی نہ نکال دے۔

"ایسا لگتا ہے مجھے نہیں دیکھ رہے بلکہ میرے اندر جھانک رہے ہو۔" وہ اپنے دل کے اوپر شہادت کی انگلی رکھتی

مسکرائی۔ ابرک ششدر رہ گیا وہ اسے کیا ثابت کرنا چاہ رہی تھی۔

وہ اپنی آنکھیں میچتا غصہ کم کرنے کی کوشش کرنے لگا جب عجوہ کی آواز نے جیسے ریگستان میں بارش کر دی۔
ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں اور سریلے گیت سنائی دینے لگے۔ وہ آنکھیں کھولے اسے تنکے لگا۔ اسکے سیاہ بال ہوا
میں لہرا رہے تھے گلابی پنکھڑیوں جیسے لب مسکراتے ہوئے اس کی گردن میں بانہیں ڈالے امرت گھول رہی
تھے۔

"یہ آنکھیں سیدھا میرے دل میں گڑ جاتی ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے تم میرے دل میں سماتے جا رہے ہو میں
چاہ کر بھی تم سے نظریں نہیں ہٹا پاتی اور آج تو ہماری۔۔۔" وہ مسکرا کر بہکے انداز میں کہتی اب اپنا چہرہ اپنے
ہاتھوں میں چھپا گئی۔

"آج تو کیا؟" ابرک نے اسکے ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹائے۔
"مجھے شرم آتی ہے۔" وہ نہ میں سر ہلاتی اسے دھکا دیتی پیچھے ہٹی وہ اسکے بہکے انداز دیکھتا کبھی خوش کبھی حیران تو
کبھی پریشان ہو رہا تھا۔

"اف کتنی گرمی ہے نہ۔"

"کوئی گرمی نہیں ہے سردی کا موسم ہے عجوہ ملک۔" وہ چڑ گیا۔

عجوہ نے اسے کالر سے کھینچ کر اپنے قریب کیا۔

"عجوہ آفندی! مسز عجوہ ابرک آفندی۔"

"بس میں اور کوئی نہیں۔ سمجھے! وہ ایلف تو بالکل نہیں۔" وہ اسے پھر سے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"او کے مسز عجوہ ابرک آفندی۔ سردی میں یہاں اس ڈریس میں پانی کے نزدیک پڑی رہیں تو بیمار پڑ جاؤ گی پلیز

اندر چلو۔" وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتا منتیں کرنے لگا مگر عجوہ کو عجیب ہی ڈرگ دی گئی تھی اسکا نشہ کم ہونے کی

بجائے بڑھتا جا رہا تھا۔

"ایسے کیسے بیمار ہو جاؤں گی سردی لگ جائے گی۔ آج ہماری سپیشل نائٹ ہے نا۔" وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتی اسے ششدر کر گئی۔

"یہ سب تیاری تم نے سپیشل نائٹ کے لئے کی ہے؟" وہ اسے طنز کرنے سے باز نہ آیا۔
"ہاں!" وہ زور سے سرہاں میں ہلاتی اسے بے حد حسین لگی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں بہت گرمی ہے میرا سانس لینا مشکل ہو رہا ہے۔" ابرک اسے اپنے کندھے پر ڈالتا بیڈروم میں لے گیا۔ وہ ہاتھ پیر چلاتی اسکے بال نوچنے لگی۔

"نیچے اتارو مجھے گندے لڑکے۔ تم ایک برے آدمی ہو میں سب کو بتاؤں گی" وہ اسے بیڈ پر لٹاتا کمفرٹر اوڑھا کر اسکے پاس بیٹھا۔

"مجھے گرمی لگ رہی ہے جاہل آدمی۔" وہ نشے میں دھت آدھے ادھورے لفظ بولتی چلا رہی تھی۔
ابرک نے اسے ایک گھوری سے نوازا۔

"بہت گرمی لگ رہی ہے نا۔ تمہاری جگہ آج یہاں نہیں کہیں اور ہے سارا نشہ اتر جائے گا۔"
وہ اسے پھر سے اٹھاتا ہاتھ ٹب میں لے جا کر بٹھا چکا تھا۔

"جب تک تمہارے سر کو چڑھی گرمی نہ اترے خبردار جو تم میرے بیڈروم میں داخل ہوئیں۔"
وہ اسے انگلی دکھا کر وارن کرنا خود باہر چلا گیا۔

"بے وقوف لڑکی۔" وہ ڈریسنگ روم میں نائٹ ڈریس پہن کر آئینے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔ عجوبہ کی باتیں یاد آتے ہی مسکراہٹ خود بہ خود ہونٹوں پر سچ گئی۔

"آج ہماری سپیشل نائٹ ہے۔" کانوں میں عجوبہ کی آواز گونجی۔
"جھلی۔" دلکش مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا۔

"اب تک میڈم ہوش میں آچکی ہوں گی۔" وہ خود سے بڑبڑاتا واش روم میں گیا تو وہ بھیگی ہوئی ٹب سے نکلی۔
بال گردن پر چپک گئے تھے۔

ابرک کو ایک نظر دیکھتی وہ بھاگنے کے سے انداز میں ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔
ابرک کے قہقہے نے اسکا پیچھا کیا تھا۔

"کیا سوچتا ہو گا وہ میرا کردار خراب ہے۔"

اپنی حرکتیں یاد کرتی وہ شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی۔ سلک کا پنک ٹراؤزر شرٹ پہنے گیلے بالوں کو کھلا چھوڑ وہ
ڈریسنگ روم سے باہر آئی تو سامنے ابرک کو بیڈ پر پیرپسار کے لیٹا دیکھ اس کا حلق خشک ہو گیا۔ لمبا سانس کھینچتی
وہ بھاری قدموں کے ساتھ وہاں تک پہنچی۔ شرم کی سرخی گالوں پر پھیلی ہوئی تھی۔

ابرک اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ گیلے بالوں میں نروس ہوتی اس کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی۔ اسکے
شرم سے لال پڑتے رخسار کپکپاتے ہونٹ اور لرزتی پلکیں اب کی اور کچھ دیر پہلے کی عجوہ کی زمین آسمان کا فرق
تھا۔

وہ ایک دلکش مسکراہٹ اسکی طرف اچھالتا اسکی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔

"کیا اسپیشل تیاری کی ہے تم نے؟" اسپیشل کو لمبا کر کے بولتا وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا۔

"اسپیشل؟" انجان بنتی وہ نظریں چراتی اپنی سائیڈ کی طرف جا کر بیٹھ گئی۔ نروسنس ختم کرنے کے لئے گود میں
ایک کشن رکھ لیا۔

نرم ملائم میٹریس پر ابرک کے جمپ مار کر لیٹنے سے وہ کچھ نیچے ہوا۔

"کوئی مجھے بار بار یاد کروا رہا تھا آج اسکی اسپیشل نائٹ ہے۔" وہ اس کی گیلی لٹ کو انگلی پر لپیٹتا اسکا چہرہ اچھٹکے سے اپنے قریب کر گیا۔

ابرک اس کے دلربا کے حسن میں کھوسا گیا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" وہ اسے پرے دھکیلتی خود بیڈ کر اوٹن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"نیو ایر پارٹی خراب کر دی۔ ایلف کو گالیاں دے کر بھگا دیا اور تو اور ڈرنک ہو کر تماشا کیا میری شرٹ خراب کی اور اگر میں تمہیں اٹھا کر نہ لے آتا تو آج تو میں اپنی عزت بچانے سے رہا تھا۔"

وہ اسے اسکی کارستانی سناتا آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"مجھے گھورنا بند کرو۔" وہ اپنے چہرے پر کشن رکھتی بولی۔

اسکے چہرے سے کشن ہٹاتا وہ اسکا شرمایا سا روپ دیکھ کر اپنے ہوش کھونے لگا اچانک اسکی شرارت کی رگ پھر کی

-

"میرا اس طرح دیکھنا تمہارے دل تک گڑ جاتا ہے رائٹ؟" وہ ہنسی چھپاتا اس کے بالوں کو لٹ کو کھینچ کر چھوڑتا شرارت پر آمادہ تھا۔

عجوبہ آفندی کچھ پل تو شر مندگی اور شرم کے ملے جلے تاثرات لئے سر جھکائے انگلیاں چٹختی رہی ایک پل کو کو نظر اٹھا کر دیکھا تو ابرک کے دلکش چہرے پر شرارت ناچتی دکھائی دی۔

اس سے زیادہ شرافت اور شرم مندگی وہ دکھا ہی نہیں سکتی تھی گو د میں رکھا کشن اٹھا کر ابرک کے منہ پر مارا۔
"ابھی بتاتی ہوں کیا اسپیشل تیاری کی ہے عجوبہ آفندی نے۔" وہ گھٹنوں کے بل بیٹھتی کشن سے حملہ کر چکی تھی۔

ابرک نے اپنے بچاؤ میں کشن اٹھایا تھا اور کچھ ہی منٹوں میں ان کا بیڈ روم میدانِ جنگ بن چکا تھا۔ بیڈ کے اوپر اور ارد گرد سفید پولیسٹر اڑ رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے وار سے بچتے ایک دوسرے پر نشانہ تان رہے تھے۔ آخری کشن خالی ہونے تک محاذ جاری رہا۔

تھک ہار کر دونوں بیڈ کے درمیان میں لیٹتے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

ابرک نے عجوبہ کا سر اپنے کندھے پر رکھا تھا۔

"میں نے کہا تھا یہ برتھ ڈے تمہارے لئے اسپیشل ہو گا تم کبھی نہیں بھولو گی مگر تم نے میرے نیو ایئر کو اتنا اسپیشل بنا دیا۔" وہ مسکرایا تھا۔

عجوبہ نے سر اٹھا کر اسے حیرت سے دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو جیسے پہلی بار دیکھا ہے؟" وہ بھنویں اچکا کر سوال کرنے لگا۔

"پہلی بار ہی دیکھا ہے تمہیں اتنا خوش سچی ہنسی ہنستے ہوئے۔"

عجوبہ کی بات پر اسکی ہنسی تھمی تھی۔

"اب ایسی بات بھی نہیں میں اکثر مسکراتا ہوں۔"

وہ اس کے گرد گھیرا تنگ کرتا گویا ہوا۔

"مسکراتے ہو لیکن تمہاری آنکھیں اپنے اندر کئی راز چھپائے رکھتی ہیں ایسا لگتا ہے جیسے تم خوشی اور اداسی

دونوں سے گزر رہے ہو مگر تمہاری روح سورج سے بھی زیادہ روشن ہے اور یہ چمک تمہاری آنکھوں میں دکھائی

دیتی ہے تم دنیا سے ہار نہیں مانتے ایک فائٹر ہو تم۔"

کچھ لمحے تو وہ خاموشی سے اسے تکتا رہا پھر اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"جانتی ہو تمہاری سیاہ آنکھیں بھی بولتی ہیں یہ آزاد ہیں لیکن مجھے ہمیشہ اپنی طرف کھینچتی ہیں۔"

"میں نے اتنی تعریف کی اور تم بس یہ دولا سنیں کہو گے مجھے "وہ غصے سے اٹھتی جانے لگی مگر ناکام رہی۔

"امی کی شہزادی تو ناراض ہو گئی۔"

عجوبہ نے اس کے پیٹ میں کہنی ماری۔

"کیا ہے؟" وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

"میرا گفٹ کہاں ہے برتھ ڈے اور نیو ایئر دونوں کا۔" وہ ماتھے پر تیوری چڑھاتی چھت کو گھورنے لگی۔

"تمہارا گفٹ ایک سر پرانز ہے صبح دے دوں؟" وہ اتنی محبت سے بولا وہ انکار کر ہی نہ سکی۔

"ویسے تمہارا وہ اسپیشل نائٹ والا سر پرانز مجھے بہت پسند آیا۔" وہ شرارت کرنے سے باز نہ آیا عجوبہ اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی۔

"بس یہ سمجھ نہیں آیا تم نے ڈرنک کیا ہی کیوں؟"

"میں نے نہیں کی ڈرنک غلطی سے کچھ پی لیا ہو گا۔" وہ منہ بسور کر کہتی اتنی معصوم لگی اسکا دل صرف اپنی منوانے پر بضد ہو گیا۔

"ویسے اب تم اٹھارہ کی ہو گئی ہو؟"

آج عجوبہ کے پاس نہ کوئی جواز تھا نہ جواب۔

اس نے صرف مسکرا نے پر اکتفا کیا اسکی مسکراہٹ ابرک کے چہرے پر خوبصورت مسکان لے آئی۔

Zuhinovelzone.com

باب نمبر 10

"عشق جب ہجر اوڑھ لیتا ہے"

بالٹن کا سورج جہاں عجوبہ اور ابرک کے لئے زندگی کی سب سے روشن صبح کا آغاز تھا وہیں آفندی پیلس اور ان کی زندگی کا تاریک دور شروع ہونے کا آغاز بھی تھا۔

خوشیوں کے ساتھ غم کی آنکھ مچولی بہت پرانی ہے ازل سے یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کھیل کھیلتے آئے ہیں دونوں اسی جدوجہد میں لگے رہتے ہیں کہ ایک دوسرے سے آگے نکل جائیں اور دونوں ہی ہمیشہ کسی کا ساتھ نہیں دیتے کبھی دروازے سے خوشی داخل ہوتی ہے تو کبھی کھڑکی سے غم جھانکتے ہیں۔

"عجوبہ یار اٹھ جاؤ دادا جی ناشتے پر انتظار کر رہے ہوں گے۔" ابرک فریش سائفلر آتا کب سے اسے جگانے کی کوشش کر رہا تھا جو گدھے گھوڑے اور نہ جانے کیا کیا بیچ کر سوئی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے سونے دو پہلے ہی سر درد سے پھٹا جا رہا ہے۔" وہ منہ پر تکیہ رکھتی خمار آلود لہجے میں کہتی پھر سے سو گئی۔

"اسے سر درد نہیں ہینگ اور کہتے ہیں امی کی شہزادی اٹھو اب۔ میں نرمی سے پیش آرہا ہوں اور یہ میڈم۔" وہ بڑبڑایا۔

"ٹھیک ہے عجوبہ آفندی تم ایسے نہیں مانو گی۔" وہ اسے اٹھا کر واش روم میں لے جاتا شاہور کے نیچے کھڑا کر تا خود ایک طرف کھڑا ہو کر گھور رہا تھا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے یو کدو۔" وہ ٹھنڈے پانی میں بمشکل سانس لیتی غرائی۔

"لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔" وہ دانت پیس کر بولا اور واش روم سے باہر چلا گیا۔

"مجھے موقع ملنے دو تمہارا بھرتانہ بنایا تو میرا نام بھی عجوبہ آفندی نہیں۔" وہ خود کلامی کرتی گویا ہوئی۔

ناشتے کی میز پر ابتسام آفندی تنہا بیٹھے تھے۔ ابرار اور جیسمین ساری رات باہر گزرنے کے بعد صبح کا ناشتہ کرنے کے لئے تو آہی نہیں سکتے تھے انکا انتظار ہمیشہ کی طرح ابتسام آفندی کو تھا ہی نہیں۔ احمد کل رات ہی اپنے والد کے گھر چلا گیا اسکا یہاں رہنے کا ارادہ تھا مگر اپنے باپ کی ضد پر انکے پاس چلا گیا۔

ملازم خاموشی سے ناشتہ سرو کر رہے تھے۔ پیلس میں عجیب طرح کا سناٹا تھا یا شاید یہ سناٹا ابتسام آفندی کے اندر تھا آج انہیں اپنے گھر کے ملازموں سے بھی شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔

ناشتے کی میز پر صبح کا اخبار پڑھتے ہوئے ابتسام آفندی کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا۔

عجوبہ اور ابرک فریش سے انکے سامنے آکر بیٹھ گئے۔

"گڈ مارنگ داداجی!" دونوں ایک ساتھ مارنگ و ش کرتے داداجی کا جواب نہ پا کر ایک دوسرے کو آنکھ سے اشارہ کرتے ناشتے میں مصروف ہو گئے۔

"تم دونوں نے ثابت کر دیا میں ایک ناکام باپ ہی نہیں ناکام انسان ہوں جو نہ بیٹے کو سیدھا راستہ دکھا سکا نہ پوتے کو اور عجوبہ بیٹا تم۔"

وہ دونوں کا نٹا چچ پلٹ میں رکھتے داداجی کو تکتے لگے۔

"داداجی میں نے ڈرنک نہیں کی تھی کسی نے شرارت کی تھی میرے ساتھ قسم کھا کر کہتی ہوں میں شرمندہ ہوں۔" وہ سر جھکا کر بیٹھ گئی۔

"شرمندہ تو میں ہوں تم دونوں سے۔" انہوں نے ہنکارا بھرا زبردستی تم دونوں کو ایک ساتھ اس رشتے میں باندھ دیا۔

ان کی آواز میں لرزش تھی جیسے وہ کسی بوجھ تلے دب کر یہ الفاظ ادا کر رہے ہوں۔

"میں نے غلط فیصلہ لیا جو ابرک کو کیا سدھارتا تمہیں بھی غلط راہ پر لے گیا۔"

"مجھے تم دونوں معاف کر دو۔"

"داداجی! آپ نے کوئی غلط فیصلہ نہیں کیا ہم دونوں کو آپ کا فیصلہ غلط نہیں لگتا ایک ساتھ خوش ہیں ہم۔" ابرک نے نرمی سے انکے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا جسے ابتسام آفندی نے جھٹک دیا۔ آج زندگی میں پہلی بار ایسا کیا تھا انہوں نے ابرک تو صدمے میں چلا گیا۔ اسکی ماں دوست دادا فیملی سب وہی تو تھے۔

"داداجی!" وہ حیرت سے انہیں تکتا صرف اتنا ہی کہہ سکا۔

ابتسام آفندی نے اخبار اس کے سامنے کر دیا اور خود وہاں سے چلے گئے۔

ابرک کے چہرے کے رنگ بدل رہے تھے وہ ہاتھ کی مٹھی بناتا ٹیبل پر مارتا جڑے بھیج گیا۔

عجوبہ نے وہ اخبار تھامتا اسے لگا جیسے کسی نے آسمان اس کے سر پر گرا دیا ہے وہ ایک نظر ابرک اور ایک نظر اس اخبار کو دیکھ رہی تھی۔

نیم برہنہ حالت میں ایلف اور ابرک اسے تھامے ہوئے تھا۔ تصاویر اس طرح لی گئی تھیں کہ کچھ تصاویر میں ایلف کی پشت اور ابرک کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا اور ایک طرف انکی ڈانس فلور کی تصویر تھی جہاں ڈرنک عجوبہ ان سے لڑ رہی تھی۔

ابرک نے نفی میں سر ہلایا لیکن عجوبہ اپنے آنسو صاف کرتی اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔

"امی میں اس امیر زادے کا منہ توڑ دوں گا اب سمجھ آیا کل عجوبہ نے اتنا تماشا کیوں کیا۔"

حاشر نے اخبار لا کر صوفے پر پھینکا۔

حرا تو کل سے خود سے نظریں ملانے کے قابل تک نہ رہی تھیں اب یہ سب دیکھ کر تو سراٹھانے کی ہمت نہ رہی تھی۔

"میری بچی کس عذاب میں زندگی گزار رہی تھی اور ہم لاعلم بیٹھے رہے۔ کاش کوئی بیٹیوں کے نصیب کی گارنٹی دے سکتا۔" حرا نے شکوا کناں نظروں سے زیشان کو دیکھا۔

"میرا دل نہیں مانتا ایسا کچھ ہوتا تو مالک کبھی میری بیٹی کی زندگی برباد نہ کرتے۔"

"ابو اب آپ ہی پوچھیے اپنے مالک سے یہ سب کیسے ہو گیا میرا سر شرم سے جھک گیا ہے عجب ہمیشہ سے صحیح تھی میں نے اسکا مذاق بنایا۔

زمین آسمان کا فرق ہے ہم میں اور ان امیر زادوں میں۔" وہ تنفر سے کہتا گھر سے باہر نکل گیا۔

معاشرے کے بنائے معاشی فرق، سوسائٹی اور سٹیٹس میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ اونچے رتبے والے لوگ اخبار کی سرخی بنے اپنے ناموں کی اپنی شان کہتے ہیں یا اس کے لئے انگلش کا ایک لفظ استعمال کرتے ہیں سکینڈل اور غریب اس لفظ سکینڈل کے بوجھ تلے ایسا دبتا ہے کہ ساری عمر سر نہیں اٹھا سکتا۔

یہی حال اس وقت آفندی پیلس اور ذیشان ملک کے گھر میں تھا۔ ابرار کو اس سب سے شاید ہی کوئی فرق پڑتا تھا مگر زیشان اس خبر کے بعد اپنی ہی نظروں میں گر گیا تھا۔

ابتسام آفندی کا بھی ایسا ہی حال تھا بھلے ہی وہ رتبے اور سٹیٹس میں اعلیٰ درجے پر تھے اور اخبار کی زینت بنے انکے بیٹے کے کارنامے زبان زد عام ہوں یا ابرار کے کسی بھی سکینڈل سے انہیں فرق نہیں پڑتا تھا وہ اسے اسی طرح قبول کر چکے تھے پر یہاں معاملہ ابرار کا تھا جو انکے جینے کی وجہ انہیں اپنی بہو کی نظروں میں سرخرو کرنے کا سبب تھا ابرار کی اچھی تربیت کا وعدہ وفا کرنا انکی زندگی کا سب سے بڑا مقصد تھا۔

آفندی پبلش میں ابرک ابتسام اور عجوبہ کے لئے سوگ کا سماں تھا وہیں ابرار اور ایلف اپنی جیت پر خوش تھے اور جیسمین انکے پلان کا حصہ نہ ہوتے ہوئے بھی انکا ایک خاص مہرہ ثابت ہوئی تھی آخر یہ سب نیوز اور سکینڈلز بنوانا اسی نے تو کیا تھا۔

ابرک اور عجوبہ کی زندگی شروع ہونے سے پہلے ہی ایسا طوفان آگیا تھا جو لگتا تھا سب تباہ و برباد کر کے ہی ختم ہو گا۔

"بیلا ایم سوپر اوڈ آف یو۔"

ایلف نے تمام لیڈنگ نیوز سائٹس پر اپنا سکینڈل دیکھ کر خوشی کا اظہار بیلا سے کیا تھا۔

"تم نے مجھے اپنے گھر پر بلایا انعام میں اتنی رقم دی تمہاری خوشی کا اندازہ اس سے ہو گیا مجھے۔" وہ ایلف کے بڑے سے رہائشی بنگلے میں اسکے بیڈ روم میں موجود تھیں۔

ایلف کی تو خوشی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"تم مجھے ایک بات بتاؤ؟ اس سے تم ابرک اور عجوبہ کو الگ کیسے کرو گی؟"

"یہ سب کمال تو میری فوٹو گرافی کے اینگلز اور تمہارے پلان کا نتیجہ ہے۔ ایسا کچھ ابھی تک نہیں ہوا۔"

"ایسا کچھ تو اس وقت ہوتا اگر ابرک نے کبھی مجھے اپنی گرل فرینڈ بنایا ہوتا۔ ہاتھ پکڑ کر گھومنے کو ہی سارا رومانس سمجھتا ہے وہ بے وقوف۔" ایلف نے سوچا اور زہریلی مسکان ہونٹوں پر سجائی۔

"بیلا تم بہت نادان ہو یہ پکچرز تو مائنڈ سیٹ کرنے کے لئے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ نا سمجھی سے اسے دیکھتی سوال کرنے لگی۔

"مطلب یہ بیلاڈار لنگ! یہ پکچرز فوٹو شاپڈ نہیں اور بجٹل ہیں ابرک انہیں چاہ کر بھی جھوٹا ثابت نہیں کر سکتا میں بس ان پکچرز کو بیس بنا کر ابتسام آفندی کو یہ کہوں گی کہ میں پریگنٹ ہوں اور میرے اندر انکا وارث پل رہا ہے۔"

"ابرک یہ سب ہونے دے گا اتنا آسان ہے یہ سب؟"

"تم اپنے دماغ کو مت چلاؤ جو تمہارے پاس ہے ہی نہیں۔" وہ اسکی بے وقوفی پر ماتم کرتی بولی۔
"میں نہیں سمجھی تم مجھے سمجھاؤ کیسے ہو گا یہ سب؟"

"میں آخری دفعہ بتا رہی ہوں مجھے صرف ثابت کرنا ہے کہ میں ابرک آفندی کے وارث کو اس دنیا میں لانے والی ہوں مجھے سچ مچ ماں نہیں بننا۔"

آج کی یہ نیوز میرے لئے ہر لحاظ سے سود مند ہے۔ کوئی بھی ان تصاویر کو جعلی ثابت نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اصلی ہیں مگر میری پریگنسی کو سچ ثابت کرنے کے لئے یہ سکینڈل سب سے اہم ثابت ہو گا سب میری بات کا یقین کریں گے وہ آفندیز ہوں عجب وہ ہو یا میڈیا۔"

"اور ابرک؟"

"یہ تم بار بار اسکا نام کیوں لے رہی ہو؟" ایلف کو بیلا کی تشویش پر اب تشویش ہوئی۔

"وہ اس لئے کہ وہ کیوں مانے گا تمہاری بات انفیکٹ وہ تو اس خبر کے بعد ہی تم سے نفرت شو کرے گا۔"

"شٹ اپ یو فول! میرا کام تم مجھے مت سمجھاؤ تمہاری مدد کی ضرورت ہوگی تو میں اسکے لئے تمہیں پے کروں گی باقی سب تمہیں جاننے کی ضرورت نہیں۔" ایلف کی بے عزتی پر وہ شرمندہ ہوتی گڈبائی کرتی چلی گئی۔

"عجوبہ یار پلینز دروازہ کھولو۔ ابرک صبح سے عجوبہ سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ بیڈروم کا دروازہ ڈپلیکیٹ کی سے کھول کر اندر آیا تھا تو عجوبہ نے خود کو ڈریسنگ روم میں بند کر لیا تھا۔

"عجوبہ میری بات سن لو ایک بار پھر جو مرضی کرنا آئی سوئیر میں تمہیں نہیں روکوں گا۔"

وہ ملتی انداز میں کہتا دروازہ پیٹ رہا تھا عجوبہ نے اپنے گال بے دردی سے صاف کئے اور دروازہ کھول کر کاؤچ پر جا کر سینے پر ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئی۔

ابرک سے نظریں ملانے کا اسکا کوئی ارادہ نہ تھا منہ موڑے بیٹھی جیسے اسکی صفائی سننے کی منتظر تھی۔

"میرا اور ایلف کا ایسا کوئی ریلیشن نہیں ہے پلینز بلیومی۔" وہ اسکے سامنے نرم رگ پر گھٹنوں کے بل بیٹھتا اسکا ہاتھ تھام کر نرمی سے کہتا اپنی بے گناہی کی دلیل دینے کی سعی کرتا مضطرب تھا۔

وہ اپنا ہاتھ جھٹک کر چہرہ موڑے بیٹھی رہی جیسے یقین نہ آیا ہوا اسکی بات پر۔

"تم میری زندگی میں آنے والی پہلی اور آخری لڑکی ہو ٹرسٹ می پلینز۔" وہ کسی بھی طرح عجوبہ کو یقین دلانا چاہتا تھا۔

"جھوٹ سب کچھ جھوٹ وہ ایلف تمہاری گرل فرینڈ ہے تمہاری خوشی اسی کے ساتھ اسی میں ہے۔" وہ بھاری آواز میں کہتی اسکے دل پر کچھ کے لگاتی پھنکاری۔

"میں کس طرح یقین دلاؤں تمہیں یہ سب جھوٹ ہے اس طرح سے نہیں ہے جیسے نظر آرہا ہے۔" وہ اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامتا کوشش جاری رکھے ہوئے تھا۔

"اچھا تم کہتے ہو تو مان لیتی ہوں سب ویسا نہیں ہے۔"

عجوبہ کی بات پر اسے کچھ تسلی ہوئی۔

"یہ تصاویر جعلی ہیں تمہیں بدنام کیا جا رہا ہے تو ان تصاویر کو جھوٹ ثابت کرو۔"

"یہ تصاویر سچی ہیں۔" وہ اعترافِ جرم کر رہا تھا عجب وہ کے لئے سانس لینا مشکل ہو گیا۔

"بات ہی ختم کر دی تم نے مجھے کسی جھوٹی امید اور دلا سے کے سہارے کسی غلط فہمی میں رہنے نہیں دیا تم نے ابرک آفندی۔" وہ دکھی دل سے خود پر ہی طنز یہ ہنسی۔

"میری پوری بات تو سن لو پلیز۔" ابرک کے دل پر گھونسا لگا۔

"میں جانتی ہوں سمجھوتے سے بنے رشتے میں حق نہیں ہوتا صرف فرض ہوتا ہے میں نے تمہاری وائف ہونے کے سارے فرض ادا کر دئے ہیں مگر میرا تم پر کبھی کوئی حق نہیں رہا۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔
اس کی یہ مسکراہٹ ابرک کا دل یوں کاٹ رہی تھی جیسے کوئی خنجر سے اسکے دل کے ٹکڑے کر رہا ہو۔
"میرے تمام تر حقوق صرف اور صرف تمہارے ہیں میرا یقین کرو۔" وہ ایک خفیف سی کوشش کرتا امید سے اسے تکلے لگا۔

"میں پہلے دن سے اپنی حثیت جانتی ہوں ابرک آفندی۔ میں نے ہمیشہ یہ بات یاد رکھی کہ عجب وہ ملک زمین ہے تو ابرک آفندی آسمان پر جگمگاتا ستارہ ہمارا کوئی میل نہیں میں تمہاری خوشی کے لئے تمہیں چھوڑ کر جانے کو تیار تھی تم نے میری طرف پیش قدمی کی مجھے اس بے جوڑ شادی کے کامیاب ہونے کا یقین دلا یا میرے دل میں اپنی جگہ بنائی اور جب میں نے اسے سچ مان لیا تو تم نے مجھے خوابوں کے آسمان سے حقیقت کی زمین پر لا کر پٹخ دیا۔" وہ مضبوط لہجے میں اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہہ رہی تھی مگر آنسو بے وفائی کر رہے تھے اور ناچاہتے ہوئے بھی آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے۔

"تصویر کے ہمیشہ دور رخ ہوتے ہیں یہ تصاویر اصلی ہیں فوٹو شاپڈ نہیں ہیں بالکل اسی طرح جیسے تم کل ڈرنک تھی مگر تم نے ایسا کچھ نہیں پیا تھا۔"

وہ ابھی بھی اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تمہارا کہنے کا مطلب ہے تم ڈرنک تھے ہوش میں نہیں تھے اور یہ بے وفائی اسی کا نتیجہ ہے وہ تلخ ہوئی۔"

"میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ تصاویر سچ ہیں لیکن جو بتایا جا رہا ہے وہ سراسر جھوٹ ہے میرا ایلف سے ایسا کوئی ریلیشن نہیں ہے میں صرف اسے گرنے سے بچا رہا تھا اور کسی نے یہ تصاویر بنالیں۔" وہ بھی بنا ڈرے اسکی آنکھوں میں جھانکتا گویا ہوا۔

"ایکٹنگ اچھی کرتے ہو ابرک آفندی آخر کو ایک ایکٹر جو ٹھہرے لیکن میں عجوبہ ملک ہوں اپنی تذلیل اور اپنے ساتھ ہوا دھوکا کبھی معاف نہیں کروں گی۔" وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی کھڑی ہوئی اور ڈریسنگ روم میں اپنا سامان پیک کرنے لگی۔

"عجوبہ پلیز بلیومی ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔"

"میرا رستہ چھوڑو۔" وہ اسکے سامنے دیوار بن کر حائل تھا اور عجوبہ جانے کو بضد تھی۔

وہ اسے پیچھے چھوڑ کر کمرے سے نکل گئی۔ ابرک ہال تک اسکے پیچھے گیا اور یقین دلانے کی دلیلیں دیتا رہا وہ ان سنی کرتی رہی جب ہال میں ابرار اور ابتسام آفندی بھی پہنچ گئے۔

آفندی پیلس میں وقت خود کو دہرا رہا تھا فرق صرف اتنا تھا ابرار آفندی گنہگار تھا ابرک آفندی بے قصور تھا۔ برسوں پہلے بھی اس بے وفائی نے آفندی پیلس کی بنیادیں ہلائی تھیں آج بھی سب ویسا کچھ ویسا تھا۔

"یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے میرے گھر میں؟"

ابرار نے بلند آواز میں کہا تو وہ دونوں ششدر سے اسے تکتے لگے۔

"ملازموں کے سامنے کل بھی اس گنوار نے میری عزت خراب کی اور آج بھی وہی سب۔"

"ایسا کیا کر دیا ہے میرے بیٹے نے؟"

"میں نے کچھ نہیں کیا ڈیڈ۔" ابرک بھی غصے میں مگر دھیمی آواز میں بولا۔

"کم آن سن! اس لڑکی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تم نے کچھ غلط نہیں کیا غلط تو اس لڑکی نے کیا ہے اسے کیا

ضرورت تھی ڈرنک ہو کر پارٹی میں آنے کی جب سنبھال نہیں سکتی تھی تو۔"

"میں نے ڈرنک نہیں کی کسی نے شرارت کی تھی میرے ساتھ۔" وہ غرائی۔

"آسمان سر پر نہیں گر گیا اگر ابرک لائف انجوائے کر رہا ہے تو کیا برائی ہے۔" وہ ابتسام آفندی کو دیکھنے لگا۔

"آپ ہمیشہ سے بے جوڑ شادیاں کروا کر اپنی اولاد کے پیروں میں بیڑیاں ڈالنا چاہتے ہیں میں نے منع کیا مگر پھر

بھی آپ نے میرے بیٹے کے گلے میں گھنٹی باندھ دی۔ اب دیکھ لیا انجام اس کم عمر کی بے جوڑ اور کانٹریکٹ

میرج کا۔"

ابتسام آفندی خاموش تھے جیسے وہاں موجود ہی نہ ہوں۔

"دادا جی سے اس طرح بات مت کریں آپ میں آپ کی طرح نہیں میں خوش ہوں انکے فیصلے سے۔" وہ چلایا۔

"وہ تو سب نے دیکھ لیا کہ تم کتنے خوش ہو اور تم میرے بیٹے میرا خون اور میرے ہی نقش قدم پر چل رہے ہو

بس یہ دو غلاپن ابرار آفندی کے بیٹے کو سوٹ نہیں کرتا جو کرنا ہے ڈنکے کی چوٹ پر کرو ایلف سے ریلیشن ہے

تو اسے قبول کرو۔" ابرار آفندی نے ابرک باتیں اسے سود سمیت واپس لوٹائی تھیں۔

"میں نے درست کہا تھا آپ کے لباس کی طرح آپ کا دل بھی سیاہ ہے۔" وہ سر جھٹکتا عجوبہ کو تنکے لگا۔

"میرا یقین کرو میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔"

"مجھے جانا ہے ابرک پلیز۔"

"اسے جانے دو ابرک آفندی ابھی ضد نہیں کرو بعد میں بات کرنا۔" ابتسام آفندی اس وقت سے خاموش تھے اب اپنا فیصلہ سنایا تھا۔

ابتسام آفندی کا فیصلہ اسے نامنظور تھا مگر ادب نے چلنے نہ دی۔ وہ نم آنکھوں سے داداجی کو دیکھتی چلی گئی۔

"داداجی آپ نے ایسے کیسے۔۔۔"

"میرے کمرے میں آؤ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

ابتسام آفندی حکم دیتے اپنی چھڑی پر دباؤ ڈالتے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔

عجوبہ کے قدم آفندی پیلس سے باہر جا رہے تھے اور ابرک آفندی اسے چاہتے ہوئے بھی روک نہیں پایا۔ اسکا دل آج پھر سے ویران ہو گیا تھا اب کی بار آباد ہونے میں نہ جانے کتنی دیر لیتا۔

عجوبہ ٹوٹے دل اور بھاری قدموں سے آفندی پیلس سے نکل گئی ڈرائیور اسے ملک ہاؤس چھوڑنے پر بضد تھا تو عجوبہ اکیلے جانے پر جب راستے جدا ہو گئے ہیں تو پھر اس تکلف کی کیا ضرورت ہے بھلا۔ وہ اپنی سوچ کو جھٹکتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

ماں باپ کے گلے لگ کر پریشانی میں بھی وقتی ہی صحیح سکون ملتا ہے عجوبہ بھی حرا اور زیشان کے گلے لگتی خوب دل ہلکا کرنے کو روئی۔

حاشا اسے کہیں نظر نہ آیا۔ وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

"آپ مجھے میری صفائی میں کچھ کہنے کا موقع نہیں دیں گے؟"

"میں جانتا ہوں میرا پوتا اتنی گری ہوئی حرکت کر ہی نہیں سکتا۔" ابتسام آفندی نے نرمی سے کہا تو ابرک کے دل سے جیسے کسی نے بوجھ ہٹا دیا وہ چھوٹے بچوں کی طرح ان لے گلے لگا۔

"تھینکیو داداجی آپ نے مجھ پر یقین کیا میں نے کچھ غلط نہیں کیا یہ سب جھوٹ ہے۔"

"جانتا ہوں بیٹا لیکن تم بھی جانتے ہو جہاں آگ ہوتی ہے دھواں وہیں سے اٹھتا ہے۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے ابتسام آفندی شفقت سے اسے سمجھا رہے تھے۔

"تم نے اور عجوبہ نے میڈیا کو موقع دیا ہے کہ وہ تم دونوں کے رشتے کا تماشا لگائیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"سمجھتے تو بات یہاں تک پہنچتی ہی نہیں۔"

"عجوبہ کو کسی نے غلط مشروب پلا دیا اور وہ آپ سے باہر ہو گئی اور تم یہ سب تصاویر بنانے کا موقع دیا کیسے تم نے؟"

"

"تم دونوں یہ غلطیاں نہ کرتے تو میڈیا بھی اس آگ پر ہاتھ سینکنے نہ آتا۔"

"داداجی میں نے ایلف کو بس گرنے سے بچایا تھا اسی وقت کسی نے یہ تصاویر لیں۔"

"اسے بچانے والے ہاتھ تمہارے کیوں تھے؟ کسی کو گرنے سے بچانے کے لئے اس کے ساتھ خود نہیں گر

جاتے اسے صرف سہارا دیتے ہیں پھر وہ سنبھلتا ہے یا گرتا ہے یہ اسکی قسمت اور ایلف کے معاملے میں اسکی

مرضی۔"

"داداجی عجوبہ تو یقین نہیں کر رہی میرا۔"

"آپ اسے واپس لے آئیں۔"

"اسے واپس تم لاؤ گے غلطی کی ہے تو اسے سدھارو۔ رشتوں میں بھروسہ نہ ہو تو وہ ٹوٹ جاتے ہیں آج ایلف ہے کل کو کوئی اور ہوگی پرسوں کوئی اور۔"

"ہر طرح کا رشتہ لمبی عمر اسی صورت میں جیتا ہے جب آپس میں بات چیت ہو ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کی ہو۔ کمیونیکیشن گیپ نہیں آنا چاہیے ورنہ رشتہ کھوکھلا ہو کر ختم ہونے میں دیر نہیں لگتی۔"

"تم دونوں نے ایک دوسرے سے دل کی بات کرنے کی بجائے کبھی رشتے داروں تو کبھی دوستوں سے مدد لی اس کمیونیکیشن گیپ سے یہ مسائل پیدا ہو گئے کہ تم دونوں ایک دوسرے کو کسی تیسرے کے ساتھ دیکھ کر جلنے لگے انسکیور ہو گئے اور نتیجہ دلوں میں دوریاں آپس میں ناچاکی اور لڑائی سونے پر سہاگہ یہ نیوز۔"

"ساری غلطی میری ہے عجوہ کو بھی سمجھائیں۔"

"میں اسے تمہارے لئے اس گھر میں بیاہ کر لایا ہوں بہو بنا کر کہ تم اسے خوش رکھو گے پیار محبت عزت بھروسہ سب دو گے۔ آج وہ بچی آنکھوں میں آنسو لئے اس گھر سے گئی ہے۔ بیٹوں کے باپ اگر بہو کی غلطی سے پہلے بیٹے کی غلطی تسلیم کر لیں تو کتنے ہی گھر ٹوٹنے سے بکھرنے سے بچ جائیں۔ تمہیں ناکام نہیں ہونا ہے اسے منا کر واپس لانا ہے۔ سمجھ گئے۔"

"جی دادا جی۔"

"ابھی تو میں نے اپنے پڑپوتے کا منہ بھی نہیں دیکھا" وہ ماحول کو خوش گوار بنانے کے لیے مذاق کرنے لگے۔

"پڑپوتے کی ماں پہلے خود تو بڑی ہو جائے" وہ بڑبڑایا۔

ایسی ہی تھی انکی محبت اور آپس کی انڈر سٹینڈنگ کہ اتنی مشکل صورتحال میں بھی وہ ایک دوسرے کو سمجھ گئے تھے۔

"ہر طرف تمہارے چرچے ہیں ینگ مین!

بڑی بڑی باتیں کہنے میں بہت اچھی لگتی ہیں وفانہائیں کسی غیر کی طرف انکھ اٹھا کر نہ دیکھیں بلا بلا۔"

"ڈیڈ مجھے اس وقت آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔"

"ویل مائے سن! تم بات کس منہ سے کرو گے خود تم اس گنوار کو گلے کی گھنٹی بنائے ہوئے ہو اور محبت کے نغمے

ایلف کے ساتھ گنگنار ہے ہو۔"

"انف ڈیڈ! سب کچھ جیسا دکھایا گیا ہے ویسا کچھ نہیں ہے میں اپنی ماں کے جیسا ہوں وفادار۔

آپ جیسا نہیں ہوں میں۔"

ابرک اپنا موبائل لینے بیڈ روم میں آیا تھا اسے عجوہ کو منانے جانا تھا اور یہاں ابرار اسے جلی کٹی سنانے میں لگا تھا۔

"میں نے اس دن ایک ایک لفظ سچ کہا تھا ڈیڈ آپ کے لباس کی طرح آپ کا دل بھی سیاہ ہے اور سچا مرد بے وفائی

نہیں کرتا۔" وہ ایک نظر ابرار کو دیکھتا غصے اور دکھ کی ملی جلی کیفیت لئے وہاں سے چلا گیا۔

"عجوہ بیٹا دروازہ کھولو اپنی امی سے بھی بات نہیں کرو گی؟" حرانے نم آنکھوں کو صاف کیا دروازہ پیٹ پیٹ کر وہ

تھک چکی تھیں لیکن عجوہ باہر آنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"بیٹا دروازہ کھولو ہم سے بات کرو اس طرح تم ہمیں مزید پریشان کر رہی ہو۔" زیشان نے قدرے مضبوط لہجے

میں کہا تو گال صاف کرتی وہ دروازہ کھول کر خود بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔

وہ دونوں اسکے پاس جا کر بیٹھ گئے۔

درمیان میں عجوہ اور ارد گرد حرار اور زیشان بیٹھے تھے تینوں اداس تھے۔

"اخبار میں چھپی ہر خبر سچی نہیں ہوتی ایک بار ابرک سے بات کر لو۔" عجوہ نے سو جھپی ہوئی آنکھوں سے انھیں دیکھا اور پھر سے نظریں جھکا گئی۔

"ٹھیک ہے میں خود مالک سے بات کرتا ہوں۔ وہ مجھے جواب دیں گے میری بیٹی کی زندگی کا سوال ہے۔" زیشان نے دو ٹوک لہجے میں کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

"تم مجھے بتاؤ تم کیا چاہتی ہو ایک بیٹی کی سب سے پہلی سہیلی اس کی ماں ہوتی ہے۔ اس کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ؟"

"مجھے کچھ نہیں سمجھ آرہا ہے امی کیا صحیح ہے کیا غلط سچ جھوٹ کچھ بھی نہیں۔" غلطی میری ہے اتنی چھوٹی عمر میں تمہیں ان سب جھنجھٹوں میں ڈال دیا۔" وہ اسے گلے لگائے رونے لگیں۔ عجوہ بھی دل کا غبار کم کرنے کو جی ہلکا کرتی پھر سے رونے کا شغل فرمانے لگی۔

ابرک شام کو عجوہ کی بلڈنگ کے باہر پہنچا تھا۔ عجوہ اب کچھ سنبھل گئی تھی حاشر بھی اب گھر پر موجود تھا۔ چاروں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا اب زیشان کے حکم پر سب کھانا کھانے بیٹھے تھے۔ عجوہ کے حلق سے نوالہ نہیں اتر رہا تھا حاشر نے اسے تسلی دینے کے لئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا وہ پھیکا سی مسکرائی۔

دروازے پر دستک ہوئی تو زیشان دروازہ کھولنے کے لئے گیا سامنے ابرک کھڑا تھا۔ وہ اسے اندر آنے کا کہتا خود ایک طرف ہو گیا۔

ابرک آج شرمندہ سا نظریں جھکائے ہوئے اندر داخل ہوا۔

اسے یہاں دیکھ کر حاشر غصے سے بھڑک رہا تھا اور حر اتو اسے دیکھ کر خاموش ہی ہو گئی تھیں۔

"عجوبہ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" وہ کچھ پل خاموش رہا جب کوئی بات نہ بن سکی تو سیدھا عجوبہ کو مخاطب کیا۔
"اب کیا بات کرنی ہے تمہیں؟ میری بہن کی زندگی کا تماشا بنا دیا ہے تم نے۔ ذرا شرم نہیں ہے تمہیں یہاں بے شرموں کی طرح منہ اٹھا کر چلے آئے۔"

"حاشر مجھے اپنی بات کرنے کا موقع تو دو ایسا کچھ نہیں ہے میں سب سمجھاتا۔۔۔" اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی حاشر اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھا اور ایک زوردار مکا ابرک کے منہ پر دے مارا وہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹا حیرت سے اسے تنکے لگا اس کے ہونٹ کا کنارہ اچھٹ گیا تھا اور وہاں سے خون رس رہا تھا۔
عجوبہ اور حر ابھی میز چھوڑتیں حاشر کی طرف لپکیں۔

"حاشر وہ بہنوئی ہے تمہارا ہوش کے ناخن لو۔" حر اسے کندھے سے تھامتی روکنے لگیں۔
ابرک گرے آنکھوں میں امید کی جوت جلائے عجوبہ پر نظریں جمائے ہوئے تھا وہ بھی افسردگی سے اسے دیکھ رہی تھی وہ اپنے دفاع میں اپنی طرف بڑھنے والا حاشر کا ہاتھ تک نہیں روک رہا تھا۔
حاشر نے اسے دو تین مکے مارے اور اسے دھکے دیتا گھر سے باہر نکالنے لگا۔
"نکلو یہاں سے شکل مت دکھانا آج کے بعد اپنی۔"

"میں عجوبہ سے بات کئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا۔" وہ بضد تھا۔
"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی تم پلیز جاؤ یہاں سے۔" عجوبہ روتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔
زیشان شاید اسی ہنگامے کی امید رکھ رہا تھا اسی لئے ابرک کے گھر میں داخل ہوتے ہی باہر نکل گیا تھا۔
حر اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

برف باری پھر سے شروع ہو گئی تھی شام گہری ہو رہی تھی ملک ہاؤس میں سناٹا تھا۔

عجوبہ کو وہ پل شدت سے یاد آرہے تھے جو اس کمرے میں اس نے ابرک کے ساتھ بتائے تھے۔ کھڑکی میں کھڑے ہو کر چاند کو دیکھنا اور اپنے ڈریمز بتانا وہ مسکرائی۔ ذہن کی سکریں پر اپنے اور ابرک کے تمام حسین لمحے کسی فلم کی طرح چل رہے تھے کل کی حسین رات کے بعد صبح ایسی خوف ناک ہو یہ تو عجوبہ نے کسی بھیانک خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

حاشر کا اس پر ہاتھ اٹھانا اور اس کا خاموشی سے مار کھانا وہ ابرک کا درد محسوس کر رہی تھی۔ دل کا درد بڑھتا جا رہا تھا وہ لمبا سانس لیتی تازہ ہوا لینے کھڑکی کی طرف آئی اور پردہ ہٹایا اور بھاگتی ہوئی گھر سے باہر گئی۔

ابرک نا جانے کب سے وہاں ٹھنڈ میں ٹھٹھڑ رہا تھا نہ اونٹنی ٹوپی نہ گرم جیکٹ باریک سی سیاہی ٹی شرٹ اور گہرا نیلا ٹراؤزر پہنے وہ وہاں ہاتھ باندھے کھڑا تھا جیسے کسی نے سزا دی ہو یا پھر وہ خود کو اپنے ناکردہ جرم کی سزا دے رہا تھا۔

عجوبہ بھی بغیر کسی گرم لباس کے اسکے سامنے کھڑی تھی اس نے بھی صبح والی جینز اور شرٹ پہن رکھی تھی۔ "تم ابھی تک یہیں ہو گھر جاؤ۔" وہ ٹھنڈ سے ٹھٹھرتی کانپتی آواز میں بولی۔ "تم سے بات کئے بغیر نہیں جاؤں گا۔" وہ بضد ہوا۔

"دیکھو ابرک پلیز واپس جاؤ اب بات کرنے کو کیا بچا ہے۔ ہمارا کانٹریکٹ ہی یہی تھا جب تمہیں یا مجھے اپنا سول میٹ مل جائے گا ہم الگ ہو جائیں گے۔" وہ آنکھیں بند کر کے کھولتی درد سے بولی دل پر بوجھ پڑنے لگا لیکن اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔

"میں نے ایسا کوئی کانٹریکٹ نہیں کیا تھا کبھی بھی نہیں" وہ ابھی بھی درخت سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"کانٹریکٹ نہ صحیح ڈیل ہی صحیح اب جب تم اپنی پارٹنر ڈھونڈھ چکے ہو تو تم آزاد ہو میں تمہاری خوشی میں خوش ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی مضبوط لہجے اور ٹوٹے دل سے بولی۔

"یہ فیصلہ کون کرے گا کہ میری خوشی کس میں ہے؟" وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

"یہ جاننے کی ضرورت ہے کیا اب بھی؟" وہ طنزیہ ہنسی۔

"میرا بھی یہی سوال ہے کیا اب بھی یہ جاننے کی ضرورت ہے؟" وہ لال انگارہ ہوتی آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔ ہونٹ کے کنارے پر خون جم چکا تھا۔ آنکھ بھی سرخ ہو رہی تھی آنکھ پر بھی شاید حاشر کا ہاتھ اثر چھوڑ گیا تھا لیکن وہ بے پرواہ تھا اسے صرف ایک ہی بات کی پرواہ تھی عجب وہ کیا سوچ رہی ہے۔

"میں نے پورے دل سے اس رشتے کو قبول کر لیا تھا ابرک پوری کوشش کی اسے نبھانے کی مگر میں چیٹنگ برداشت نہیں کر سکتی تم خوش رہو اور میری طرف سے بے فکر رہو میری وجہ سے تمہاری ماما کی وصیت پر اثر نہیں پڑے گا۔" وہ ہمت کر کے بڑے دل کا مظاہرہ کر رہی تھی لیکن اس کا یہ بڑھک پن ابرک کے دل پر کچوکے لگا رہا تھا۔

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو عجب وہ آفندی؟

سب فیصلے تم کرو گی اور میں بس تمہاری انگلیوں پر ناجتار ہوں گا؟" وہ اسے بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوا بولا۔ عجب وہ اس کے ردِ عمل پر دنگ تھی۔

"تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے کیا ہوں میں بتاؤں مجھے؟ تم ڈیسا نڈ کرو گی ہم الگ ہونے کے لئے شادی کریں گے تم ڈیسا نڈ کرو گی میری خوشی ایلف میں ہے تم ڈیسا نڈ کرو گی کہ تم پوری زندگی میرے نام پر جوگ لے کر بیٹھو گی۔ بہت مہمان ہونہ تم۔" وہ اسے جھٹکے سے چھوڑتا چلا یا۔

"تم نے اس رشتے کو دل سے نبھایا تو میں نے کہاں بے ایمانی کی؟ میں نے تمہیں کہا تھا تمہارا بر تھ ڈے یادگار بناؤں گا ہر ممکن کوشش کی۔" وہ اسے کچھ اور بھی کہنے والا تھا مگر موقع نہیں دیا گیا۔

"تم نے میرا بر تھ ڈے میرے لئے کبھی نہ بھولنی والی یاد بنا دیا ہے ابرک۔ میں پہلے دن سے جانتی ہوں میرا اور تمہارا کوئی جوڑ نہیں ہم ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔"

"اسکا تمہیں الہام ہوا ہو گا۔" وہ طنز کرنے لگا۔

"تمہارا پر اہلم کیا ہے میں تمہیں اجازت دے رہی ہوں اپنی زندگی اپنی محبت کے ساتھ جینے کی۔"

"تم سے اجازت مانگ کون رہا ہے؟"

"میرے لئے سب سے ضروری تمہاری خوشی ہے۔" وہ نم آنکھوں سے مسکراتی سخی بن رہی تھی۔

"میری خوشی میری محبت میرا سب کچھ تم ہو عجوہ آفندی تم نہیں تو کچھ نہیں۔" وہ اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر اسکی آنکھوں میں جھانکتا نرمی سے بولا۔

عجوہ کو لگا وقت تھم گیا ہے ہوا رک گئی ہے اور وہ سانس لینا بھول گئی ہے۔ پھر وہ لمحہ گزر گیا اور ابرک آفندی اس سے دور ہٹ گیا۔

"کل ہمارا دن تھا ہمارا وقت تھا میں تمہیں پھر بھی نہیں بتایا میری محبت میری خوشی میری چاہت تم ہو تو میرے یہاں رہنے کا کوئی مقصد کوئی فائدہ نہیں۔ مگر میں تمہیں ایک بات بتا دینا چاہتا ہوں عجوہ میں نے کوئی چیٹنگ کوئی دھوکا نہیں دیا۔"

"تم نے خود اعتراف کیا وہ تصاویر اصلی ہیں فوٹو شاپڈ نہیں ہیں۔" روئی جیسی نرم برف ان کے اوپر گر رہی تھی سرد ہوائیں چل رہی تھیں مگر ان دونوں کو ایک دوسرے کے سوا کچھ محسوس نہ ہو رہا تھا۔

"میری اس ایک بات کا یقین ہے اور کسی بات کا نہیں؟" وہ دکھی ہوا تھا لہجہ دل ٹوٹنے کا پتہ دیتا تھا۔
وہ ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے تکتے لگی۔

"ان سیاہ آنکھوں نے بہت غلط کیا ہے میرے ساتھ مجھے اپنا دیوانہ بناتی رہیں اور خود کتنی بے اعتبار نکلیں۔"

"تم مجھے الزام دے رہے ہو ابرک؟ تمہارے افیسر کی خبر سب کے سامنے ہے اور جہاں آگ ہوتی ہے دھواں
وہیں اٹھتا ہے۔" وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔

"نیوز تو تمہاری ڈرنک ہونے کی بھی چھپی ہے تم ڈرنک ہو کر اپنے شوہر کی گرل فرینڈ پر تشدد کرتی ہو یہ بھی تو
غلط خبر ہے۔" وہ سرد لہجے میں کہتا رہا پھر سلسلہ کلام وہیں سے جوڑا۔

"تمہاری تسلی کے لئے بتا رہا ہوں مگر ایک بات یاد رکھنا رشتے بھروسے اور اعتبار سے بنتے ہیں محبت انہیں
مضبوط کرتی ہے اور شک انہیں دیمک کی طرح کھا جاتا ہے جب رشتے میں اعتبار ہی نہ ہو یقین نہ ہو تو تولا کھ
جتن کر لو وہ رشتے دیر پا نہیں ہوتے۔"

"ایلف کے ڈریس میں کچھ پر اہلم تھا اسے میں نے ہمارے بیڈ روم کا ڈریسنگ روم استعمال کرنے کے لئے کہا اور
اسی وقت اسکا پیر پھسلا اور وہ گرنے لگی تھی کہ میرا سہارا لے کر کھڑی ہوئی اسی دوران پتہ نہیں کس نے یہ
حرکت کی ان تصاویر کا زاویہ ایسا لیا جیسا نیوز میں نظر آ رہا ہے۔"

"میں جانتی ہوں تم اپنے ڈیڈ جیسے نہیں بننا چاہتے مگر تمہیں یہ قربانی دینے کی ضرورت نہیں ہے تم ایلف کے
ساتھ۔"

ابرک نے اسکے لبوں پر اپنی سرد انگلی رکھی۔

"ایک لفظ اور نہیں تمہیں مدرٹریا بننے کی ضرورت نہیں جہاں جذبے ناکام ہو گئے لفظ کیا سمجھائیں گے۔" وہ اسے وہیں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

عجوبہ برف پر گھٹنوں کے بل گرنے کے انداز میں بیٹھتی اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونے لگی۔
وقت کا چناؤ کتنا اہم ہوتا ہے کسی بھی طرح کے اظہار کے لئے ان دونوں نے آج بہت سے اظہار کئے تھے
محبتوں کے رشتے نبھانے کے مگر وہ اظہار غلط وقت پر کئے گئے تھے دونوں نے اپنی محبت کے جذبے کو غصے دکھ
انا اور قربانی جیسے جذبوں کی نذر کر دیا تھا۔

وہ ساری رات سڑکوں پر بے مقصد گاڑی دوڑاتا رہا صبح گھر لوٹا تو ابتسام آفندی کو اپنے انتظار میں پایا۔ وہ امید سے
اسے دیکھ رہے تھے اور وہ مایوسی سے انہیں دیکھتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

بیڈ پر اوندھے منہ لیٹتا وہ تکیہ منہ پر رکھے ہوئے تھا جب داداجی کی چھڑی کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔
"ابرک بیٹا!" وہ پیار سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔

"داداجی پلیز!"

"دیکھو بیٹا اس طرح اداس بیٹھو گے تو کیسے چلے گا؟"

"داداجی ہاتھ پیر مارنے سے چل جائے گا؟ وہ میری بات ماننے کو تیار نہیں ہے۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا انداز بچوں
جیسا تھا۔

"ایک بار کوشش کر کے ہار مان لی۔" وہ گھمبیر لہجے میں استفسار کرنے لگے۔

"اسے مجھ پر یقین نہیں ہے میرے کردار کی گواہی وہ غیروں سے لے گی اب۔" وہ دکھ سے کہتا ان کی گود میں
سر رکھ کر لیٹ گیا۔

نیو ایئر کی چھٹیاں ختم ہو گئیں سکول کے فائنل ایگزامز شروع ہو گئے لیکن عجمہ اور ابرک کی ناراضگی ختم نہ ہوئی۔ دادا جی سے تو کہہ دیا تھا اسے سچ ثابت کر کے رہے گا لیکن اب انامیں آکر خود اس سے بات کرنے سے انکاری تھا۔

عجمہ کا دل دکھتا سکول میں ابرک اور ایلف کی افیئر کی خبریں سن کر۔ وہ ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھتی تو دل خون کے آنسو روتا۔

"جھوٹا! مجھ سے محبت کے دعوے کر رہا تھا اور اب۔" وہ تنفر سے اسے ایلف کے ساتھ دیکھتی ہوئی بولی۔ جیڈ اور نشا بھی اپنی بہن جیسی دوست کے لئے اداس تھیں انکا بس نہیں چل رہا تھا کہیں سے جادو کی چھڑی مل جائے اور سب پہلے جیسا ہو جائے۔

بیلا کوئی موقع نہیں چھوڑ رہی تھی عجمہ پر طنز کرنے کا اسکا بدلہ پورا ہو چکا تھا عجمہ کا مذاق یا طنز جو بھی تھا اسکا بدلہ بیلا نے اسکا رشتہ ختم کروا کر لیا تھا۔

ایگزامز کے بعد وہ دن آہی گیا جس کا انتظار ہائی سکول کے ہر سٹوڈنٹ کو ہوتا ہے۔ پرام نائٹ۔ پرام نائٹ پر سب نے اس سکول کو یہاں کے لوگوں کو اور یہاں مشہور قصوں کو اور دوستیوں کو الوداع کہنا تھا۔ چند ایک لوگ یہ سب رشتے ساری عمر نبھانے والے تھے۔ ان چند ایک میں ابرک اور عجمہ بھی تھے یا نہیں اسکا خود انہیں بھی اندازہ نہیں تھا۔

ایلف کا پلان کامیاب ہو چکا تھا اسکے پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے اب اسے یہ خوشخبری سارے بالٹن کو دینی تھی کہ وہ امید سے ہے۔

کتنا آسان ہے ایک خبر پھیلا دو وہ جنگل میں آگ کی طرح سارے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے کر سب تباہ و برباد کر دے۔ کسی کا کردار مشکوک کر دو کوئی بھی الزام لگا دو۔ کسی پر الزام تراشی کے لئے نیوز کا سہارا لینا تو زہر دے کر

قتل کرنے سے بھی زیادہ آسان ہے اس میں قاتل کے ہاتھ خون سے نہیں رنگے جاتے پھر چاہے وہ قتل کسی کے کردار کا ہو یا جان کا۔

فلائٹ لینڈ کرنے ہی والی تھی۔ عجوہ کھڑکی کی طرف بیٹھی تھی اور اسکے ساتھ کیون۔ ان کے سامنے والی سیٹس پر ابرک اور پھر روشیل بیٹھے تھے۔

ان دونوں کی نظر ایک دوسرے سے ٹکرائی اور دونوں ایک دوسرے کو نظر انداز کرتے باتوں میں مشغول ہو گئے۔

ابرک اب داڑھی رکھ چکا تھا۔ گرے آنکھوں کا سحر اسی طرح سے اب تک جاری تھا وہ اب تھیٹر ایکٹر کے طور پر کام کر رہا تھا۔ اسکی چارمنگ پر سنیلٹی میں مزید نکھار آچکا تھا۔

عجوہ کے بال اب باب کٹ تھے چاند سی لڑکی اب بھی اتنی ہی پرکشش لگتی تھی۔

وہ ایک دوسرے کو تک رہے تھے اس وقت کتنے ہی جذبے تھے جو ان آنکھوں میں نظر آئے تھے۔

"پھر کیا ہوا؟ تم دونوں نے بریک اپ کر لیا؟"

روشیل کی آواز پر سکتہ ٹوٹا اور وہ اسے دیکھنے لگا۔

"جس رشتے میں اعتبار نہ ہو وہ دیر پا نہیں ہوتا۔"

ابرک نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ روشیل کچھ اور پوچھتی اسی وقت فلائٹ لینڈ کر گئی اور وہ چاروں اپنا سامان لئے ایئر پورٹ سے نکل آئے۔

ایک بڑی سی چمچماتی بلیک کلر کی گاڑی ابرک کے سامنے رکی اور وہ اس میں بیٹھ کر ایئر پورٹ سے نکل گیا۔

روشیل اسے روک کر اس سے بات کرنا چاہتی تھی مگر وہ عجلت میں تھا۔

عجوبہ کے سامنے بھی ایک بڑی سی چمپاتی گاڑی آکر رکی اب وہ بھی اپنا کام شروع کر چکی تھی۔
وہ ہائی ہیلز میں پر اعتماد سی چلتی جا رہی تھی جب کیون نے اسے روکنا چاہا اس وقت تک وہ گاڑی میں بیٹھ چکی تھی

"میں آگے کیا ہوا جاننا چاہتا ہوں پلیز۔" وہ کھڑکی کے قریب ہوتا گویا ہوا۔

عجوبہ مسکرائی آنکھوں میں ڈھیروں خوشی تھی۔

"کل میری شادی ہے تم مجھے اپنا وزٹنگ کارڈ دے دو میں تمہیں اپنی شادی کا کارڈ بھیجوں گی اور ایڈریس بھی گھر
آکر باقی بات کر لینا۔"

کیون ششدر سا کھڑا اسے تک رہا تھا وہ پرسکون تھی۔ وہ اسے اپنا کارڈ دیتا تھا تھ سے ویو کرتا مسکرایا۔
گاڑی انکی نظروں سے دور چلی گئی۔

"یہ ایسا کیسے کر سکتی ہے ابرک بے قصور تھا۔" روشیل نے روتے ہوئے کہا وہ اسے اپنے ساتھ لگاتا چلا گیا۔

وہ دونوں اپنے ہوٹل کے روم میں بیٹھے تھے عجوبہ نے وینیو سینڈ کیا تھا۔

"پلیز کیون اسے روک لو ابرک اس سے بہت محبت کرتا ہے۔"

"اسکا کہنا ہے وہ ایلف سے محبت کرتا تھا۔"

"نہیں ایسا نہیں ہے پلیز اسے روکو۔"

"ہم کل وقت سے پہلے وہاں جائیں گے ایک کوشش کر کے دیکھتے ہیں۔" کیون اسے ہگ کرتا تسلی دینے لگا۔

باب نمبر 11

"روح کا بندھن"

ابرک نے تو سب کچھ وقت چھوڑ دیا تھا ابتسام آفندی نے اس کا خیال ایک ماں کی طرح رکھا تھا اس سارے وقت میں جب نئی نئی محبت اور اتنی گہری چوٹ وہ ٹوٹ سا گیا تھا۔ ابرار آفندی کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا اس نے اپنی خوشی کسی سے چھپائی بھی نہیں تھی۔

اکثر وہ طلاق کی بات کرتا تو ابرک کھانا چھوڑ کر اپنے کمرے میں بند ہو جاتا وہ آج تک اپنے باپ کو سمجھنے سے قاصر تھا وہ اپنی زندگی اپنی مرضی سے جیتا آیا تھا اسے روک ٹوک پسند نہیں تھی ابتسام آفندی کی کسی بات کا مان

رکھانہ کبھی کسی حکم کی تکمیل کی اور اپنے بیٹے کو وہ اپنے ہاتھوں کی کٹ پتلی بنانا چاہتا تھا اس قدر ڈبل سٹینڈرڈ۔ وہ کڑھ کر رہ جاتا۔

عجوبہ نے خود کو ہر طرح سے پڑھائی میں مصروف کر لیا اور حاشر کو شیئر زمار کیٹ کا بتاتی اس کی سیونگنز کو چھوٹی سی انویسٹمنٹ کے لئے استعمال کرنے پر اسے راضی کرنے لگی۔ وہ مان گیا اور کامیاب بھی رہا اس تجربے میں۔ دونوں بہن بھائی نے مل کر اپنا چھوٹا سا بزنس کرنے کا فیصلہ کیا تا کہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں۔ سارا دن ابرک اور عجوبہ پڑھنے اور کاموں میں مصروف رہتے اور رات ہوتے ہی بستر پر کروٹ بدلتے رہتے۔ آدھی سے زیادہ رات وہ چاند ستاروں کو تکتے اور ایک ساتھ بتائے حسین پلوں کو یاد کرتے گزار دیتے۔ ایلف ہر وقت ابرک کے آگے پیچھے کسی آوارہ تتلی کی طرح منڈلاتی رہتی۔

"ابرک تم نے اتنے وقت سے میرے لئے پینٹنگ نہیں بنائی۔" وہ فرمائش کرتی اسکا ہاتھ تھام کر بیٹھ گئی ابرک نے اپنا ہاتھ غیر مخصوص طریقے سے اس کے ہاتھ سے نکالا۔

"میں نے پینٹنگ کرنا چھوڑ دی ہے۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"کیوں؟"

"ہر جگہ ایک ہی چہرہ نظر آتا ہو تو کوئی اور چہرہ کینوس پر نہیں اتاراجا سکتا۔" وہ اسے دو ٹوک جواب دیتا عجیب لگا۔

"ابرک میں دیکھ رہی ہوں جب سے وہ سکینڈل ہوا ہے تم مجھ سے اکھڑے اکھڑے رہتے ہو۔"

"تمہارے اس شکوے کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔" وہ اسے انگور کرتا باغیچے میں چلا گیا اکثر وہ شام کو ان پھولوں اور درختوں سے باتیں کرنے میں وقت گزارتا تھا۔ اسے یہاں سکون محسوس ہوتا تھا ایسا لگتا جیسے

عجوبہ اس کے ساتھ ہے اسکے آس پاس۔ وہ سفید رنگ کے پھولوں کو تکتا مسکرا کر چھوتا تو ایسا لگتا جیسے عجوبہ کو چھو لیا ہو وہ بھی تو ان سفید پھولوں جیسی تھی پیور۔

ایلف کا داخلہ پیلس کے اس حصے میں آج بھی ممنوع تھا ابرک جب اس سے بات کرتا بے زار ہو جاتا تو اسی جگہ آکر بیٹھ جاتا۔

عجوبہ کو جیڈ اور نشا ہر وقت تسلی دیتی رہتی اکثر اسے مشورہ دیتیں ابرک سے بات کرنے کا مگر وہ منع کر دیتی۔
"اس طرح خود کو کمرے تک محدود کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا تم اس سے بات کیوں نہیں کرتی۔ وہ بے قصور ہے۔"

"نشا مجھے شک سا ہوتا ہے تم اب میری نہیں ابرک کی دوست ہو۔" عجوبہ نے منہ بنایا ایک تو وہ اتنی بڑی قربانی دے رہی تھی اوپر سے نشا کی نصیحتیں۔

"کل پر ام نائٹ ہے کیا تیاری کی ہے گرلز؟ جیڈ نے ماحول کو نارمل کرنا چاہا۔"

"میں نہیں جا رہی۔" عجوبہ نے بجھے لہجے میں کہا۔

"کیوں؟" وہ دونوں ایک ساتھ بولیں۔

"سنا ہے کل ابرک اپنی محبت کو سارے سکول کے سامنے پروپوز کرنے والا ہے۔"

"ہاں تو؟" وہ دونوں شاکڈ تھیں۔

"میرا تنا بڑا دل نہیں ہے۔" وہ اداس ہوئی۔

"یہ تو فیصلہ کرنے سے پہلے سوچتیں۔ وہ آیا تھا تمہارے پاس کئی بار لیکن تم بضد تھی اسکی خوشی میں اسے خوش

دیکھنے کو اب وہ خوش ہے تو تم جیسے ایکس جیسا کردار ادا کرو گی؟"

جیڈ کے طنز نے اسکے دل پر وار کیا وہ تڑپ اٹھی۔

"میں نے اپنی خوشی قربان کی ہے صرف اس لئے کہ وہ خوش رہے اور تم مجھے۔۔۔" عجوہ کی آنکھیں نم ہوئیں جو اپنے لئے یہ خطاب برداشت نہ کر سکی۔

"یہی موقع ہے دل بڑا کر کے اسے دکھانے کا کہ تم نے درست قدم اٹھایا اور بہترین فیصلہ لیا تم دونوں کے لئے۔" نشا پر جوش ہوئی۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کوئی میرے دل کو کسی خنجر سے کاٹ رہا ہے میں اسے کسی کا ہوتے ہوئے کیسے دیکھوں گی؟" وہ رونے لگی۔

جیڈ اور نشا اسے ہگ کرتیں تسلی دینے لگیں۔

ماضی کی یادوں سے باہر آتی وہ اپنی شادی کے لئے خاص طور پر منگوایا گیا پاکستانی برائیدل ڈریس دیکھتی مسکرائی۔ اس کے ہر انداز سے خوشی جھلک رہی تھی۔ سرخ عروسی لباس زیب تن کئے ناک میں گول بڑی سی نتھ جو اسکے سرخ رنگ سے سچی لپسٹک سے مزید خوبصورت لگ رہے تھے انہیں چوم رہی تھی۔ ہاتھوں میں لال چوڑیاں اور گلے میں رانی ہار وہ آج کسی ریاست کی شہزادی لگ رہی تھی۔

کتنے سال گزر گئے اس وقت کو آج بھی سب یاد ہے جیسے کل کی بات ہو۔ وہ اپنے عکس کو دیکھتی ماضی میں کھو گئی۔

لانگ بلیک کلر کی میکسی اور کمر تک آتی بلیک ٹاپ پہنے وہ جیڈ کے گھر پر تیار ہو رہی تھی۔ آج اس نے ابرک کو یقین دلانے کا خود سے وعدہ کیا تھا کہ اسکا بریک اپ کا فیصلہ بالکل درست ہے۔ وہ آئی لیشز لگائے پینک لپسٹک

سے ہونٹوں کو سجائے بالوں کو کرل کر کے پنک بلش آن لگائے اب لانگ سٹیلیٹ ہیل اور کانوں میں پرلز پہنے کسی فیری ٹیل کی پرنسز لگ رہی تھی۔

گلے میں اس نے ہارٹ شیپ پینڈنٹ پہنا تھا۔

نشا اور جیڈ بھی مکمل تیار تھیں۔ تینوں اس جگہ پہنچ چکی تھیں جہاں پر ام نائٹ فنکشن تھا۔

دن کے وقت شروع ہونے والا یہ فنکشن دیر رات تک جاری رہنے والا تھا۔

نظریں بار بار ابرک کو ڈھونڈھ رہی تھیں دماغ خود کو درست اور دل بے وقوف کہہ رہا تھا۔

ابرک آفندی آج دیر تک ہال میں نہیں پہنچا تھا۔

سب کو انتظار تھا اس کیل کا جو آج سب کی گاسپ کا حصہ تھا ہر کسی کو یہ بات معلوم تھی کہ ابرک آج اپنے لو

انٹرسٹ کو پروپوز کرنے والا ہے۔

پر ام نائٹ پر ہائی سکوئز میں رنگ و بو کا سیلاب اُٹا تھا ہر کوئی اپنے بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کے ساتھ آیا تھا

جو سنگلز تھے وہ کیپلز کو حسرت سے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے کتنے ہی کیپلز آج ہی ون نائٹ سٹینڈ کے بعد

ختم ہو جانے تھے اور کئی ایسے تھے جو صرف سب کو دکھانے کی خاطر کیل بن کر آئے تھے وہیں دوستوں کے

گروپس نے بھی شاندار انٹری دی تھی۔

ایک طرف سیلفی سٹینڈ بنایا گیا تھا جہاں سب لوگ سیلفیز لینے میں مصروف تھے پھر گپ شپ کرنے اور پسندیدہ

ٹیچرز کے ساتھ فوٹوز بنوانے کا سلسلہ تھا۔ عجوہ کا دل ہر گزرتے لمحے میں بے چین ہو رہا تھا اور وہ بے چینی

برداشت سے باہر ہو گئی تھی جب اس نے ابرک کو ایلف کے ساتھ لمبی سے مہنگی سے سیاہ رنگ کی گاڑی میں

اترتے دیکھا۔

ابرک نے سیاہ رنگ کا تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا۔ فریش شیو اور جیل لگا کر سیٹ کئے گئے بال گرے ساحر آنکھیں اور دلکش مسکراہٹ وہ پرنس چارمنگ سب کو جلن حسد اور رشک میں مبتلا کر گیا تھا ایلف اسکا ہاتھ تھام کر گاڑی سے نکلی تھی اس نے بلیک کلر کا شارٹ پارٹی ڈریس پہن رکھا تھا گرین آنکھوں میں جیت کا رقص تھا۔ وہ عجوبہ کو حقارت سے تکتی ابرک کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کر گئی۔

عجوبہ ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھتی اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکی ساری تیاری ہو ا ہوئی اور سیاہ آنکھوں میں پانی چمکنے لگا۔ اسکا دل چلنا بند ہو رہا تھا اس سے یہ تکلیف برداشت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ کسی اور کا ہو گیا ہے۔ دماغ میں اپنے کہے الفاظ ہتھوڑے کی طرح ضرب لگا رہے تھے۔ جس دن ہمیں اپنے سول میٹس مل جائیں گے ہم الگ ہو جائیں گے۔

اتم نہیں تو کوئی نہیں عجوبہ آفندی۔ "ابرک کاشت سے کہا جملہ یاد آیا تو لگا وہ اپنے پیروں پر کھڑی نہیں ہو پائے گی۔

ابرک اسکی حالت پر اسکی طرف بڑھنا چاہتا تھا مگر ایلف نے اسکا ہاتھ تھام کر روک لیا اور وہ اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھنے لگا جیسے پوچھ رہا تھا۔ یہی چاہتی تھی ناتم پھر اب یہ رونا دھونا کس لئے؟ دھوپ میں جو سزپینے سلیفیز لینے اور گپ شپ کرنے کے بعد سب سٹوڈنٹس ہال میں داخل ہوئے جہاں مکمل اندھیرا تھا اور لاؤڈ میوزک۔ سب ڈانس کرنے میں مصروف تھے۔ بونے کا بھی انتظام تھا۔ وہیں موجود تمام سٹوڈنٹس کو اب سب سے اہم بات کا انتظار تھا اور وہ تھا ابرک کا پروپوزل۔

"عجوبہ پلینز آجاؤ اندر چلو شہاباش۔" جیڈ نے اسے واش روم سے باہر نکالا تھا جو پچھلے ایک گھنٹے سے وہاں بیٹھ کر رونے میں مصروف تھی۔

"سب ختم ہو گیا میں نے سب ختم کر دیا میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتی۔" وہ سسکیوں سے روتی ان دونوں کا دل دہلا رہی تھی۔

"اب یہاں تماشا مت بنو او اپنا آجاؤ اندر چلیں پارٹی انجوائے کرنے کا ڈرامہ تو کر ہی سکتے ہیں نا۔" نشانے اس کے آنسو صاف کئے بال سیٹ کئے اور اسے لئے ہال میں چلی گئیں۔

"دلہامیاں انتظار نہیں کر پارہے چلو جلدی چلو۔" نشا کی آواز نے اسے ماضی کے جھروکے سے باہر نکالا۔
نشا اور جیڈ نے اس کے لہنگے کو تھاما جو ضرورت سے زیادہ ہی فرش پر بچھا ہوا تھا۔

وہ دونوں بھی وقت کے ساتھ ساتھ مزید گرم ہو گئیں تھیں نشانے انڈین ساڑھی پہن رکھی تھی اور جیڈ نے شارٹ ڈریس۔ دونوں اسے لئے باہر آئیں تو ہال میں لائٹس آف کر کے عجوہ پر سپاٹ لائٹ کی گئی۔

وہ خوشی خوشی چلتی آگے بڑھ رہی تھی جب کسی نے اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اسے پرپوز کیا۔ سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

ستائشی نظریں اس شاندار مرد پر ٹکی تھیں جو آنکھوں میں سارے جہاں کی محبت لئے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسکی بھوری داڑھی اندھیرے میں بھی آنکھوں کو بھار ہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ہیرے کی مہنگی ترین انگوٹھی تھی۔ کیون اور روشیل نے پوری کوشش کی تھی وقت پر وہاں پہنچ کر شادی رکوانے کی جب تک وہ پہنچے وہاں پر ایک خوبرونو جوان گھٹنوں لے بل بیٹھا دلہن بنی عجوہ کو پرپوز کر رہا تھا۔

روشیل نے پریشانی سے کیون کو دیکھا۔

"کچھ کرو پلینز انہیں روکو۔" وہ اسکا ہاتھ تھامے رو دینے کو تھی۔

"روشیل وی کانٹ!" وہ دھیمی آواز میں بولا۔

ایک آنسو اسکی گال پر بہہ گیا۔

وہ دونوں بھی وہاں موجود مہمانوں کے ساتھ سارا فنکشن دیکھنے لگے۔

وہ آدمی عجوبہ سے کچھ پوچھ رہا تھا وہاں میں سر ہلاتی مسکراتی جا رہی تھی۔ خوشی سے اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو اس آدمی نے اسکے نازک ہاتھ کی انگلی میں وہ خوبصورت انگوٹھی پہنائی اسکا ہاتھ چوما اور کھڑا ہوا۔ وہ اسکا ہاتھ تھامے ہال میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر روشیل اور کیون آنکھیں پھیلانے ان دونوں کو دیکھنے لگے۔

"اس سے شادی کی ہے عجوبہ نے؟" روشیل نے شاگڈ ایکسپریشنز دئے۔
کیون مسکرایا۔

"شادی مبارک ہو مسٹر اینڈ مسز ابرک آفندی!"

کیون اور روشیل مسکراتے ہوئے ان کے پاس سیٹج پر موجود تھے۔
"تھینکیو!" دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے کھڑے تھے۔

"میں جانتا ہوں یہ موقع نہیں ہے مگر مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا یہ جاننا ہے تم دونوں ایک کیسے ہوئے۔"

"پرام نائٹ پر۔" ابرک نے اسکا ہاتھ چومتے ہوئے کیون کو جواب دیا۔

"ایم سو پی پی فار یو!" روشیل نے ابرک کے گلے لگتے ہوئے کہا۔ عجوبہ نے ابرک کو گھورا۔

وہ گلا کھنکارتا اس سے الگ ہوا۔ وہ جھوٹی مسکان لبوں پر سجائے اسے تکتی کیون سے مخاطب ہوئی۔

ہال میں سناٹا تھا میں وہاں انٹر ہوئی تو مجھ پر سپاٹ لائٹ تھی۔ ابرک میری طرف قدم بڑھاتا سب کو حیران کر رہا تھا۔

کیون روشیل ابرل اور عجوبہ ایک گول ٹیبل کے ارد گرد بیٹھے تھے عجوبہ انہیں اپنی پرام نائٹ کا بتا رہی تھی۔

عجوبہ نے ابرک کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا آنسوؤں بہنے کو بے تاب تھے وہ ہال سے باہر جانے لگی جب اسکا پیر مڑا ایڑا برک نے اسے کمر سے تھام کر گرنے سے بچا لیا۔

وہ اسکے سینے سے لگی روتی جارہی تھی ابرک نے اسے خود سے الگ کرنا چاہا مگر وہ اسی طرح کھڑی رہی۔ سب کی نظریں ان پر جمی تھیں۔

وہ اسے خود سے الگ کرتا اسکی نم پلکوں کو چومنا سب کو حیران کر گیا۔

عجوبہ کی آنکھوں سے موتی جھڑنے لگے جنہیں وہ اپنے ہونٹوں سے چٹنا سے چپ رہنے کی تلقین کرنے لگا۔
"میں نے کہا تھا نام نہیں تو کوئی نہیں۔" وہ اسکی پیشانی چومتا دھیمی آواز میں بولا تو عجوبہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"سب کہہ رہے تھے تم آج ایلف کو" وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔

"شش!" وہ اسے اپنے ساتھ لگاتا خاموش کروانے لگا۔

"تم نے کہا تھا ساری زندگی میرے بغیر گزار لو گی اور اب یہ حالت۔" وہ مسکرایا۔

عجوبہ نے اپنی ہائی ہیل سے اسکے پیر پر دباؤ ڈالا۔

"آہ! بہت مس کیا یا ر تمہیں۔"

"تو مجھے لینے کیوں نہیں آئے؟ منایا بھی نہیں"

وہ سارا الزام اس پر ڈالتی خود معصوم بن گئی۔

"یہ سارا حساب کتاب بعد میں کریں ابھی اور بھی بہت کچھ کلیئر کرنا ہے۔" وہ اسکا ہاتھ لبوں سے لگاتا اجازت چاہ

رہا تھا۔

ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ جیڈ اور نشا خوشی سے مسکرا رہی تھیں جب ہی ایلف نے ابرک کا رخ اپنی طرف موڑا۔

"یو چیٹ!" وہ غرائی۔

ابرک نے سر د نظروں سے اسے دیکھا ایلف ڈر کر ایک قدم پیچھے ہٹی۔

"میں نے کسی کو چیٹ نہیں کیا۔"

"آئی ایم پریگنٹ تمہیں اب اس عجوبہ کو اپنے ساتھ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں تمہارا بے بی آجائے گا تو پر اپری تمہارے نام ہو جائے گی۔"

ایلف نے ایک سانس میں کہا عجوبہ جانے لگی جب ابرک نے اسکا ہاتھ تھام کر اسے روکا۔

"آج نہیں عجوبہ پلیز!" ابرک نے التجا کی اسی وقت ہال میں پراجیکٹر پر بیلا نظر آئی۔

وہ سب کو ایلف کے پلان کے بارے میں بتا رہی تھی۔

"جھوٹ یہ سب جھوٹ ہے آپ سب نے دیکھا تھا میری اور ابرک کی پکچر وہ سب سچ تھا یہ میرا بوائے فرینڈ

ہے۔ وہ چلا رہی تھی" جب ایلف کے بیڈ روم میں ہوئی بیلا اور اسکی بات چیت کی ویڈیو بھی چلنے لگی۔

"بیلا یو فراڈ!" وہ مٹھیاں بھینچے غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔

جیڈ اور نشا نے ابرک کو آنکھ ماری اور انگلیوں سے وکٹری کا سائن بنایا۔

ابرک نے بھی جواباً آنکھ دبائی۔

نشا اور جیڈ نے یہ سارے ثبوت اکٹھے کئے تھے۔ پلان ابرک کا تھا مگر تکمیل ان دونوں نے کی تھی۔

"بیلا نے تمہیں بلیک میل کرنا تھا ایلف مگر افسوس وہ میری بے گناہی کا ثبوت بن گیا۔"

"تم میری بیسٹ فرینڈ تھیں ایلف صرف اس لئے میں نے تم پر کیس نہیں کیا بس چند لوگوں میں تمہارا پول کھولا ہے۔"

"تم صرف میرے ہوا برک۔" وہ جنونی انداز میں چلائے جا رہی تھی۔

ابرک نے اسکی ماں کو کال کر دی تھی وہ چاہ کر بھی ایلف جتنا سفاک نہیں ہو سکا تھا۔

عجوبہ کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر اسکے گلے لگی تھی اور کتنے ہی لمحے اس سے الگ نہیں ہوئی تھی وہ مسکراتا ہوا سارا قصہ بیان کر رہا تھا۔ پر ام نائٹ کا وہ وقت یاد کر کے دونوں ہی مسکرائے تھے۔

"اگر میں بھی تمہاری طرح اپنے لئے کوشش کرنا چھوڑ دیتا تو آج تم اور میں ہمیشہ کے لئے الگ ہو چکے ہوتے۔" ابرک نے ایک جتناتی نگاہ اس پر ڈالی۔

"ایسا کبھی نہیں ہوتا۔" وہ پر یقین ہوئی۔

"دادا جی سے بات نہ کرتا تو ایسا ہی ہوتا۔"

جب میں عجوبہ کے گھر سے مایوس ہو کر لوٹا تو دادا جی سے بات کی انہوں نے مجھے سمجھایا۔

"اسکا ایک ہی جواب ہے تم خوش رہو بے وقوف لڑکی۔" کلین شیو میں ابرک ابتسام آفندی کے سامنے تھا۔ دادا جی مبہم سا مسکرائے۔

"یہ بے وقوفی نہیں سچی محبت ہے جو تمہاری خوشی کے لئے اپنی خوشی تیاگ رہی ہے۔"

"میری نظر میں یہ بے وقوفی ہی ہے۔" وہ گردن جھٹکتا بولا۔

"بے وقوفی تو یہ بھی ہے کہ تمہارا فیئر مشہور ہے ایلف کے ساتھ عجوبہ کی جگہ کوئی بھی بیوی ہوگی تو ایسا ہی ری

ایکٹ کرے گی وہ تو پھر بھی تمہارے لئے سب چھوڑ کر چلی گئی ہے۔"

"سب نہیں مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے۔"

"تم واپس لے آؤ اسے یقین دلاؤ کہ سب جھوٹ ہے سچ صرف وہ ہے۔"

ابرک انکی بات پر خفیف سا مسکرایا۔

"میں نے لطیفہ سنایا ہے کیا کوئی؟"

"آپ نے بال دھوپ میں سفید نہیں کئے۔" وہ انکے گلے لگتا امید سے بولا۔

ساری رات مایوسی نے ڈیرے ڈال رکھے تھے مگر دن کے اجالے میں مایوسی کی جگہ امید نے لے لی تھی۔

کیون اور روشیل مسکرائے اسی وقت ابتسام آفندی ان کے پاس آئے۔

"مبارک ہو میرے بچوں تم لوگوں کی خوشی کو کسی کی نظر نہ لگے۔" وہ انکے سر پر پیار دیتے

انکے پاس ہی بیٹھ گئے۔

"ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ آپ لوگ ایئرپورٹ پر الگ کیوں بیٹھے تھے؟" روشیل نے سوال کیا۔

"ہم نے امی اور بابا سے وعدہ کیا تھا جب تک کچھ بن نہیں جاتے الگ رہیں گے اس انتظار میں ایک دوسرے کے

ساتھ وفادار رہے تو دوبارہ شادی کر کے خوش رہیں گے۔"

عجوبہ نے تفصیلی جواب دیا۔

"کب تک الگ رہے آپ دونوں؟"

"تین سال۔ سٹیڈی کمپلیٹ ہونے تک۔ ہاں بس کبھی کبھی ڈیٹ پر چلے جاتے تھے سب سے چھپ کر۔"

ابتسام آفندی نے رازدارانہ انداز میں کہا تو وہ دونوں منہ کھولے انہیں دیکھنے لگے۔

"آپ کو پتہ تھا؟" ابرک حیران ہوا۔

"یہ بال میں نے دھوپ میں سفید نہیں کئے۔"

ان کے جواب پر سبھی ہنسنے لگے۔

"الگ کیوں بیٹھے تھے اب بھی سمجھ نہیں آیا۔"

"جیسے تم اور کیوں الگ بیٹھے تھے ویسے ہی ہم بھی۔" عجوہ اپنی ہنسی چھپاتی بولی۔

"آہ اب سمجھی۔" روشیل اب پرسکون تھی۔

حرا اور زیشان بھی ان سے ملے حاشر سارے انتظام دیکھ رہا تھا اس نے اپنا ایونٹ مینیجمنٹ کا کاروبار شروع کر لیا تھا۔

ابرار اور جیسمین بھی انہیں مبارک باد دے کر ایک کونے میں بیٹھ گئے۔

احمد نے انہیں گفٹ بھیجا تھا ہنی مون کے لئے ورلڈ ٹور مگر خود وہ نہیں آیا تھا جیسمین خوب سمجھتی تھی اپنے بیٹے کا دکھ اور اسے وہ اپنی سزا سمجھتی تھی وہ یک طرفہ محبت کا شکار ہوا تھا جس کا غم اسے ساری عمر اٹھانا تھا مگر اس نے کوئی سازش نہیں کی جو قسمت میں نہیں تھا اس پر کیا شکوہ کرنا۔ عجوہ اور ابرک کو اسکی محبت کا علم تک نہیں تھا۔

"ایک بات تو بتائی نہیں گفٹ کیا تھا برتھ ڈے کا جو ابرک نے سوچ رکھا تھا؟"

"کیون میں تمہیں دکھاتی ہوں کیا گفٹ تھا۔" عجوہ نے اپنا موبائل اس کے سامنے کیا۔

"ہماری پینٹنگ جب ہمیں پہلی بار کسی نے سول میٹس کہا تھا وہ لمحہ ابرک نے قید کر لیا تھا جب ہم فوٹو شوٹ پر گئے تھے۔" عجوہ بتا رہی تھی اور کیون وہ تصویر دیکھ رہا تھا۔

ابرک اس کے کان کے پیچھے اسکی لٹ کر رہا تھا دونوں ایک دوسرے میں گم تھے اس کا نام ابرک نے سول میٹس رکھا تھا۔

"ایک بات بتانا تو بھول ہی گئی۔ ایلف کو سامنے بٹھا کر بنائی تھی یہ میں نے اور یہ جل بھن گئی تھی۔" ابرک نے اس کی طرف دیکھ کر آنکھ دبائی۔

"دادا جی کا لحاظ کر لو۔" وہ بڑبڑائی۔

"یار انہیں جلد پڑپوتا چاہیے۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر سرگوشی کرنے لگا۔

دادا جی نے گلہ کھنکھراتو وہ اسکا ہاتھ چھوڑ کر بیٹھ گیا۔

وہ اپنی ہنسی چھپانے لگی۔

جیڈ اور نشا بھی وہیں آگئی۔ عجوہ کے گلے ملتی وہ اسکے گال چومنے لگیں۔

"ایلف کا کیا ہوا؟" کیون نے سوال کیا۔

"اس نے سوسائٹیڈ اٹیمپٹ کی مینٹل اسائیلیم میں رہی کچھ ہفتے پھر ماڈلنگ شروع کر دی اب وہ ماڈل ہے۔" حاشر

بھی وہیں آگیا تھا اس نے جواب دیا۔

"او ایم جی! آئی لواٹ۔ اتنے سارے ٹونسٹس۔

میں یہ کتاب لکھوں گا سول میٹس کے نام سے۔"

"ہم لوگ ویڈنگ کو بوجھ اور گرل فرینڈز بوائے فرینڈز کے رشتے کو ٹرینڈ سمجھ کر اپنی زندگی کا سکون برباد کر

لیتے ہیں۔ اپنے بچوں کو صحیح غلط کی پہچان کروانا ماں باپ کا فرض ہے بچوں کو چھوٹی عمر میں شادی میں باندھ کر

گناہ سے روک لینا انکے لئے راہ نجات ہے۔ میں خوش قسمت ہوں کہ میں تمہاری ماں سے کیا وعدہ نبھاسکا ورنہ

سکون سے نہ مر سکتا۔ مغرب میں پیسہ کمانے کی دوڑ میں ہم اپنی جڑیں کھودیتے ہیں اپنے بچوں کو انکے اصل سے

ملوانا بہت ضروری ہے ورنہ ہمارا اصل آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا اور ہم نہ مغرب کے رہیں گے نہ مشرق کے

۔"

ابتسام آفندی نے ابرک کو بار بار سمجھایا گیا سبق پھر سے نصیحت کی طرح یاد کروایا۔

"بالکل داداجی" وہ انکے گلے ملا اسی وقت کیون اور روشیل نے ان سے اجازت چاہی اور ابرک اور عجوہ کے گلے ملی۔ عجوہ نے قہر آلود نظروں سے ابرک کو دیکھا۔ وہ اپنی ہنسی چھپانے لگا۔

"میں دولت اور سٹیٹس کے پیچھے اندھا ہو گیا تھا اپنے بیٹے کی خوشی کبھی نظر ہی نہیں آئی۔" ابرار نے انہیں سر پر پیار دیا جب وہ گھر پہنچ چکے تھے اور ہال میں بیٹھے تھے۔

"ایلف دماغی مریض تھی اور مجھے وہ اپنی بہو کے روپ میں قبول تھی صرف سٹیٹس کے لئے۔ جب کہ عجوہ نے اپنی قابلیت اور محنت سے حاشر کے ساتھ مل کر بزنس شروع کیا ہے۔"

"ایم سوری!" وہ ان دونوں سے شرمندہ تھا اپنا سارا بزنس ابرک اور عجوہ کے نام کر چکا تھا لیکن انکی حرکتوں سے جو عزت وہ گنو اچکا تھا۔ ابرک نے اب بھی ابرار سے کبھی کوئی گلہ شک نہیں کیا تھا وہ ابرار کو اسی طرح قبول کر چکا تھا جیسا وہ تھا۔

وہ دلہن بنی سہاگ کی سیج پر شرمائی سی بیٹھی تھی۔ دوپٹہ سر پر ٹکائے ابرک کا انتظار کرتے وہ مسکرا رہی تھی۔ ابرک کمرے میں داخل ہوا تو سامنے گلاب کے پھولوں میں اسے اپنے انتظار میں بیٹھا دیکھ وہ خوشی سے اسکی طرف بڑھا اسکا گھونگھٹ اٹھایا۔

"یہ گھونگھٹ نکال کر کیوں بیٹھی ہو؟"

وہ اپنی تعریف سننے کے موڈ میں تھی اور یہاں ابرک نے عجیب سوال کر ڈالا تھا۔

عجوبہ نے اسے گھورا۔

"اسکا فیشن نہیں ہے اب۔" وہ انجان بنا شرارت پر اتر آیا۔

عجوبہ کا دل چاہا اس کدو کے دو ٹکڑے کر دے۔

"سرتاج میری تعریف میری رونمائی کچھ نہیں کریں گے؟" وہ معصومیت سے آنکھیں پٹیٹاتی اسے دیکھنے لگی۔

"یار اتنی دفعہ تو تعریف کی ہے تمہاری اور رونمائی یہ انگوٹھی دی ہے نا۔" وہ اسکے ہاتھ کی پشت چومتا بولا تو عجوبہ

نے اپنا ہاتھ جھٹ سے پیچھے کھینچا۔

"تو یہاں کیا کر رہے ہو نکلو اس کمرے سے پہلی دفعہ شادی تھوڑی ہوئی ہے تمہاری۔" وہ اسے بیڈ سے دھکا دے

کریںچے پھینکتی غرائی۔

"چھپکلی کبھی کسی ایک دن تو مجھے یقین آنے دو کہ میرا فیصلہ درست تھا" وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ کر بیڈ

پر بیٹھا۔

"میرا بھی یہی کہنا ہے ایک دن ہی اچھے شوہر بن کر دکھا دو۔"

"الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے" وہ اس کے قریب ہوتا دانت پیس کر بولا۔

"چور کی داڑھی میں تنکا" وہ بھی اسی انداز میں بولی۔

"آج دو دو ہاتھ ہو ہی جائیں ذرا پتہ چلے کون کتنا پہلوان ہے" وہ اسکے دونوں بازو اسے سر پر ٹکاتا اسے گھورنے لگا

-

"میرے ہاتھ چھوڑو پھر بتاتی ہوں کدو۔"

"اپنی شکل دیکھی ہے چھپکلی۔"

"بالکل دیکھی ہے تم پاگل ہو اسکے پیچھے" وہ اپنی تعریف کرتی اسکے دل میں اتری۔

"آج لڑائی کا ارادہ ترک کر دیں؟" وہ نرمی سے بولا اور نظریں اسکے چہرے پر ٹکالیں۔
وہ کچھ دیر سوچتی ہاں میں سر ہلا گئی۔

وہ اسکے ہاتھ چھوڑتا اسے اپنے حصار میں لئے لیٹ گیا۔

"آئی مس یو سو میچ!" ابرک نے اسکی پیشانی چومی

"مجھے لگا آج تم آئی لو یو کہو گے۔" پھر سے شکایت۔

"تم کہہ دو آئی لو یو؟" وہ مزید گھیرا تنگ کرتا بولا۔

"تم کہو۔" وہ بضد ہوئی۔

وہ اسکے آگے ہمیشہ کی طرح پھر سے ہار مان گیا۔

کہتے ہیں جہاں زیادہ پیار ہوتا ہے وہاں لڑائی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ابرک اور عجوہ کی محبت بھی ایسی ہی تھی۔

طمانیت Prologue

تم سمجھتی کیا ہو خود کو مرا جا رہا ہوں میں تمہارے لئے؟ شکل دیکھی ہے اپنی؟ "وہ اسکے بالکل" سامنے کھڑا دھاڑ رہا تھا۔

۔ بالکل دیکھی ہے۔ بہت خوبصورت ہوں ماشاء اللہ

اسی لئے تم جیسے کدو کو جلن ہوتی ہے۔ "وہ آج پر سکون تھی۔ ورنہ اپنی خوبصورتی پر بات سن کر اب تک اسے گنجا کر چکی ہوتی۔

بہت خوبصورت ہے نہ تمہاری شکل؟ "اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیا تھا۔"

اسے اپنے بالکل سامنے دیکھ کر اس نے بمشکل سانس لیا۔

می۔۔۔ میں ڈرتی نہیں ہوں تم سے کدو۔ "لرزتی پلکوں سے بمشکل بات کرتے اسے پرے" دھکیلا۔

وہ اسکے پاس سے گزر کر جانے لگی تھی۔ جب اس نے اسکی کلائی پکڑ کر زور سے مروڑی۔ خود کو بچانے کے چکر میں وہ اسے دھکا دیتی بیڈ پر گری تھی۔ اسکی شرٹ کا بازو پکڑ کر خود کو گرنے سے بچانا چاہا پر وہ اسے گرتا دیکھ کر خوش ہوتا جانے لگا جب زمین پر پڑی اسکی ہیلز پر پاؤں پڑنے سے وہ بھی اسکے پاس ہی بیڈ پر گرا۔

وہ کچھ لمحے پہلے غصے سے سرخ چہرہ لئے اسے گھور رہی تھی۔ اب قہقہہ لگاتی اسکی حالت پر سے محفوظ ہو رہی تھی۔

"کیسا لگ رہا ہے کدو؟"

وہ کہنی کے بل لیٹی اسے چڑا رہی تھی۔

وہ غصے سے اسکی کلائی مروڑ کر جھٹکا دیتا اسے اپنے قریب کر چکا تھا۔

اسکی پشت اسکے سینے سے جا لگی۔ وہ ہاتھ پیر چلاتی اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش میں تھی۔

موٹے سائڈ، کدو ہاتھ چھوڑو میرا۔ ابھی تو تمہاری ڈیٹ خراب کی ہے۔ اگلی دفعہ تمہاری یہ شکل

"بگاڑوں گی۔ پھر دیکھتی ہوں کیا کرتے ہو تم۔

وہ اسکے پیٹ میں کہنی مارتی پھنکاری۔

آہ۔۔۔ وہ پیٹ پر ہاتھ رکھتا اسکی کلائی چھوڑ چکا تھا۔

تم رکو ذرا چھپکلی، اب بچ کر دکھاؤ۔ "وہ غصے میں اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر لیٹے لیٹے ہی"

چلایا۔

ایک بار میرے ہاتھ چھوڑ دو۔ پھر بتاتی ہوں کون کسے بتاتا ہے۔ "وہ ہاتھ چھڑوانے کی کوشش"

میں تھی۔ عین اسی وقت کوئی کمرے میں داخل ہوا۔

ان دونوں کو اس پوزیشن میں دیکھ کر آنے والے کو شرمندگی ہوئی تھی۔

آنکھوں پر ہاتھ رکھے گلا کھنکارا۔

معاف کرنا بچوں مگر دروازہ کھلا ہوا تھا۔ "وہ ہنسی دباتے ہاتھ اب بھی آنکھوں پر رکھے ہوئے تھے۔"

انکی بات سے شرم تو نہیں البتہ غصے سے دونوں ضرور سرخ ہوئے تھے۔

دادا جی آپ اپنے پوتے کو کچھ مینرز سکھائیں۔"

بہت ال مینرڈ ہیں یہ کدو۔ "لفظ کدو دانت پیس کر بہت آہستہ آواز میں کہا اور بات اتنے نرم لہجے میں کی وہ تو عیش عیش کر اٹھا۔

اس نے لب واہ کئے ہی تھے کہ اس کے لفظ اچک لئے گئے۔

آئندہ خیال کرنا برخوردار "وہ مصنوعی خفگی سے اسے گھورتے ہوئے بولے۔"

وہ جھوٹی مسکان لبوں پر سجائے انہیں دیکھتی

ترچھی نظروں سے اسے دیکھ کر پھر سے آنکھیں پٹیٹا کر معصوم بننے کی ایکٹنگ کرنے لگی۔

"یہاں آؤ تم۔"

انکی انگلی کے اشارے پر وہ اپنی طرف انگلی سے اشارہ کرتا پوچھنے لگا۔

"میں؟"

سر ہلا کر ہاں میں جواب آیا۔

انکے پاس پہنچنے پر وہ قہر آلود نظر اس پر ڈال کر اب پوری طرح دادا کی طرف متوجہ تھا۔ جو اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے بالکل پرانے دوستوں کی طرح راز دارانہ انداز اپنائے ہوئے تھے۔ وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ایڑھیاں اٹھا کر کان کے قریب ہاتھ رکھتی بات سننے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کب خوش خبری دے رہے ہو مجھے پڑپوتے کی؟"

خوشی اور امید انکے انداز سے عیاں تھی۔

اگر بچے ڈاؤن لوڈ ہو سکتے تو یہ خوش خبری میں آپ کو ضرور دیتا۔ مگر اسکے لئے بھی سو فٹ ویئر ضرور بدل لیتا۔ "وہ دانت پیس کر بڑھاتا ان سے دور ہوا۔

وہ اسکے پلٹنے پر منہ موڑتی کام میں مصروف ہونے کا ڈرامہ کرنے لگی۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟"

"پلاننگ دادا جی"

فیملی پلاننگ ، اب ایسی باتیں بڑوں سے کرنا اچھا تھوڑی لگتا ہے۔ "وہ دانت پیس کر بولتا اسے " گھورتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

دیکھو ابرک میں تمہیں آخری بار پیار سے سمجھا رہی ہوں آج کے بعد میں نے کبھی تمہیں اس " لڑکی کے ساتھ کسی بھی طرح کا شوٹ کرنے کا سوچتے ہوئے بھی دیکھا تو --- " ابرک اب پول کے پاس بیٹھا تھا جب عجوبہ اسکے سامنے آکر کھڑی ہوتی اسے انگلی دکھا کر وارن کر رہی تھی ۔

تم میرا پراجیکٹ خراب کر چکی ہو عجوبہ اوپر سے تم میری فلمز کے لئے ہونے والی میٹنگز کو ڈیٹ " کہتی ہو وہ دھیمے لہجے میں بولا تو عجوبہ اپنا غصہ بھلا کر اسکے پاس بیٹھ گئی۔

تم تھوڑے سے ہینڈسم ہو بس تھوڑے سے اتنے سے " وہ انگلی اور انگوٹھا ملا کر کہتی اسے دیکھنے " لگی جو ہلکا سا مسکرایا تھا ۔

شکر ہے تم مسکرائے ۔ " وہ اسکے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔ "۔

تم کب سدھرو گی ؟ " وہ اسکے بال کان کے پیچھے کرتا چاند سی لڑکی کا چہرہ تک رہا تھا۔ "۔

کبھی بھی نہیں " وہ دھڑلے سے کہتی نظر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی ۔ "۔

" میں تمہارا شوہر ہوں اور ایکٹنگ میرا کام ہے جیسے باقی سب کا کوئی نہ کام ہے ۔ "۔

لسن مسٹر شوہر میں ایک بار تم سے الگ ہونے کا فیصلہ کر کے بتا چکی ہوں تم سے کتنی محبت ہے " مجھے اب یہ سب باتیں کر کے تم مجھے منا نہیں سکتے ۔

"لسن مائے وائف میں ایکٹنگ کرتا ہوں بس ۔ "۔

"ایکٹنگ میری پسند کی فلموں میں کرو گے بس ورنہ بھول جاؤ ۔ "۔

"یار یہ کیسی ضد ہے ابھی ابھی میرا کریئر بننا شروع ہوا ہے۔"

تو کیا ایلف جیسی کسی بھی چڑیل کو تم پر عاشق ہونے دوں ایک غلطی ایک بار ہی ہوتی ہے۔"
کسی دن سچ میں کوئی لڑکی تمہارا بچہ لے کر آگئی تو۔ "وہ دل پر ہاتھ رکھتی اب کانوں کو ہاتھ لگانے لگی۔

اور کوئی لڑکی میرا بچہ لے کر آئے یا نہ آئے میں دادا جی کو انکا پڑپوتا دے کر رہوں گا۔ "وہ"
مغرور شہزادہ اس چاند ہی حسین لڑکی کو محبت سے کہتا پول سے پانی کے چھینٹے اس کے چہرے پر
ڈالتا اسکی طرف بڑھا وہ اسے پول میں دھکا دیتی بھاگنے ہی والی تھی جب اسکا پیر پھسلا اور وہ ابرک
سمیت خود بھی چھپاک

کی آواز پیدا کرتی پول میں جاگری۔

دونوں ایک ساتھ پانی میں کھڑے مسکرانے لگے چاند کی روشنی میں وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے
اپنی زندگی سے خوش اور مطمئن تھے۔ جلد بازی اور کم عمری میں غلط فیصلوں سے انہوں نے اپنے
آنے والی حسین زندگی ایک ساتھ گزارنے کا موقع نہیں گنویا تھا۔ وہ چاند سی لڑکی تھی بناوٹ
سے پاک سادہ پر کشش اور حسین جو ایک مغرور شہزادے کے ہمراہ وہ دونوں رات کا حسین منظر
لگ رہے تھے۔

Finding someone you love and who loves you back is a wonderful ,
wonderful feeling. But finding a true soul mate is even a better feeling .

A soul mate is one who understands you like no other , loves you like no
other , will be there for you forever , no matter what . They say nothing
lasts forver , but I am a firm biliever in the fact that some , love lives on
even after we are gone.

Cecilia Ahern